Paulo Coelho
شیطان اور لڑکی
THE DEVIL AND MISS PRYM
پاؤلو کوئیلہو
ترجمہ: ابوالفرح ہمایوں
THE INTERNATIONAL BESTSELLER

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈمن "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈمن کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی وغیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈمن سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی و ذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفیکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈمن سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0306-7163117	0343-7008883	0333-8033313
محمد سلمان سلیم	پاکستان زندہ باد	راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو

THE DEVIL AND MISS PRYM

شیطان اور لڑکی

مصنف: پاؤلو کوئیلہو

ترجمہ: ابوالفرح ہمایوں

CITY BOOK POINT

Naveed Square.
Urdu Bazzar, Karachi

Ph # 021-2762483 Cell # 0322-2820883
E-Mail: citybookurdubazaar@gmail.com

باذوق لوگوں کے لئے خوبصورت اور معیاری کتاب

بیاد

HASSAN DEEN

نام کتاب: شیطان اور لڑکی

مصنف : پاؤلو کوئیلہو

ترجمہ: ابوالفرح ہمایوں

ناشر: سٹی بک پوائنٹ

تعداد: 500

اشاعت سن: 2012ء

قیمت: =/200 روپے

مصنف کا تعارف

پاؤلو کوئیلہو برازیل میں پیدا ہوئے اور آج کل دنیا کے معروف ترین مصنفین میں سے ہیں۔ ان کا ناول الکیمسٹ شہرت کی انتہا کو پہنچا۔ اس کی اکتیس لاکھ کاپیاں فروخت ہوئیں اور اکیاون زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ انہوں نے بے شمار اعلیٰ اعزازات اور ایوارڈ حاصل کیے جس میں فرانس کے ورلڈ اکنامک فورم کا کرسٹل ایوارڈ بھی شامل ہے۔ پاؤلو کوئیلہو ایک ایسے نامور داستان گو ہیں جو تمام دنیا کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

پاؤلو کوئیلہو کے دیگر ناولوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

The Alchemist

The Pilgrimage

The Valkries

By The River Piedra Sat Down And Wept.

The Fifth Mountain

Veronika Decides To Die Brida

دیباچہ

از: مصنف

موجودہ ناول The Devil And Miss Prym اُن تین المیہ ڈراموں کے سلسلے کی آخری کڑی ہے جو ایک ہی موضوع کے متعلق ہیں۔

پہلی دو کتابوں کے نام ہیں۔

1. By The River Pedra Sat Down and Wept. (1994)

2. Veronika Decides To Die

یہ تینوں ناول آپس میں منسلک ہیں اور عام لوگوں کی زندگی کے اُن کمزور پہلوؤں سے بحث کرتے ہیں جو کہ زندگی کا حصہ ہیں۔ خاص طور پر وہ حوادث جو دولت، محبت اور موت کی صورت میں اچانک نازل ہو جاتے ہیں۔

میں نے ہمیشہ یہ محسوس کیا ہے کہ جب ہمیں امید ہوتی ہے کہ زندگی اب ایک ہموار ڈگر پر چل پڑی ہے تو پھر خود ہی مشکلات کو آواز دیتے ہیں اور کسی تبدیلی کی خواہش کرتے ہیں۔ اور پھر زندگی میں وہ مقام بھی آتا ہے جب واپسی کا راستہ مسدود ہو جاتا ہے۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اور زندگی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتی۔ ایک لمحہ ہماری زندگی کو بدل کر رکھ دیتا ہے اور پھر ہمیں تقدیر کا فیصلہ قبول کرنا پڑتا ہے۔

بونس آئرس۔ اگست ۲۰۰۰ء

-1-

پندرہ سال گزر گے، ضعیف و ناتواں برٹا تمام دن اپنے گھر کے صدر دروازے پر بیٹھی ہوئی نظر آتی ہے۔ وسکوس کے باشندے بخوبی جانتے ہیں کہ عمر رسیدہ افراد کا یہ ایک عام وطیرہ ہے کہ وہ ہر دم خوابوں میں گم رہتے ہیں اور گزرے ہوئے ایام کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ان کو اپنا مستقبل تاریک نظر آتا ہے اور وہ جان گئے ہیں کہ اب اس رنگ و نور کی دنیا میں ان کا کردار ختم ہو چکا ہے۔ اب ان کا کام بس یہی رہ گیا ہے کہ آس پاس کی سن گن لیتے رہیں اور تجربات کی روشنی میں اپنے از کار رفتہ مشوروں سے لوگوں کو نوازتے رہیں۔

مگر برٹا کے پاس اپنی موجودگی کا جواز موجود ہے۔ اس روز آخر کار اس کا انتظار رنگ لے ہی آیا جب اس نے دیکھا کہ ایک اجنبی پہاڑی پر چڑھتا ہوا گاؤں میں داخل ہوا اور کسی ہوٹل کی تلاش میں متجسس نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ برٹا نے بغور اس کا جائزہ لیا۔ اس نے ڈھیلے ڈھالے اور بوسیدہ کپڑے پہن رکھے تھے۔ اس کے گیسو کافی دراز اور الجھے ہوئے تھے۔ اس کی داڑھی بھی بڑھی ہوئی تھی۔

اور شیطان بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

''میرے شوہر کا اندازہ بالکل درست ہے۔'' وہ بڑبڑائی۔

''یہ تو اتفاق ہے کہ میں نے اسے دیکھ لیا۔ ورنہ وہ تو دندناتا ہوا یہاں چلا آیا اور کسی نے بھی اس سے نہ پوچھا کہ میاں! کون ہو، کہاں سے آئے ہو اور کہاں جانے کا ارادہ

ہے؟''

عام طور پر وہ لوگوں کی عمروں کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتی تھی۔ مگر پھر بھی اجنبی کے بارے میں اس نے سوچا کہ چالیس اور پچاس کے درمیان کی عمر کا ہے۔

جوان ہی کہلائے جانے کا مستحق ہے۔ اس نے اپنی وہ قوت تخیلہ استعمال کی جو صرف بڑے ہی لوگ جان سکتے ہیں۔ وہ سوچ میں پڑ گئی کہ اجنبی کا قیام یہاں کب تک رہے گا۔ ممکن ہے بس ایک دو دن، کیونکہ اس کے پاس سوائے پیٹھ پر لدے ہوئے ایک چھوٹے سے بیگ کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔

اتنے طویل سال جو اس نے گھر کے باہر کسی کے انتظار میں گزارے تھے، برباد نہیں گئے۔ یہ وقت اس نے بہت خوبصورت اور پرلطف انداز میں بسر کیا۔ اس نے پہاڑوں کا حسن دیکھا جو اس سے پہلے اس کے خواب وخیال میں بھی نہ تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ یہیں پیدا ہوئی اور پلی بڑھی۔ لہٰذا جو چیز ہر دم سامنے موجود رہے وہ اپنی قدر کھو دیتی ہے۔

بالآخر اجنبی نے ایک ہوٹل تلاش کر ہی لیا۔ برتا نے سوچا کہ وہ پادری کو جا کر بتائے کہ ایک اجنبی یہاں نہ جانے کہاں سے گھس آیا ہے، مگر وہ جانتی تھی کہ پادری اس کی بات کو کوئی وقعت نہیں دے گا، اور اسے جھڑک کر باہر نکال دے گا کہ یہ عورت تو دیوانی ہے اور الٹی سیدھی ہانکتی رہتی ہے۔

اس نے انتظار کرو اور دیکھو کی مصلحت پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ کسی بدروح کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ چند لمحوں میں صدیوں سے کھڑے مضبوط درختوں کو آن کی آن میں اکھیڑ پھینکیں گاؤں کے گاؤں کو تلپٹ کر کے رکھ دیں اور دریا کا رخ بدل دیں۔ برتا یہ سوچ کر خوف زدہ ہوگئی کہ کہیں ایسا ہی براوقت وسکوس پر نہ آجائے۔

دنیا میں برائیاں پھیلی ہوئی ہیں اور شیطان قسم کے لوگ ہر طرف چھائے ہوئے ہیں۔ لیکن ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ دنیا اسی طرح چلتی رہتی ہے۔ اور انسان اپنی دنیا میں مگن رہتا ہے۔

اس نے اپنے ان بے کار خیالات اور بے جا وہموں سے جان چھڑانے کی کوشش کی، مگر اجنبی کے خیال کو اپنے ذہن سے جھٹکنے میں ناکام رہی۔ آسمان جو ابھی تک صاف شفاف تھا اچانک وہاں بادل چھانے لگے۔

''اوہ! کوئی خاص بات نہیں۔ اس موسم میں ایسا ہو ہی جاتا ہے۔''

اس نے سوچا۔ ''یہ محض ایک اتفاق ہے اور اس کا کوئی تعلق اجنبی کی آمد سے نہیں ہے۔''

اور پھر دور سے بادلوں کے گرجنے کی آواز اس کے کانوں میں آئی، ایک نہیں، تین بار اور۔ بظاہر یہ ایک عام سی بات تھی کہ اب بارش آنے والی ہے۔ لیکن دوسری طرف، پرانی روایات کے مطابق یہ خدا کی غضبنا کی کی علامت ہے کہ انسان خدا کو بھول گیا اور اس کی نافرمانی کرنے پر تلا ہوا ہے۔

''مجھے اب کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔ آخر کار وہ کوئی نہ کوئی مصیبت ہم پر آنے ہی والی ہے۔۔۔ وہ چند منٹ خاموش رہ کر اپنے آس پاس کا جائزہ لیتی رہی۔ بادل اب پورے گاؤں پر چھا گئے تھے، مگر ان کے اندر سے کوئی آواز نہیں ابھر رہی تھی۔'' بادل کی گرج قدرت کی ناراضگی کا مظہر ہے۔'' ابھی یہ خیال اس کے دل میں آیا ہی تھا کہ بادل زور زور سے گرجنے لگے اور اس کے ساتھ بجلی بھی چمکنے لگی۔ برٹا اچھل پڑی۔ اس نے فوراً اپنی کرسی اٹھائی اور گھر میں گھس گئی۔ بارش آ ہی گئی اور تیز تر ہوتی چلی گئی۔

''اب میں کیا کروں؟'' اس کے دل میں یہ خواہش ابھری کہ کاش وہ اجنبی جلد از جلد یہاں سے دفع ہو جائے۔ وہ اپنی مدد تو نہیں کر سکتی تھی، گاؤں والوں کی کیا مدد کرتی۔ اب خدا ہی مددگار ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے کس نوجوان کو مدد کے لیے بھیجنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ اس کا شوہر تو کسی کام کا نہ تھا اور نہ ہی وہ اس کے معاملے میں دخل دیتا تھا۔

مگر اسے یہ یقین تھا کہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے، جیتا جاگتا، خوش لباس، ایک مسافر یا سیاح کی صورت میں۔

-2-

وہ ہوٹل محض ایک ہوٹل نہیں تھا۔ بلکہ وہاں دوسرے بہت سے امور بھی انجام دیے جاتے تھے۔ مثلاً وہاں ایک بڑی دکان تھی جس میں ضرورت کی ہر چیز فروخت ہوتی تھی۔ اشیائے خوردونوش وغیرہ بھی دستیاب تھیں۔ ایک بار بھی تھا جہاں وسکوس کے بے فکرے بیٹھ کر خوش گپیاں کیا کرتے تھے۔ عموماً گفتگو کا موضوع موسم ہوا کرتا، یا پھر بڑے بوڑھے نواجونوں کے شکوے شکایتیں کرتے کہ اب انہیں گاؤں سے کوئی دلچسپی نہیں رہی اور کوئی کام نہیں کرتے۔ ''نو ماہ سردی اور تین ماہ عذاب کی گرمی۔'' یہ خصوصیت تھی وہاں کی اور دراصل سال میں صرف نوے دن کام کے ہوتے تھے جس میں وہ ہل جوتتے، بیج بوتے اور انتظار کرتے۔ پھر فصل کاٹتے، گھاس کا ذخیرہ کرتے اور بھیڑوں کو مونڈتے۔

وہاں کا ہر باشندہ اپنی زندگی تبدیل کرنے کا خواہش مند تھا۔ ان کا خیال تھا کہ اب گاؤں کی زندگی میں کچھ نہیں رہ گیا۔ انہیں جلد از جلد یہاں سے جانا چاہیے۔ جلد یا بدیر یہاں مشینیں آجائیں گی اور کھانے پینے کا وہ افراط نہیں رہے گا جو اب ہے۔ یہ گاؤں کسی بین الاقوامی تجارتی کمپنی کو فروخت کردیا جائے گا جو اس کو ایک طویل و عریض سیر گاہ میں بدل دیں گے۔

علاقے کے کئی اور بھی گاؤں اسی انجام سے دوچار ہو چکے تھے۔ لیکن وسکوس ابھی تک محفوظ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں کے بوڑھوں کو اپنے ماضی پر فخر تھا اور پرانی روایات ان کے پیروں کی زنجیر بنی ہوئی تھی۔ وہ کسی قیمت پر بھی یہاں سے جانا نہیں چاہتے تھے۔

اجنبی نے ہوٹل میں دیے گئے فارم کو بغور پڑھا اور سوچا کہ کہاں کہاں کیا لکھنا ہے۔ اس کی تحریر سے یہ اندازہ ہوا کہ وہ کسی شمالی امریکی ریاست کا باشندہ ہے۔ اور پھر فیصلہ ہوا کہ ارجنٹینا کا رہنے والا ہے، کیونکہ وہ اپنی فٹ بال ٹیم کا دلدادہ تھا۔ پتہ کے خانے میں اس نے کولمبیا اسٹریٹ لکھا، یہ جانتے ہوئے بھی کہ شمالی امریکہ کے لوگ ایک دوسرے سے نہایت عقیدت و احترام سے پیش آتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔

نام کے خانے میں اس نے ایک ایسا نام لکھا جو گزشتہ صدی کا ایک نامور دہشت گرد تھا۔

دو گھنٹے سے کم وقت میں وسکوس کے دوسو اکیاسی باشندے یہ جان چکے تھے کہ کارلوس نامی ایک اجنبی ان کے گاؤں میں آ گیا ہے۔ وہ ارجنٹینا میں پیدا ہوا اور اب بونس آئرس جیسے پُرفضا مقام میں رہ رہا ہے۔ چھوٹے سے گاؤں کا یہ فائدہ ہے کہ بغیر کسی کوشش کے ہر بات آناً فاناً پھیل جاتی ہے۔

یہ بات نووارد بھی اچھی طرح جانتا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں آیا اور اپنا تھیلا کھول کر تمام چیزیں باہر رکھ دیں۔ چند کپڑے، داڑھی بنانے کا سامان، ایک فالتو جوتا، مختلف دوائیں، ایک موٹی سی ڈائری اور سونے کی گیارہ سلاخیں۔ ہر سلاخ دو کلووزن کی تھی۔ تھکاوٹ کی وجہ سے وہ نڈھال تھا لہٰذا فوراً ہی سو گیا۔ اسی نے بیرونی دروازے کو ایک کرسی لگا کر بند کر دیا کیونکہ وہ گاؤں کے ہر باشندے کی فطرت سے واقف نہیں تھا۔

اگلی صبح اس نے ناشتہ کیا۔ اپنے گندے کپڑے استقبالیہ پر رکھ دیے کہ انہیں دھلوا دیا جائے۔ سونے کی سلاخیں کو اپنے بیگ میں رکھا اور گاؤں کے مشرق میں پہاڑ کی طرف چل پڑا۔ اس پورے راستے میں اس کا صرف ایک باشندے سے سابقہ پڑا۔۔۔ ایک ضعیف خاتون جو اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھی تھی اور اس کے طرف بڑی شریر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ جنگل میں داخل ہو گیا اور چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ چڑیوں اور کیڑوں مکوڑوں کے شور سے اس کے کان آشنا ہو گئے اور وہ دوسری آوازوں کو سننے کے قابل ہو گیا۔ اس کی ذہانت خوب کام کر رہی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ اس کی لاعلمی میں ایسی جگہ پر کوئی بھی چھپ کر اس کی حرکات وسکنات کا جائزہ لے سکتا ہے۔ وہ ایک گھنٹے تک آرام سے بیٹھ کر اپنا اطمینان کرتا رہا کہ وہاں کوئی اور تو موجود نہیں ہے۔

جب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تو اس نے ایک چٹان کے دامن میں وائی (y) کی شکل کا ایک گڑھا کھودا اور ایک سلاخ اس کے اندر چھپا دی۔ پھر وہ ذرا اوپر کی طرف چلا۔ وہاں بھی ایک گھنٹہ ٹہل گھوم کر قدرتی مناظر کا نظارہ کرتا رہا۔ ایک ابھری ہوئی چٹان کے

ایک طرف دوسرا گڑھا کھودا، اس بار عقاب کی شکل کا، اور بقیہ دس سلاخیں اس کے اندر دفن کر دیں۔

گاؤں کی طرف واپسی میں جس پر اس کی نظر پڑی، وہ ایک نوجوان لڑکی تھی جو دریا کے ایک کنارے پر بیٹھی برف کی چٹان کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اجنبی کی طرف اس نے اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالی اور پڑھنے میں منہمک ہوگئی۔ اس کی ماں نے اسے تنبیہہ کی تھی کہ کبھی کسی اجنبی سے بات چیت مت کرنا۔

پردیسی لوگ جب کسی نئی جگہ جاتے ہیں تو وہ چاہتے ہیں کہ نئی جگہ کے نئے افراد سے واقفیت پیدا کریں اور ان سے دوستی کریں۔ یہ سوچ کر وہ اس لڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ ''ہیلو! آج تو موسم بے حد گرم ہے۔''

لڑکی نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

''آؤ! میں تمہیں ایک نئی چیز دکھاؤں۔'' پردیسی نے بات آگے بڑھائی۔ لڑکی نے کتاب نیچے رکھ دی اور اپنے دونوں ہاتھ باندھ کر اپنا تعارف یوں کرایا۔

''میرا نام شانتل ہے۔ میں اس ہوٹل کے بار میں کام کرتی ہوں جہاں آپ اس وقت مقیم ہیں۔ جب آپ شام کو ڈنر پر نہیں آئے تو مجھے سخت تعجب ہوا کیونکہ ہوٹل کی آمدنی کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ وہ کھانا پکا کر فروخت کرے۔ آپ کا نام کارلوس ہے۔ آپ ارجنٹینا سے آئے ہیں اور کولمبیا اسٹریٹ میں رہتے ہیں۔ گاؤں کے سب لوگ آپ کے بارے میں جان گئے ہیں۔ کیونکہ جب کوئی شخص شکار کھیلنے کے موسم میں یہاں آتا ہے تو ہر ایک کی توجہ اس کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے۔

اور آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے کسی قابل سمجھا۔ میں تو اس علاقے کی ہر چیز دیکھ چکی ہوں۔ ہاں اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ان جگہوں پر لے کر چل سکتی ہوں جو آپ نے نہیں دیکھی ہوں گی۔''

''میں باؤن سال کا ہو چکا ہوں اور میرا نام کارلوس نہیں ہے۔ ہوٹل کے فارم میں میں نے جو کچھ لکھا وہ سب جھوٹ ہے۔''

شانتل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔ اجنبی نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''میں یہاں کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں تمہیں وہ چیز دکھاؤں گا جو تم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہوگی۔''

شانتل ایسی کئی کہانیاں سن چکی تھی جب نوجوان لڑکیاں کسی اجنبی کے ساتھ جنگل چلی جاتی ہیں اور پھر ان کی لاش ہی ملتی ہے۔ بلکہ کبھی کبھی تو وہ بھی نہیں ملتی۔ شانتل ایک لمحے کے لیے خوف زدہ تو ہوگئی لیکن فوراً ہی خوف کی جگہ تجسس نے لے لی اور اس نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ گاؤں کا ہر آدمی اس کے بارے میں جان چکا ہے۔

''مگر آپ اپنے بارے میں مزید تفصیل کیوں نہیں بتاتے؟'' شانتل نے پوچھا۔
''ابھی جو آپ نے کہا، اس کی بنا پر آپ کو پولیس کے حوالے کرسکتی ہوں۔''

''میں تمہارے تمام سوالوں کے جواب دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ مگر بہتر یہی ہے کہ زیادہ نخرے مت کرو اور میرے ساتھ آؤ۔ بس پانچ منٹ کی بات ہے۔''

شانتل نے اپنی کتاب ایک طرف رکھ دی۔ ایک گہری سانس لی۔ ایک لمحے کے لیے اس کا دل کانپا، مگر مہم جوئی کی خواہش خوف پر حاوی ہوگئی۔ وہ پر اعتماد قدموں سے اجنبی کے ہمراہ چل پڑی۔

کارلوس اسے لے کر اس گڑھے پر آیا جو اس نے y کی شکل میں کھودا تھا اور لڑکی سے کہا کہ یہاں سے مٹی ہٹاؤ۔

''میرے ہاتھ مٹی سے بھر جائیں گے۔'' شانتل نے احتجاج کیا۔ ''اور کپڑے بھی خراب ہوجائیں گے۔''

اجنبی نے ایک شاخ توڑی اور لڑکی کو اشارہ کیا کہ اس کو بیلچہ بنالو۔ لڑکی کو اگرچہ یہ اچھا نہیں لگا مگر اس نے حکم کی تعمیل کی۔ پانچ منٹ بعد ایک گرد آلود سنہرے رنگ کی سلاخ اس کے سامنے تھی۔

''یہ تو سونے کی سلاخ ہے؟'' وہ بے ساختہ چلائی۔

''ہاں، یہ سونا ہی ہے اور اب تم اسے واپس اسی طرح ڈھک دو۔''

لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ اب وہ آدمی اسے لے کر دوسری جگہ چلا۔ وہاں بھی یہی عمل دہرایا گیا۔ لیکن یہاں سونے کی مقدار اتنی زیادہ تھی کہ لڑکی کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔

''یہ بھی میری ہی ہیں۔'' اجنبی نے بتایا۔'' وہ ایک طرف بیٹھ کر سگریٹ کے کش پر کش لگانے لگا۔

''مجھے یہ سب کچھ دکھانے سے آپ کا مقصد کیا ہے؟'' شاتنل نے پوچھا۔ مگر اسے کوئی جواب نہیں ملا۔'' آپ ہیں کون؟ مجھے ذرا ٹھیک ٹھیک بتایئے۔ اور آپ یہاں کس ارادے سے آئے ہیں؟ مجھے یہ سب آپ نے کیوں دکھائے ہیں، جب کہ آپ بھی سمجھتے ہوں گے کہ میں ابھی جا کر سب کو بتا سکتی ہوں کہ پہاڑیوں میں کیسا خزانہ پوشیدہ ہے؟''

''لڑکی! ذرا آہستہ۔ ایک سانس میں اتنے سارے سوال؟'' اس کی آنکھیں بدستور پہاڑیوں پر مرکوز تھیں۔'' جہاں تک لوگوں کو یہ سب کچھ بتانے والی بات ہے۔ تو یہی تو میں چاہتا ہوں۔''

''آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں آپ کا کہا مان لوں تو آپ میرے ہر سوال کا جواب دیں گے۔'' وہ کسی سوچ میں پڑ گئی کہ نہ جانے یہ اجنبی کیا چاہتا ہے۔

اجنبی نے پہاڑیوں پر سے اپنی نگاہیں ہٹائیں اور اپنے سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی کو دیکھا۔ اس کی زندگی ملکوں ملکوں گھومتے پھرتے گزری تھی اور اسے مردم شناسی کا فن آتا تھا۔ اس نے لڑکی کی پریشانی کا سبب بھی جان لیا۔ وہ یقیناً سوچ رہی تھی کہ اتنی دولت ظاہر کرنے کا آخر مقصد کیا ہے۔ کیا وہ اسے اپنی دولت سے مرعوب کر کے اس کی حسن و جوانی کا طلب گار ہے؟

''میں کون ہوں؟ میں صرف اتنا کہوں گا کہ میں ایسا انسان ہوں جو کبھی کبھی حقیقت اور سچائی کی تلاش میں نکل جاتا ہے۔ میں نے یہ راز دریافت کر لیا ہے مگر میں نے اس پر کبھی عمل نہیں کیا۔''

''کون سی سچائی؟''

''انسان کی فطرت۔ میں نے جان لیا ہے کہ جب مشکلات اور لالچ کا سامنا ہوتا ہےتو ہم اس کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انسان ہر دم برائی کی جانب راغب رہتا ہےاور جب بھی ایسا موقع آتا ہےتو وہ گناہ کا راستہ چن لیتا ہے۔''

''مگر میرا خیال ہے کہ۔۔۔''

''یہ ہمارے اور تمہارے سوچنے کی بات نہیں ہے۔ اور نہ ہی خیال واعتقاد کی بات ہے۔ بس میں نے یہی دیکھا ہے کہ اور یہی سمجھا ہے۔تم یہ جاننا چاہتی ہو کہ میں کون ہوں۔ میں ایک بہت بڑا اور مصروف صنعت کار ہوں اور بے حد دولت مند بھی ہوں۔ ہزاروں لوگ میرے ملازم ہیں اور میں جب اور جہاں چاہوں، اپنی ہر خواہش پوری کرسکتا ہوں۔ میں نے ایک دنیا دیکھی ہے اور وہ وہ مناظر میری نگاہوں کے سامنے سے گزرے ہیں جن کا کئی لوگوں نے تصور بھی نہیں کیا ہوگا۔ اکثر و بیشتر لوگ تو وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتے جو میں جانتا ہوں۔ جنت کا خواب دیکھنے والے عموماً عام زندگی کے جہنم میں مبتلا رہتے ہیں۔ لیکن جو محنت ومشقت اور دکھ درد اٹھا کر کندن بنتے ہیں، وہ بالآخر جنت کو پالیتے ہیں۔ میں ایسا ہی ایک انسان ہوں، جس نے دکھ درد بھی جھیلے ہیں اور زندگی کی آسائشیں بھی حاصل کی ہیں۔ انسانیت کے تمام رخ میں پہنچان سکتا ہوں اور آج میں جس معراج پر ہوں، وہ بہت کم انسانوں کو نصیب ہوتا ہے۔ مجھے یہ بھی اندازہ ہے کہ اب تمہارا دوسرا سوال کیا ہوگا؟''

شانتل اس قدر عجیب وغریب باتیں سن کر حواس باختہ ہوچکی تھی۔ ''تم یقیناً سوچ رہی ہوگی کہ میں نے اتنی ساری دولت کا مظاہرہ کیوں کیا؟ لیکن درحقیقت تم یہ جاننا چاہتی ہو کہ ایک رئیس اور معروف صنعت کار وسکوس جیسے گاؤں میں کیا صرف یہ معلوم کرنے آیا ہے کہ یہاں وہ کسی کو متاثر کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہوتیں تو کتابیں اور فلسفیوں کے خیالات کیا کم تھے۔''

''ہاں، میں بھی یہی کچھ سوچ رہی تھی۔'' شانتل نے کہا۔

اجنبی لڑکی کی ذہانت دیکھ کر خوش ہوا۔ اس نے صحیح انتخاب کیا تھا۔ ''میں یہاں وسکوس میں ایک خاص منصوبے کے تحت آیا ہوں۔ ایک عرصہ ہوا، میں نے ایک ڈرامہ دیکھا۔ لکھنے والے کا نام تھا درّینات، شاید تم بھی واقف ہوگی۔۔۔'' یہ بات اس نے یوں ہی ذرا مذاق میں اور اشتعال دلانے کو کہی تھی۔ ورنہ اسے خوب اندازہ تھا کہ اس جیسی کمسن لڑکی کو درّنیات جیسے عظیم اور قدیم مصنف کے بارے میں کیا معلوم ہوگا۔

''بات جاری رکھیے۔'' شانتل نے بات گول مول کرتے ہوئے کہا۔

''گویا تم اس سے واقف ہو۔ بہت اچھے۔ بہر حال میں اس خاص ڈرامے کی طرف آتا ہوں۔ یہ کہانی ایک ایسی عورت کے بارے میں ہے جو اپنی زندگی برباد کر کے اور ایک مرد سے دھوکا کھانے کے بعد واپس اپنے گاؤں میں آتی ہے۔ اب اس کی زندگی کا مقصد صرف یہ رہ گیا ہے کہ وہ اس آدمی سے انتقام لے گی جس نے اس کو محبت کے نام پر لوٹا۔

''یہ کہانی دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں بھی ایسا ہی ایک کھیل کھیلوں، اور کسی ایسی جگہ جاؤں جہاں ہر شخص بے حد خوش و خرم زندگی گزار رہا ہو۔ جہاں امن و سکون ہو۔ وہاں میں کوئی ایسا گھناؤنا کام کروں جس سے ان کی زندگی جہنم بن جائے۔ ان کا تمام امن و سکون غارت ہو جائے اور سب شریعت کے دس احکام کے خلاف ورزی کرنے لگیں۔''

شانتل نے ایسی عجیب وغریب باتیں بھلا پہلے کاہے کو سنی ہوں گی۔ اس نے گھبرا کر نگاہیں پہاڑی کی طرف پھیر لیں۔ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اجنبی سمجھ چکا ہے کہ وہ اس کہانی کے مصنف کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ اور اب پھر ایک نیا لفظ اس کے کانوں نے سنا۔ ''شریعت کے دس احکام۔'' وہ مذہب کی زیادہ پابند تو کبھی نہیں رہی اور اس معاملے میں تو اسے کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔

''تمہارے گاؤں کے لوگ بہت اچھے اور ایمان دار ہیں۔ اور تم بھی بہت نیک دل ہو۔'' اجنبی کی زبان چل پڑی۔ ''میں نے جو تمہیں سنہری سلاخیں دکھائی ہیں، وہ اب تمہاری ہیں۔ اب تم مالی طور پر خوب مستحکم ہو جاؤ گی اور یہ دولت تمہارے بہت کام آئے

گی۔تم دنیا بھر کی سیر کرو ورا پنی تمام خواہشات پوری کرو۔مگر ابھی انہیں یہیں دفن رہنے دو اور اپنی ضرورت کے مطابق نکالتی رہو۔اس کو چوری بھی کیا جاسکتا ہے۔اس طرح تم دس احکام میں سے ایک کی خلاف ورزی کرو گی۔''

لڑکی حیرت سے اجنبی کو بس دیکھے جارہی تھی۔

''ایک سلاخ تم کل میں نکال لینا۔ بغیر مجھے بتائے ہوئے۔ بقیہ دس سلاخیں ابھی رہنے دو۔ ان میں سے ایک ایک اس قدر قیمتی ہے کہ گاؤں والوں کو زندگی بھر کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ بلکہ یہ دس سلاخیں میں لے جارہا ہوں اور کہیں ایسی جگہ رکھوں گا جس کا علم میرے سوا کسی اور کو نہ ہوگا۔تم ایک سلاخ اپنے کام میں لاؤ اور جب گاؤں واپس آؤں گی تو یہاں کی دنیا بدل چکی ہوگی۔ یہ سلاخیں میں یہاں کے لوگوں میں باری باری تقسیم کروں گا اور ان سے وہ کام لوں گا جو میں نے سوچے ہوئے ہیں۔''

''مثلاً کیا؟''لڑکی نے پوچھا۔

''یہ کوئی مثال نہیں بلکہ حقیقت ہوگی۔ میں انہیں دس شرعی احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ پہلا حکم کہ کسی کو قتل مت کرو۔''

''کیا؟ یعنی تم کسی کو قتل کراؤ گے؟''اس کی چیخ بڑی ہی تیز تھی۔

''ہاں، میں نے یہی بات کہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں قتل جیسا جرم کیا جائے۔''اجنبی نے دیکھا کہ لڑکی کا جسم کپکپا رہا ہے اور وہ کسی بھی لمحے بے ہوش ہوکر گرنے والی ہے۔ چنانچہ اس نے جلدی جلدی بولنا شروع کردیا تاکہ اپنا منصوبہ لڑکی کو بتاسکے۔

''میں ایک سلاخ کسی بھی آدمی کو دوں گا اور ایک ہفتے کا وقت۔ اس عرصے میں ایک آدمی قتل ہوجانا چاہیے، خواہ وہ ایک عمر رسیدہ، بیمار اور خاتر العقل ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو دوسری سلاخ دوسرے شخص کو بخش دی جائے گی۔ اس طرح میں یہ ثابت کروں گا کہ ہم شیطان کے چیلے ہیں۔ ایک کے بعد ایک سلاخ تقسیم ہوتی رہے گی اور ہر ایک سے نرالے اور انوکھے کام لیے جائیں گے۔ اگر سلاخ لینے کے باوجود لوگوں نے لالچ میں آنے سے انکار کردیا یا اس کے برعکس ہوا تو میں اس کام کو انجام تک پہنچاؤں گا اور یہ

نتیجہ ظاہر ہوگا کہ گاؤں میں اچھے اور برے دونوں طرح کے لوگ موجود ہیں۔ پھر میں بڑی مشکل میں پڑ جاؤں گا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ روحانی جنگ جاری ہے اور فریقین میں سے کوئی بھی جیت سکتا ہے۔ کیا تم خدا اور روحانی دنیا کے بارے میں کچھ جانتی ہو۔ یہ جنگ شیطانوں اور فرشتوں کے درمیان جاری ہے۔''

نوجوان لڑکی خاموش کھڑی رہی۔ وہ جان گئی کہ اس بار اس کا وار خطا گیا ہے اور اسے یہ سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔

''اگر میں پوری گیارہ کی گیارہ سونے کی سلاخیں لے کر یہ گاؤں چھوڑ دوں تو پھر وہ سب کی سب باتیں جو میں نے کہیں ہیں، غلط ثابت ہو جائیں گی۔ میں اپنے سوالوں کے جواب کے بغیر تشنہ رہ جاؤں گا۔ اور ممکن ہے کہ مر بھی جاؤں۔ لیکن اگر میں یہ ثابت کر کے رہوں کہ یہ دنیا شیطانوں سے بھری ہوئی ہے، تو پھر میری زندگی بہت شاداں و فرحاں گزرے گی۔ زندگی میں مشکل مراحل تو سب کے ساتھ آتے جاتے رہتے ہیں، لیکن یہ جان کر کہ ہر آدمی پریشان ہے، کچھ میرے دل کو سکون حاصل ہوگا۔''

شانتل کی آنکھوں سے آنسو جھر جھر بہنے لگے مگر وہ انہیں ضبط کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ ''آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ اور اس کے لیے ہمارے ہی گاؤں کو کیوں نشانہ بنایا ہے؟''

''اس بات کا تعلق تم سے یا تمہارے گاؤں سے بالکل نہیں ہے۔ مجھے صرف اپنی فکر ہے۔ یہ کسی ایک آدمی کی نہیں بلکہ سب لوگوں کی مشترکہ کہانی ہے۔ میں یہ تحقیق کرنا چاہتا ہوں کہ انسان نیک مخلوق ہے یا شیطان کی اولاد۔ اگر ہم نیک ہیں، تو خدا میرے سارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور میں بھی ان لوگوں کو معاف کر دوں گا۔ جنہوں نے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ لیکن اگر ہم لوگ گنہ گار ہیں تو پھر ہر چیز جائز ہے۔ ہماری سرشت میں ہی برائی داخل ہے۔''

شانتل نے چپ چاپ کھسکنے کی کوشش کی، مگر اجنبی نے راستہ روک لیا۔

''تمہیں حق ہے کہ میرے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دو۔ اس صورت میں میں

گاؤں والوں کو بتاؤں گا کہ میں نے تم لوگوں کی مدد کرنے کی کوشش کی لیکن تم نے منع کر دیا۔ تب میں اپنا مسئلہ انہیں بتاؤں گا اور اگر انہوں نے کہا کہ ہاں ہم کسی کو قتل کرنے کے لیے تیار ہیں، تو پھر وہ تم ہی ہوگی۔''

-3-

وسکوس کے رہنے والوں کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ اجنبی کا دستور العمل کیا ہے۔ وہ علی الصباح جاگ جاتا ہے، ڈٹ کر ناشتہ کرتا اور پھر پہاڑی کی طرف ٹہلتا ہوا نکل جاتا۔ آندھی آئے یا طوفان۔ وہ بدستور اپنا کام کرتا رہتا ہے۔ وہ دوپہر کا کھانا نہیں کھاتا تھا اور عام طور پر شام سے پہلے پہلے ہوٹل میں واپس آ کر کمرے میں بند ہو جاتا۔ لوگ سمجھتے کہ سو گیا ہے۔

اگلی صبح جاگتے ہی وہ چہل قدمی کے لیے نکل کھڑا ہوا، مگر اس بار گاؤں کے مضافات کی طرف۔ ریسٹورنٹ میں وہ ہمیشہ سب سے پہلے آتا اور سب سے عمدہ اور مہنگی ڈشی منگواتا۔ اس کے بعد ایک سگریٹ جلا لیتا اور بار کی طرف چل دیتا۔ آج کل اس نے وہاں آنے والوں سے دوستی گانٹھنی شروع کر دی تھی۔

وہ ادھر ادھر کی باتیں اور افواہیں بڑے شوق سے سنتا، خاص طور پر زراعت اور چوپایوں کی پرورش کے بارے میں۔ اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یہ گاؤں پہلے بہت بڑے رقبے میں پھیلا ہوا تھا۔ کھنڈرات وغیرہ دیکھ کر یہ اندازہ ہو جاتا تھا۔ ادوایات اور دیگر رسوم وعقائد سے بھی اسے کافی دلچسپی تھی۔

اپنے بارے میں وہ مختلف کہانیاں لوگوں سے بیان کرتا رہتا۔ کبھی کہتا کہ وہ ایک ملاح ہے، کبھی بتاتا کہ فوجی ہتھیار بنانے کی ایک فیکٹری کا منیجر ہے۔ اور کبھی یہ کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو چکا ہے اور اب خدا کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہے۔

لوگ آپس میں چہ می گوئیاں کرتے اور سوچ میں پڑ جاتے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں کون سی بات صحیح ہے اور کون سی غلط۔ گاؤں کے میئر کا کہنا تھا کہ انسان اپنی زندگی میں کئی کام کر سکتا ہے۔ پادری صاحب کا کہنا تھا کہ یہ آدمی اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا ہے اور

سکون کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ بس ایک بات پر سب متفق تھے کہ وہ ایک ہفتے سے یہاں آیا ہوا ہے۔ ہوٹل کی مالکہ نے یہ اطلاع فراہم کی کہ وہ دارالسلطنت کے ایئر پورٹ پر اکثر فون کرتا رہتا ہے اور افریقہ جانے والے جہاز کے بارے میں دریافت کرتا رہتا ہے۔ ہر دوسرے دن اپنی جیب سے بہت سارے نوٹ نکالتا ہے اور ہوٹل اور ریسٹورنٹ کا حساب کتاب صاف کر دیتا ہے۔

اس نے اگلی تین راتوں تک وسکوس والوں کو دعوت کر دی کہ وہ ہوٹل کے بار میں آ کر اس کے خرچ پر جتنا چاہیں پی سکتے ہیں۔ اس کے لیے رقم بھی اس نے پیشگی ادا کر دی۔ وسکوس والوں نے اتنا فراخ دل آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس کی اول جلول باتوں کو بہت جلدی بھول کر اس کے دوست بن گئے۔

بعض لوگ میئر کی بات سے متفق تھے کہ اجنبی ایک اعلیٰ ظرف کا مالک ہے اور اس کے ساتھ تعلقات خوش گوار رکھنے چاہیں۔ کچھ لوگ پادری کے ہم خیال تھے کہ وہ علم شخص ہے اور علم کی کھوج میں نکلا ہوا ہے۔ بہر حال دونوں طرف کے حامی یہ تسلیم کرتے تھے کہ وہ آدمی اگر یہاں سے چلا گیا۔ جیسا کہ اگلے ہی پیر کے دن ہو گیا، تو گاؤں والوں کے دل میں وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

ایک خاص بات جو لوگوں نے محسوس کی، وہ یہ کہ وہ شخص بار میں صرف خادمہ شانتل پرائم سے باتیں کرتا تھا۔ شاید وہ اس میں کوئی خاص کشش محسوس کرنے لگا تھا، یا اس سے رومانس لڑانے کا ارادہ تھا۔ بہر حال اس نے کوئی اوچھی حرکت کبھی نہیں کی۔

-4-

اس اجنبی سے ملاقات کے بعد شانتل تین راتوں تک سو نہیں سکی اور بے حد بے چینی محسوس کرتی رہی۔ اگر چہ طوفان گزر چکا تھا مگر اس نے پورے جسم کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ دماغ ایک عجیب کشمکش میں مبتلا رہتا اور دل میں نہ جانے کیسے کیسے وہم اٹھتے رہتے۔ وہ راتوں کو بار بار جاگ اٹھتی، کبھی غسل کرتی، کبھی روشنی کر لیتی اور کبھی تیز قدموں سے ٹہلنے لگتی۔

پہلی رات تو ایک حد تک خوشگوار تھی۔ وہ حسین خواب دیکھتی رہی اور خدا سے دعا مانگتی رہی کہ اسے سیدھا راستہ دکھائے۔ بعض دفعہ تو اس نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے کانوں میں سرگوشی کر رہا ہے۔ اسے اپنی دادی یاد آنے لگی جو چند سال قبل انتقال کر گئی تھی اور اوائل عمری میں ماں کے مرنے کے بعد اسی نے اس کی پرورش کی تھی۔

چند ذاتی پریشانیوں سے قطع نظر، شانتل کو اس بات پر فخر تھا کہ وہ ایک ایسے گاؤں اور ایسے اچھے لوگوں کے درمیان رہ رہی ہے جو بہت نیک دل اور اچھے مزاج کے لوگ ہیں، ایمان دار ہیں اور وعدوں کے پابند، لیکن گزشتہ دو صدیوں سے چند برائیاں بھی در آئی تھی، مگر اکثریت نے یہ کہہ کر درگزر کر دیا کہ یہ سب کچھ رومن حملے کا اثر ہے۔

کئی سال گزرے، ایک راہب جس کا نام سینٹ ساون تھا، یہاں کہیں آس پاس کسی غار میں رہتا تھا۔ اس وقت وسکوس ایک معمولی سی پولیس چوکی تھی۔ یہاں اسمگلر، چور ڈاکو اور قانون سے بھاگ نکلنے والے پناہ کے لیے آ جاتے تھے۔ ان کی آپس میں بھی خوب ٹھنی رہتی تھی اور قتل و غارت ایک معمول بن گیا تھا۔ بدمعاشوں کا سردار ایک شخص اہاب نامی تھا جس نے پورے علاقے میں دہشت گردی قائم کر رکھی تھی اور آس پاس کے رہنے والوں کی زندگی اجیرن بنا رکھی تھی۔

ایک دن پادری ساون اپنی خانقاہ سے باہر نکلا اور سیدھا اہاب کے دروازے پر پہنچا۔ اس نے اہاب سے ایک رات وہاں قیام کرنے کی اجازت چاہی۔

اہاب اس کی درخواست سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ ''آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میں ایک قاتل ہوں اور میں نے کتنے ہی لوگوں کے گلے کاٹے ہیں۔ آپ کی زندگی بھی میرے نزدیک ایک عام آدمی سے زیادہ نہیں ہے۔''

''ہاں میرے بچے! میں سب کچھ جانتا ہوں۔'' ساون نے نرم لہجے میں کہا۔ ''مگر بات یہ ہے کہ میں غار کے اندر مسلسل رہ کر بدحواس ہو گیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ایک رات باہر گزاروں تاکہ میرا پراگندہ ذہن کچھ تازہ ہو جائے۔''

اہاب کو پادری کے سماجی رتبے کا علم تھا لہٰذا اسے ذرا تردد ہوا، اس نے دل ہی دل

میں فیصلہ کرلیا کہ پادری کو آج رات ہی قتل کر دے گا تا کہ علاقے میں اس کی مزید دھاک بیٹھ جائے اور کوئی اس کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر سکے۔

کچھ دیر تک دونوں آپس میں ہنسی مذاق کرتے رہے۔ اہاب پادری کی باتوں سے بے حد متاثر ہوا۔ لیکن وہ خود ایک مشتبہ شخص تھا اور نیکی کی طرف راغب نہیں تھا۔ اس نے ساون کو وہ جگہ بتائی جہاں وہ رات بھر آرام کرسکتا تھا اور اپنے کمرے میں آکر خنجر تیز کرنے لگا۔

ساون چند منٹوں کے بعد خواب خرگوش کے مزے لینے لگا۔ دوسری طرف اہاب پوری رات خنجر کی دھار تیز کرنے میں لگا رہا۔ دوسری صبح جب ساون کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ اہاب اس کے قریب بیٹھا آنسو بہا رہا ہے۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہارے نزدیک میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن تم نے مجھے صحیح طور پر نہیں پہچانا۔ زندگی میں پہلی بار ساری رات کوئی میرے قریب رہا اور شاید اس نتیجے پر پہنچا کہ میں کوئی خدا کا برگزیدہ بندہ ہوں اور ضرورت کے وقت انسان کے کام آتا ہوں۔"

اور یہ وہ لمحہ تھا جب خدا نے اہاب کے دل میں نیکی ڈال دی۔ اس نے آئندہ کے لیے تمام گناہوں سے توبہ کرلی اور مذہب کی تبلیغ کرنے لگا۔ اس کے بعد سے وسکوس نہایت تیزی سے ترقی کرنے لگا اور دو ملکوں کے درمیان تجارتی مرکز بن گیا۔

شانتل کی آنکھوں سے ٹپاٹپ آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ اپنی دادی کی شکرگزار تھی جس نے یہ کہانی دوبارہ یاد کرادی تھی۔ یہاں کے لوگ نیک دل ہیں اور وہ ان پر پورا بھروسہ کرسکتی تھی۔ سونے سے قبل اس نے عہد کیا کہ وہ سب کو اس اجنبی کے بارے میں ٹھیک ٹھیک بتادے گی تا کہ وسکوس کے لوگ اس کی حقیقت جان لیں۔

دوسرے دن وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی کہ وہ ہوٹل کے ریسٹورنٹ سے برآمد ہو رہا ہے۔ وہ استقبالیہ کے پاس قیمتی اور نادر اشیاء کی دکان پر کھڑا لوگوں سے گپ شپ کر رہا ہے۔ یوں گویا وہ بھی ایک سیاح ہے اور یہاں کی غیر معمولی چیزوں میں دلچسپی لے رہا ہے۔

اس رات بار میں بے انتہا رونق تھی۔اچانک وہ اجنبی ڈائس پر کھڑا ہوا اور ایک خلاف معمولی تبصرہ کرنے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

''یہاں کے بچے بڑے ہی مہذب اور خوش اخلاق ہیں۔صبح کے وقت کسی بچے کے رونے دھونے اور شور شرابے کی آواز نہیں آتی ہے۔ میں نے بہت سے ممالک دیکھے ہیں لیکن جو سکون اور آرام یہاں دیکھا، وہ کہیں اور نہیں ہے۔''

ایک گھمبیر خاموشی ہر سمت چھا گئی۔ ویسکوس میں بچے تھے ہی نہیں۔کسی نے اس سے دریافت کیا کہ کل نئی ڈش کیسی تھی جو اس نے ابھی ابھی کھائی ہے؟ وہ خاموش رہا اور پھر سب ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول ہو گئے۔

جیسے جیسے وقت گزرتا گیا، شانتل کا دل خوف سے کانپتا رہا۔کہیں وہ گاؤں میں یہ بات نہ پھیلا دے کہ وہ دونوں جنگل میں پہلے ایک ملاقات کر چکے ہیں۔مگر اجنبی تو اس کی جانب دیکھتا بھی نہیں تھا۔صرف ایک بار اس نے ذرا سی بات کی تھی، وہ بھی اس وقت جب اس نے بار میں موجود تمام لوگوں کے گلاس ایک بار بھرنے کا حکم دیا تھا۔

بار خالی ہونے کے فوراً بعد وہ بھی اپنے کمرے میں چلا گیا۔شانتل نے اپنا ایپرن اتارا، ایک سگریٹ جلایا جو کوئی گاہک میز پر چھوڑ گیا تھا اور ہوٹل کی مالکہ سے کہا کہ باقی کام وہ کل کرے گی۔آج وہ تھکی ہوئی ہے اور اسے نیند آ رہی ہے۔شانتل نے اپنا کوٹ پہنا اور سرد ہوا کھانے کے لیے باہر نکل پڑی۔

اس کا کمرہ صرف دو منٹ کی مسافت پر تھا۔ بارش کے چند قطرے اس کے منہ پر پڑے تو اس کی تمام حسیات جاگ اٹھیں۔اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے سب کچھ ایک خواب تھا۔اجنبی کا ہیبت ناک انداز اور اس کی ڈراؤنی گفتگو، شاید یہ سب کچھ محض واہمہ تھا۔

تب اچانک اسے سونے کی سلاخوں کا خیال آیا۔اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ممکن ہے کہ وہ اصلی سونا نہ ہو۔مگر تھکاوٹ کی وجہ سے وہ اس وقت مزید کچھ سوچنے سے قاصر تھی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے کپڑے بدلے اور بستر میں گھس

کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوگئی۔

دوسری رات شائل خواب میں نیکی اور بدی کا جھگڑا دیکھتی رہی۔ ایک گھنٹہ بعد اس کی آنکھ کھلی۔ باہر گہری خاموش چھائی ہوئی تھی۔ وہ کھڑکی کے پاس چلی گئی اور باہر دیکھنے لگی۔ بارش ہو رہی تھی اور ایک گہری دھند چھائی ہوئی تھی جس میں گاؤں کے در و دیوار ایک مہیب سماں پیش کر رہے تھے۔ وہ یہاں کے ماحول کی عادی تھی لیکن پھر بھی اسے کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

اس نے پہاڑیوں پر نظر ڈالی جو بادل میں چھپے ہوئے تھے۔ اسے یاد آیا کہ وہیں کہیں سونے کی سلاخ یا سنہرے رنگ کی کوئی اینٹ دفن ہے۔ اجنبی نے اسے صحیح جگہ کی نشان دہی کر دی تھی اور اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ یہ سلاخ اب اس کی ملکیت ہے۔

نیند اب اس کی آنکھوں سے اڑ چکی تھی۔ وہ ایک بار پھر دعاؤں میں مصروف ہوگئی، مگر لے دے کر اس کا دماغ بس ایک ہی طرف چلا جاتا تھا۔ وہ گڑھا، ایک شاخ کے سہارے زمین کھودنا۔ یہی منظر بار بار اس کی نظروں کے سامنے گھوم گھوم جاتا۔

صبح کی پہلی کرن کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کپڑے تبدیل کیے اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔ وہ خالی سڑک پر تیز تیز قدموں سے چل رہی تھی اور بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتی جاتی تھی کہ کہیں وہ اجنبی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا ہے۔

بالآخر وہ اپنی مطلوبہ جگہ پہنچی y کی شکل والی چٹان کے پاس پہنچ گئی۔ یہاں آکر وہ کچھ خوفزدہ سی ہوگئی۔ اسے ایسا لگا گویا یہ چٹان اس کے سر پر آ گرے گی۔ اس نے وہی شاخ اٹھائی جس سے پہلے بھی اس نے زمین کھودی تھی اور دوبارہ وہی جگہ کھودنے لگی۔ اس نے گڑھے میں ہاتھ ڈالا اور اینٹ کی شکل کی وہ سنہری سلاخ باہر نکال لی۔ اچانک اسے یوں لگا جیسے اس نے کوئی آواز سنی ہو۔ مگر پھر اپنا واہمہ سمجھ کر نظر انداز کر گئی۔

جب سنہری سلاخ اس کے ہاتھ میں آئی تو اس کے وزن کا اندازہ کر کے وہ حیران رہ گئی۔ اس نے سلاخ پر سے مٹی جھاڑی اور اس پر تحریر کی ہوئی مہر کو پڑھنے کی کوشش کی لیکن نامراد رہی۔ اس کی قیمت کیا ہوگی؟ وہ کوئی اندازہ نہ لگا سکی۔ مگر جیسا کہ اجنبی نے کہا تھا کہ

یہ اس کی ساری عمر کے لیے کافی ہوگی۔ اس کی زندگی بھر کا خواب اس وقت اس کے ہاتھوں میں تھا۔ وقت نہ جانے کیا معجزہ دکھانے والا تھا۔

آج وہ زمانے سے انتقام لے سکتی تھی۔ اسے نہیں معلوم کہ اس کا باپ کون تھا۔ ماں اس کی پیدائش کے وقت ہی مر گئی تھی۔ دادی نے اس کی پرورش کی جو کہ خود بھی دانے دانے کی محتاج تھی۔ اسے پڑھایا لکھایا اور معاشرے میں ایک باعزت مقام حاصل کرنے میں مدد دی۔

شانتل کے ذہن میں اتنے بہت سارے خواب کلبلا رہے تھے کہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی کون سی خواہش کو پہلے پورا کرے۔ پہلے اس نے سوچا کہ کسی نیک اور ذہین نوجوان سے شادی کر لے اور پھر شہر میں کوئی اچھی سی ملازمت تلاش کر لے۔ تھیٹر کی زندگی اپنا لے۔ بہترین ناول لکھے اور ایک مشہور و معروف مصنفہ بن جائے، وغیرہ وغیرہ۔ اس نے زندگی بھر جو خواب دیکھے تھے، ان کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا۔ سونے کی کان اس کے ہاتھوں میں تھی اور وہ دنیا کے ہر غم سے نجات حاصل کر سکتی تھی۔

شانتل شش و پنج میں پڑ گئی۔ اگر وہ اجنبی کا کام کیے بغیر یہ سلاخ لے کر وہاں سے غائب ہو گئی تو وہ پولیس میں رپورٹ کر سکتا تھا۔ اور پھر اس کے لیے زندگی اجیرن ہو سکتی تھی۔ اس کے گاؤں کا نام پوری دنیا میں بدنام ہو جاتا کہ یہاں کے رہنے والے چور اور بے ایمان ہیں۔

اس نے سلاخ کو اپنی جگہ پر واپس رکھ دیا۔ ایمان داری اور بے ایمانی کا تصور اسے پریشان کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ خواب پورے کرنے کے دو ہی سچے اور بہترین طریقے ہو سکتے ہیں۔ یا تو وہ اپنی محنت اور دیانت سے اتنی رقم جمع کرے کہ اپنے خواب پورے کر سکے۔ یا پھر کوئی معجزہ ہو جائے۔

وہ سمجھ رہی تھی کہ اجنبی اب اس کی حیص بیص کی کیفیت سے نالاں ہو چکا ہوگا اور سوچ رہا ہوگا کہ یہ ذمہ داری اب کسی اور کو سونپ دے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر وہ زندگی بھر اسی بار میں گندے برتن دھوتے دھوتے گزار دے گی۔ مگر اس کی ہمت ساتھ نہیں دے رہی

تھی۔

اس نے فی الحال خزانے کے خیال کو ایک طرف رکھا اور ہوٹل کی طرف چل پڑی۔
ہوٹل کی مالکہ اسی کے انتظار میں تھی اور سخت سیخ پا ہو رہی تھی۔ ہوٹل میں ایک خاص مہمان آنے والا تھا اور شانتل نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کیلئے کمرے کو اس کے شایانِ شان سجا کر رکھے گی۔

اجنبی ابھی تک ہوٹل میں ہی مقیم تھا۔ رات میں اس نے کافی وقت بار میں گزارا۔ بہت خوش تھا اور ایسی ایسی کہانیاں سنا رہا تھا کہ جو مبالغے سے بھرپور تھی۔ دونوں کی آنکھیں محض ایک بار چار ہوئیں جب وہ رقم ادا کرنے کے لیے کاؤنٹر پر آیا۔

شانتل بہت بے زار ہو رہی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ بار جلد از جلد خالی ہو جائے، مگر وہ اجنبی آج کچھ زیادہ پر جوش تھا۔ ایک کے بعد ایک کہانی گڑھتا چلا جا رہا تھا اور سننے والے بھی بڑی دلچسپی سے سن رہے تھے یا شاید خواہ مخواہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

''احمق کہیں کے۔'' شانتل نے دل ہی دل میں کہا۔ ''اپنی عزت اپنے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ وہ اپنی قدر نہیں جانتے۔ شاید یہ لوگ احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔''

اجنبی اپنی وقعت اور برتری کا احساس دلانے پر تلا ہوا تھا۔ دیوار پر ایک لٹکے ہوئے آراستہ تصویر کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولا۔ ''کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ یہ دنیا کی بہترین پینٹنگ ہے۔ آخری لنچ۔ لیونارڈو ڈاونسی نے یہ شاہکار بنایا تھا۔''

''مگر ممکن ہے کہ یہ اصلی نہ ہو کیونکہ میں نے اسے بہت کم قیمت پر خریدا ہے۔'' ہوٹل کی مالکہ بول پڑی۔

''ہاں، آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ یہ اس کی نقل ہے۔ اصلی پینٹنگ ایک چرچ میں رکھی ہے جو یہاں سے بہت دور ہے۔ مگر اس تصویر کے بارے میں ایک کہانی بھی گردش کر رہی ہے۔ کیا آپ لوگ اسے سننا پسند کریں گے؟''

ہر ایک نے اثبات میں گردن ہلا دی۔ مگر شانتل اپنے آپ کو شرمندہ سی محسوس کر رہی تھی، ایک ایسے آدمی کی لاف زنی کے بارے میں سوچ کر جو خواہ مخواہ اپنے آپ کو نمایاں

کرنے کی کوشش کررہا تھا اور یہ جتانا چاہتا تھا کہ میں بڑا قابل اور عالم شخص ہوں اور ہر بات جانتا ہوں۔

نامانوس اجنبی یہ ثابت کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ ایک اعلیٰ خاندان کا فرد ہے اور یہاں کے لوگ تہذیب و ثقافت میں اس کے پاسنگ بھی نہیں۔ اس نے دیوار پر آویزاں پینٹنگ کی طرف اشارہ کیا۔ ''جب لیونارڈو ڈاونسی یہ تصویر بنارہا تھا تو اچانک اسے خیال آیا کہ کیوں نہ وہ ایک ایسی تصویر بنائے جس میں خدا کی شبیہہ کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کھڑے ہوں۔ ایک طرف شیطان ہو اور اس کے ساتھ یہودی دوست بھی ہوں۔ جو ایک بہت ہی غلیظ غذا کھا رہا ہو۔ لیونارڈو نے اپنا کام روک دیا تاوقتیکہ تمام ماڈل مہیا کرلے۔

ایک دن وہ گرجا میں ایک گیت سن رہا تھا کہ اس نے ایک لڑکے کو دیکھا جو شباہت میں حضرت عیسیٰؑ سے ملتا جلتا تھا۔ اس نے لڑکے کو اپنے اسٹوڈیو میں بلایا، اس کی چند تصویریں بنائیں اور اس کے چہرے کا بغور مطالعہ کیا۔ تین سال مزید گزر گئے۔ ''آخری لنچ'' تقریباً مکمل تھا، لیکن لیونارڈو کو جوڈاز کا متبادل نہ مل سکا۔ چرچ کا بڑا پادری اس پر مسلسل زور ڈال رہا تھا کہ جلدی اس کو مکمل کرے تاکہ وہ دیوار پر آویزاں کرسکے۔

کئی دن کی تلاش کے بعد اسے ایک ادھیڑ عمر یہودی ملا جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ایک گندے نالے کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ بڑی مشکلوں سے اس کو چرچ میں لایا گیا اور اس کا اسکیچ بنا کر تصویر میں ڈال گیا کیونکہ وقت گزرتا چلا جارہا تھا۔

جب کام ختم ہوگیا تو اس درویش نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اپنی تصویر دیکھی۔ ایک خوف زدہ اور افسردہ انداز میں بولا۔ ''یہ تصویر تو میں پہلے کہیں دیکھ چکا ہوں۔''

''کب اور کہاں؟'' لیونارڈو نے حیرت سے پوچھا۔

''تین سال پہلے کی بات ہے، اس وقت میرے پاس دنیا کی ہر نعمت موجود تھی۔ میرے خواب بڑے ہی رنگین اور سہانے تھے۔ میں گرجا میں گیت گایا کرتا تھا۔ وہاں ایک آرٹسٹ نے مجھے حضرت عیسیٰؑ کا ماڈل بنایا تھا۔''

ایک گہری خاموشی چھا گئی۔ اجنبی نے پادری کی طرف دیکھا۔ مگر شانتل سمجھ گئی کہ

دراصل اشارہ اس کی طرف ہے۔

''چنانچہ آپ نے دیکھا کہ بھلائی اور برائی دونوں ایک ہی چہرے کے نام ہیں۔بس یہ آدمی کا اپنا کردار ہے کہ وہ کس طرف چلتا ہے۔''

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور معذرت کی کہ میں بے حد تھکا ہوا ہوں۔ وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ سب لوگوں نے اپنا اپنا بل ادا کیا اور رفتہ رفتہ گھر کی جانب چل دیے۔ مگر جاتے جاتے اس نقلی پورٹریٹ کی طرف دیکھنا نہ بھولے۔ آپس میں تو انہوں نے کوئی بات نہ کی لیکن وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ویسکوس میں ایسی تبدیلی اسی وقت آئی جب احباب نے علاقے میں امن قائم کر دیا۔

-5-

مسلسل کٹھ پتلی کی طرح کام کر کر کے وہ بے حد تھک چکی تھی۔ شانتل جانتی تھی کہ وہ شخص بڑا ہی عجیب اور انوکھا شخص ہے۔ اسے بار بار اس اجنبی کی بات یاد آ رہی تھی۔ ''نیکی اور بدی کا چہرہ ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ آدمی کے اپنے آپ پر منحصر ہے کہ وہ کون سا راستہ اختیار کرتا ہے۔ مگر اسی وقت اسے نیند کی سخت ضرورت تھی، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

اسی نیم غنودگی کے عالم میں اس نے ایک گاہک کو کچھ کم پیسے دے دیے۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس نے معذرت تو کر لی مگر گاہک مطمئن نہ ہوا۔ بہرحال سب کے چلے جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اپنی ذاتی اشیاء اکٹھی کیں، اپنا بوسیدہ بھاری جیکٹ پہنا اور کھڑکی کی طرف روانہ ہوگئی۔ یہ اصول کئی برسوں سے اسی طرح جاری تھا۔

تیسری رات شیطان سے اس کا سامنا ہوگیا۔ یہ شیطان تھکاوٹ اور گہرے خراٹوں کی صورت میں نازل ہوا تھا۔ وہ شاید نیم مردہ حالت میں تھی۔ نہ سو رہی تھی اور نہ جاگ رہی تھی۔ باہر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ایک بھیڑیا مسلسل چلا رہا تھا۔ بعض دفعہ اسے ایک لگتا تھا جیسے وہ پاگل ہو جائے گی۔ اچانک اسے ایسا لگا جیسے بھیڑیا اس کے کمرے میں داخل ہوگیا ہے اور طنزیہ انداز میں اس سے کچھ باتیں کر رہا ہے۔ وہ باتیں کیا تھیں، اس

کے پلے نہیں پڑیں۔

مختصراً اس نے فیصلہ کیا کہ فوراً چرچ جائے اور پادری سے کہے کہ ڈاکٹر کو بلاؤ کیونکہ اس کی حالت بے حد خراب ہو رہی ہے۔ مگر جب اس نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو اس کی ٹانگوں نے جواب دے دیا۔ اول تو وہ چرچ تک نہیں جا سکتی تھی اور اگر چلی بھی گئی تو پادری سو رہا ہوگا۔

جب تک وہ سو کر اٹھے گا اور کپڑے بدل کر باہر آئے گا، شانتل سردی سے ٹھٹھر کر جان سے گزر چکی ہوگی۔ لوگ مجھے اٹھا کر قبرستان لے جائیں گے۔ اس کا ہذیانی عالم رات بھر جاری رہا۔ لیکن صبح ہوتے ہوتے کسی حد تک یہ کیفیت کم ہوگئی۔ طاقت بحال ہوتے ہی اس نے سونے کی کوشش کی لیکن فوراً ہی کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔ وہ سمجھ گئی کہ بیکری والے کی گاڑی ویسکوس میں داخل ہوگئی ہے اور سب بریڈ وغیرہ خریدنے دوڑے جائیں گے۔

وہ تنہا ہی رہتی تھی۔ جب تک چاہتی آرام سے سو سکتی تھی کیونکہ اسے کام پر شام کو جانا ہوتا تھا۔ مگر اس وقت وہ خود چاہ رہی تھی کہ باہر نکلے اور لوگوں سے بات چیت کر کے اپنا دل بہلائے ورنہ وہ پاگل ہو کر رہ جائے گی۔ وہ بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور وین کی طرف چل پڑی۔ ایک خاتون نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ ''تم بے حد پریشان اور شکستہ حال نظر آ رہی ہو؟'' دوسری نے پوچھا۔ ''کیا تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟'' سب ہی اس کے لیے پریشان تھے اور آپس میں ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے۔ ہر دم کسی کی مدد پر آمادہ، کیونکہ سب ایک سے بڑھ کر نیک دل تھے اور بے حد معصوم۔

اس نے سبھوں کی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا اور شائستہ لہجے میں بولی۔ ''نہیں نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ بس رات میں ایک بھیڑیا بہت شور مچاتا رہا، اس وجہ سے میں سو نہیں سکی۔''

''میں نے کسی بھیڑیے کی آواز نہیں سنی۔'' ہوٹل کی مالکہ نے کہا۔ وہ بھی بریڈ خریدنے آئی ہوئی تھی۔

''کئی ماہ گزر گئے بھیڑیے کی آواز سنے ہوئے۔'' ایک دوسری عورت کہنے لگی۔ یہ

عورت ہوٹل میں مٹھائی وغیرہ بنا کر بیچا کرتی تھی۔ ''ہوسکتا ہے شکاریوں نے تمام بھیڑیوں کو ختم کر دیا ہو۔ مگر یہ اچھا نہیں ہوا کیونکہ شکاری صرف بھیڑیوں کے شکار کے لیے ہی ویسکوس کا رخ کرتے ہیں۔''

''نانبائی کے سامنے ایسی باتیں مت کرو۔'' ہوٹل کی مالکہ نے سرگوشی میں کہا۔ ''اگر ایسی باتیں پھیل گئیں تو پھر شکاری یہاں آنا بند کر دیں گے۔''

''مگر میں نے اس کی آوازیں سنی ہیں۔'' شانتل نے احتجاج کیا۔

''تب کوئی آوارہ بھیڑیا ادھر نکل آیا ہوگا۔'' میئر کی بیوی نے فرمایا۔ جو شانتل کو بالکل پسند نہیں کرتی تھی مگر اس بات کا کھلے عام اظہار بھی نہیں کرتی تھی۔

شانتل نے اپنی بریڈ اٹھائی اور وہاں سے چل پڑی۔ وہ خواہ مخواہ کی بحث میں الجھنا نہیں چاہتی تھی۔ اس کی پریشانی اب کافی حد تک کم ہوگئی تھی، لیکن پھر بھی تین راتوں تک اسے ٹھیک سے نیند نہیں آئی۔ اس نے اپنے دل میں تقویت محسوس کی اور اپنے آپ سے کہنے لگی۔ ''نہیں، میں بزدل نہیں ہوں۔''

اسے ایک واقعہ یاد آیا۔ ایک شخص جو دوسرے گاؤں میں دواؤں کی ایک دکان پر کام کرتا تھا، اسے نوکری سے نکال دیا گیا۔ وہ بیس سال سے یہاں کام کر رہا تھا۔ لیکن اس نے اپنی ملازمت میں فوائد کا مطالبہ نہیں کیا۔ کیوں؟ بقول اس کے، وہ سمجھتا تھا کہ دکان کا مالک اس کا دوست ہے۔ ممکن ہے اس کی مالی حالت زیادہ بگڑ گئی ہو، اس لیے اس نے اپنے دوست کو ملازمت سے جواب دے دیا ہوگا۔ مگر یہ کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔ اس نے کوئی مقدمہ بھی نہیں کیا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ بزدل تھا۔ اس کا خیال تھا کہ مالک اس کی شرافت سے متاثر ہو جائے گا اور جب ضرورت ہوگی، اسے ملازمت پر بحال کر دے گا۔ چند ماہ بعد جب وہ قلاش ہوگیا تو وہ اپنے دوست کے پاس کچھ قرض مانگنے گیا۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ اب اسے دوست کا اصل روپ نظر آیا، لیکن اب کیا ہوسکتا تھا۔ وہ تو یہ تحریر دے آیا تھا کہ اس کی کوئی رقم مالک کے ذمے واجب الادا نہیں ہے۔

ایک نیک روح کا کردار وہی لوگ ادا کر سکتے ہیں جو کوئی بے باک قدم اٹھانے سے

ڈرتے نہیں۔ وہی لوگ کامیاب ہیں جو خود اعتماد ہیں اور تمام ذمہ داری اپنے کاندھوں پر اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرنا اور لڑنا جانتے ہیں۔ یہ بہت آسان ہے کہ گالی اور بے عزتی برداشت کرلی جائے لیکن کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔ جو مقابلہ کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں، خواہ فریق کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ بظاہر ہم خواہ کتنے ہی فراخ دل بن کر کہتے رہیں کہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن دل ہی دل میں یہ احساس کھائے جاتا ہے کہ کاش میں بزدلی کا مظاہرہ نہ کرتا۔

دن بہت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا۔ دوسری طرف گہرے بادل موسم کو اور بھی خطرناک بنائے دے رہے تھے۔ پہاڑیاں دھند میں ڈوبی ہوئی تھیں اور گاؤں شاید ساری دنیا سے کٹ کر رہ گیا تھا۔ اپنی کھڑکی سے شانتل نے دیکھا کہ اجنبی ہوٹل سے باہر نکلا اور پہاڑیوں کی طرف چل پڑا۔ وہ گھبرا گئی کہ کہیں اجنبی تمام سونا نکال کر فرار نہ ہو جائے۔ مگر پھر اسے یہ سوچ کر اطمینان ہو گیا کہ وہ ضرور واپس آئے گا۔ اس نے ہوٹل کا ایک ہفتے کا کرایہ پیشگی ادا کیا ہوا تھا اور امیر لوگ بلا کسی خاص مقصد کے ایک پینی بھی ضائع نہیں کرتے ہیں۔

اس نے ایک کتاب کھول کر پڑھنی شروع کر دی۔ مگر جلد ہی دل اچاٹ ہو گیا۔ اب اس نے سوچا کہ ویسکوس کے گرد ایک چکر لگانا چاہیے۔ راستے میں اسے ایک ہی خاتون ملی، برٹا نام کی، ایک بیوہ جو سارا دن گھر کے باہر بیٹھ کر خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی رہتی۔

''آج کافی سردی پڑ رہی ہے۔'' برٹا نے کہا۔

شانتل سوچ میں پڑ گئی آخر لوگ موسم سے ہی بات شروع کیوں کرتے ہیں۔ کیا کوئی اور بات دنیا میں کسی قابل نہیں ہے۔ بہرحال برٹا کی بات پر اس نے گردن ہلا دی اور اپنے راستے پر چل پڑی۔ وہ برٹا کو کئی سالوں سے جانتی تھی۔ ایک وقت تھا جب برٹا ایک نوجوان، باہمت اور زندہ دل خاتون تھی۔ اس کا شوہر ایک شکار کرتے ہوئے مارا گیا تھا۔ اور تب سے وہ اپنی روزی خود کما رہی تھی اور کبھی کسی کا احسان نہیں لیا۔ چند قیمتی چیزوں کو بیچ

کر اس نے سرمایہ کاری کی تھی۔ انشورنس کی رقم بھی مل گئی۔ اور اب وہ ایک باعزت زندگی گزار رہی تھی۔ برٹا کی زندگی قابل رشک تھی اور دوسرے کے لیے ایک مثال۔

شانتل آگے بڑھتی چلی گئی۔ اسے کوئی خطرہ نہیں تھا کہ وہ اسی گہری دھند میں کہیں کھو جائے گی یا اندھیرے جنگل میں راستہ بھول جائے گی، کیونکہ وہ ہر پگڈنڈی، درخت اور یہاں تک کہ پتھروں تک کو پہچانتی تھی۔ اور پھر اجنبی کا تصور اس کی نظروں کے سامنے لہرانے لگا۔ ''اف کس قدر خوفناک اور خطرناک آدمی ہے۔ تین راتوں سے اس نے میری نیند حرام کر رکھی ہے۔''

درختوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے اچانک ایک اچھوتا خیال اس کے ذہن میں در آیا۔ اجنبی تو اپنی جگہ خوفناک ہے ہی، لیکن میں نے ایک اور شخصیت کو ڈھونڈ نکالا ہے جو اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ وہ خطرناک شخص وہ خود ہے۔ چار روز گزر گئے تھے، وہ غیر محسوس طور پر اپنی حقیقت سے بے گانہ ہوتی جارہی تھی۔ زندگی سے درحقیقت اس نے کیا سیکھا، ویسکوس میں رہنا اتنا زیادہ برا بھی نہیں تھا۔ اس علاقے میں سیاحوں کے لیے بڑی کشش تھی، کئی افراد تو اسے جنت کہتے تھے۔

مگر اب کئی عفریتیں یہاں گھس آئی تھیں۔ اس کی کئی راتیں حرام ہوگئی تھیں اور روز بہ روز کئی مصیبتیں نازل ہوتی چلی جارہی تھیں۔ ''اس اجنبی کو دفع کرو، اور ساتھ ہی ساتھ مجھے بھی۔ وہ میں ہی تو تھی جو اس سے متاثر ہوگئی اور وہ میری طرف کھنچا چلا آیا۔''

گاؤں واپس پہنچ کر وہ اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگی اور اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے پر لعنت بھیجنے لگی۔ اس نے اپنی ماں کے لیے مغفرت کی دعا جو عین عالم شباب میں فوت ہوگئی تھی۔ اپنی دادی کے حق میں جس نے اسے ایمان داری اور خوش اخلاقی کی تعلیم دی تھی۔ ان دوستوں کو یاد کیا جنہوں نے اس کو نڈر اور بے باک بنادیا تھا۔

برٹا ابھی تک اپنی جگہ پر بیٹھی تھی۔ شانتل کو دیکھتے ہی بولی۔ ''تم شاید کچھ جلدی میں ہو۔ میرے پاس بیٹھ جاؤ اور کچھ دیر آرام کرلو۔''

شانتل نے اسی کی ہدایت پر عمل کیا۔ وقت گزاری کے لیے وہ ہر کام کرنے کو تیار

تھی۔

''گاؤں میں کافی تبدیلی آتی جارہی ہے۔'' برٹا نے کہا۔''گزشتہ رات میں نے کسی آوارہ بھیڑیے کی چیخ وپکار بھی سنی تھی۔''

شانتل نے سکون کا سانس لیا۔ پہلے تو اسے شک تھا کہ وہ کوئی بھیڑیا ہی تھا یا کچھ اور۔ اب اس کے پاس ایک گواہ بھی تھا۔

''کوئی جگہ تبدیل نہیں ہوتی، بس موسم آتے جاتے رہتے ہیں، اور اب خزاں کا موسم آ گیا ہے۔ شانتل نے اپنے لہجے میں ایک خود اعتمادی محسوس کی۔''وہ اجنبی کیسے وقت گزار رہا ہے؟''

''میں نے سارا دن فطرت کے نظاروں میں صرف کیا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ وقت کا ضیاع ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہی ایک طریقہ ہے کسی کی یاد کو بھول جانے کا۔ مجھے اس سے شدید محبت تھی۔ میں موسموں کو آتے جاتے دیکھتی ہوں، درختوں کے پتے سوکھ کر جھڑ جاتے ہیں، اور پھر نئے پتے نکلتے ہیں۔ مگر میرے دل کی ویرانی نہیں جاتی۔ سنا ہے کہ یہ جو پہاڑ ہیں، یہ صدیوں پہلے ایک زلزلے کے نتیجے میں ابھر آئے تھے۔'' برٹا اپنے دل کے غبار جھاڑ رہی تھی۔

شانتل نے اثبات میں گردن ہلائی۔ یہ بات اس نے اسکول میں پڑھی تھی۔ شانتل کا دل بے اختیار چاہا کہ وہ اسے سنہری سلاخوں والی کہانی سنا دے۔ پھر وہ سوچ کر خاموش ہوگئی کہ شاید وہ بڑھیا پہلے ہی اس بارے میں کچھ جانتی ہوگی۔ اب اس نے ایک دوسری کہانی چھیڑ دی۔''میں اہاب کے بارے میں سوچ رہی ہوں، ہمارا عظیم ہیرو اور مصلح، جس کو سینٹ ساون کو رحمتوں کا سایہ نصیب ہوا۔''

''اہاب کون تھا؟'' ساری تفصیل سن کر برٹا نے پھر پوچھا۔

''وہ غیر اہم تبدیلیوں کو بھی محسوس کر لیتا تھا اور اگر چاہتا تو کسی چیز کو برباد بھی کر سکتا تھا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ گاؤں میں امن اور اصلاحات لانے کے بعد اس نے غیر ضروری اور بے کار قوانین کو نکال باہر کر دیا تھا۔ گاؤں میں اس نے زراعت کے نئے طریقے ایجاد

کیے اور تجارت کی نئی راہیں کھولیں۔ اس نے مشیروں اور دوستوں کی دعوت کی اور بہترین قسم کا گوشت پکایا۔ مگر اچانک اس کو پتہ چلا کہ گھر میں نمک تو ہے ہی نہیں۔ اہاب نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا ”جلدی سے گاؤں چلے جاؤ اور نمک خرید کر لے آؤ۔ مگر صحیح قیمت ادا کر کے لانا۔ نہ ہی زیادہ اور نہ ہی کم۔“

بیٹا تشویش میں پڑ گیا۔ ”یہ تو ٹھیک ہے کہ زیادہ قیمت نہیں دینا چاہیے، مگر سودا بازی بھی تو کی جاسکتی ہے۔“

”ہاں، یہ ٹھیک ہے۔ اب جاؤ اور نمک لے کر آؤ۔“

لڑکا مزید سوال کیے بغیر روانہ ہوگیا۔ اہاب کے دوست جو یہ باتیں سن رہے تھے، متعجب ہوئے کہ اگر کم قیمت پر نمک مل سکتا ہے تو کیوں زیادہ قیمت ادا کی جائے۔ اہاب نے ان کی تسلی و تشفی کے لیے کہا۔

”وجہ یہ ہے کہ جب کوئی معمول سے کم قیمت پر نمک خریدے گا تو بیچنے والے کو مایوسی اور ناامیدی ہوگی کہ اس کے مال کی قدر نہیں کی گئی اور صحیح قیمت ادا نہیں کی گئی۔ اس کا دل ٹوٹ جائے گا اور میرے خیال میں یہ ناانصافی ہے۔“

”مگر اتنے تھوڑے سے نمک کی وجہ سے گاؤں برباد نہیں ہوجائے گا۔“

”دنیا میں پہلے پہل ناانصافی اور ظلم بہت کم تھا۔ لیکن جو بھی آتا گیا وہ اس میں اضافہ کرتا گیا یہی سوچ کر کہ یہ تو معمولی سی بات ہے۔ اس طرح بات بڑھتی چلی گئی اور آج یہ ابتری اور ناانصافی پھیلی ہوئی ہے جو تم لوگ دیکھ رہے ہو۔“

”مثال کے طور پر وہ اجنبی۔۔۔ شانتل نے یہ سوچ کر کہا کہ شاید برٹا قبول کرلے کہ وہ بھی اس سے کچھ گفت و شنید کر چکی ہے۔ مگر برٹا خاموش رہی۔

”مجھے نہیں معلوم کہ اہاب ہمارے گاؤں وسکوس کو کیوں بچانا چاہتا تھا۔“

شانتل کہنے لگی۔ ”پہلے تو وسکوس چوروں کی پناہ گاہ تھی اور اب یہ بزدلوں کی آماج گاہ بن گیا ہے۔“ شانتل جانتی تھی کہ وہ ضعیف عورت یقیناً کچھ نہ کچھ جانتی ہے۔ وہ بس اتنا جاننا چاہتی تھی کہ کیا اجنبی نے خود اس کو کچھ بتایا ہے؟“

''ہاں، تم صحیح کہہ رہی ہو۔ لیکن مجھے یقین نہیں آتا کہ بات کچھ بزدلی کی تھی یا کچھ اور۔ میرا خیال ہے کہ تبدیلی سے بہت سے لوگ گھبراتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ وسکوس جیسا ہمیشہ سے تھا، ویسا ہی رہے۔ ایک ایسی جگہ جہاں کی مٹی اور خدمت کا جذبہ ہماری خصوصیت ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ہم شکاریوں اور سیاحوں کا استقبال کرتے ہیں۔ یہاں ہر ایک کو معلوم ہے کہ اگلے دن کیا ہونے والا ہے اور جہاں قدرتی طوفان ہی کوئی تبدیلی لاسکتا ہے۔ یہ امن اور سکون کی جگہ ہے۔ میں تمہارے نقطہ نظر سے اتفاق کرتی ہوں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہاں کی ہر چیز ان کی گرفت میں ہے۔ لیکن درحقیقت ان کے ہاتھ کچھ نہیں ہے۔''

''یقیناً تمہاری باتوں سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔'' شانٹل نے کہا۔

''ہمیں اسی طرح دھوکے اور فریب کی زندگی گزارنی پڑے گی کیونکہ ہم اسی میں اپنی بھلائی محسوس کرتے ہیں۔''

برٹا اپنے شوہر کی موت کا واقعہ سینکڑوں بار سنا چکی تھی۔ وہ علاقے کا ایک فرض شناس محافظ تھا۔ جس کے نزدیک شکار محض ایک کھیل یا مشغلہ نہیں تھا، بلکہ اس کے بھی کچھ اصول و اقدار تھے۔ میئر نے قاعدے قانون لاگو کر رکھے تھے اور اس محافظ کی ذمہ داری تھی کہ شکاریوں سے ان قواعد پر عمل کروائے۔ ہر جانور جو شکار کیا جاتا، اس پر ایک ٹیکس عائد کیا جائے اور یہ رقم معاشرے کی بھلائی کے لیے استعمال کی جاتی۔

''اب مجھے چلنا چاہیے۔'' شانٹل نے کہا۔ ''کام پر جانے سے قبل مجھے کچھ ضروری کام کرنے ہیں۔''

برٹا نے خدا حافظ کہا اور دور تک اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتے ہوئے اس نے کئی سال گزار دیے تھے۔ اس دوران اکثر وہ اپنے مردہ شوہر سے باتیں کرتی رہتی اور آنے جانے والوں پر نظر بھی رکھتی۔ اس کی تعلیمی استعداد بہت کم تھی لہٰذا وہ باتیں زیادہ نہیں کرتی تھی، لیکن اس کا مطالعہ بہت زیادہ تھا۔ وہ انسان کو ایک نظر میں پہچان لیتی۔

کئی سال گزر گئے۔ اب برٹا ایک برگذیدہ بزرگ بن چکی تھی۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ کوئی اجنبی گاؤں میں داخل ہوا ہے اور اس کے ایک پہلو میں ایک شیطان چمٹا ہوا ہے۔ آج اس کی نگاہوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ شانتل کے ہمراہ شیطان اور فرشتہ دونوں ہیں۔ وہ جان گئی کہ اس گاؤں پر کوئی آفت نازل ہونے والی ہے۔ وہ دھیرے دھیرے مسکرائی، اپنے بائیں طرف ایک نظر ڈالی اور ایک ہوائی بوسہ اچھال دیا۔ وہ کوئی از کار رفتہ بڑھیا نہیں تھی۔ اس کے ذمے بہت سے کام واجب الادا تھے۔ جس سرزمین پر وہ پیدا ہوئی تھی اس کی حفاظت کرنا، اگرچہ ابھی تک کوئی لائحہ عمل اس کا ذہن ترتیب نہیں دے پایا تھا۔

شانتل بڑھیا کو اس کے حال پر چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ وسکوس میں یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ برٹا ڈائن ہے۔ یہ بات اس وقت اور بھی تقویت پکڑ گئی جب برٹا ایک سال کے لیے اپنے گھر میں بند ہوگئی۔ لوگوں نے اندازہ لگالیا کہ وہ اندر بیٹھ کر جادو کے عمل سیکھ رہی ہے۔ جب پوچھا گیا کہ یہ جادو کون سکھا رہا ہے تو کہا گیا کہ شیطان نے خود اس سے رابطہ کیا ہے اور ہر رات کو برٹا کے پاس آتا ہے۔ جب کہ کچھ لوگوں نے قسم کھائی کہ انہوں نے ایک قدیم کالی قوم کے ایک پادری [illegible] کے پاس آتے جاتے دیکھا ہے اور وہی اسے کالا علم سکھا رہا ہے۔ مگر برٹا نے کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچایا، یہی وجہ تھی کہ لوگوں کو اس سے کوئی شکایت نہیں تھی۔

مگر یہ حقیقت تھی۔ اچانک شانتل کے ذہن میں ایک خیال آیا، وہ برٹا کے شوہر کی موت کی کہانی کئی بار سن چکی تھی، مگر اس نے محسوس کیا کہ اس کہانی میں کوئی سبق بھی پنہاں تھا۔ اس نے وہ واقعہ یاد کیا جب وہ جنگل میں چہل قدمی کر رہی تھی اور اسے اچانک اپنے جسم پر ایک کپکپی سی محسوس ہوئی، اور پھر ایسا لگا جیسے کوئی چیز اس کے آس پاس گھوم رہی ہے۔ لیکن وہ کیا چیز ہے؟ وہ پہچان نہیں سکی۔

اس کے ذہن میں تو بس اجنبی کا ہی خیال تھا۔ اپنے شکار کو مار ڈالو۔ اور یہ کام کرنے کے لیے اسے کوئی منصوبہ ترتیب دینا تھا۔ یہ ایک احمقانہ عمل ہوتا کہ خواہ مخواہ ہنگامہ مچا دیتی اور معاملہ اس کے ہاتھ سے نکل جاتا۔ اس نے معاملے کو اگلے دن پر ٹال دیا۔

-6-

اُس رات جب شانتل رقم بڑھانے کے لیے آئی جو بوتلیں اس اجنبی نے خریدی تھیں تو اس نے محسوس کیا کہ اجنبی نے چپکے سے کوئی رقعہ بھی اس کے ہاتھ میں تھما دیا ہے۔ اس نے فوراً یہ رقعہ جیب میں ڈال لیا، یہ سوچ کر کہ اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہوگی۔ یہ بات بھی اسے پریشان کررہی تھی کہ اجنبی کی نگاہیں مسلسل اس کا پیچھا کررہی ہیں اور ان میں کوئی خاموش سوال پوشیدہ ہے۔ لیکن معاملہ اب دوسرا رخ اختیار کر چکا تھا۔ اسے معاملے کو قابو میں رکھنا تھا۔ میدان جنگ کا انتخاب اس کی مرضی پر منحصر تھا۔ ایک ہوشیار شکاری کے بھی انداز ہوتے ہیں۔ ان کی پوری توجہ اس بات پر منحصر ہوتی تھی کہ شکار ان کے جال سے نکلنے نہ پائے۔

وہ اپنے کمرے میں واپس آ گئی۔ اس بار اسے یقین تھا کہ وہ ایک سکون و آرام کی نیند سو سکے گی۔ اور پھر وہ اجنبی کے رقعے کا جائزہ لینے لگی۔ اجنبی نے لکھا تھا کہ اس جگہ پر آ کر ملو جہاں وہ پہلے پہل ملے تھے۔ اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ بہتر ہے کہ ہم دونوں تنہا ہوں۔ لیکن اگر شانتل کسی کو شامل کرنا چاہیے تو وہ اسے بھی ساتھ لا سکتی ہے۔

وہ اجنبی سے خوفزدہ نہیں تھی، بلکہ یہ سوچ کر خوش ہو رہی تھی کہ اجنبی اس کے دام میں پھنستا جارہا ہے۔ اس کی بے چینی ظاہر کررہی تھی کہ وہ اپنی خوداعتمادی کھوتا جارہا ہے۔ عقلمند لوگ کبھی دھمکیاں نہیں دیا کرتے۔ اہاب، جس نے وسکوس کو امن وسکون کا گہوارہ بنا دیا تھا، اکثر کہا کرتا تھا۔ ''احمقوں کی دو اقسام ہوتی ہیں۔ ایک وہ جو دھمکی ملنے کے بعد خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ دھمکی مل جانے کے بعد انہیں کیا قدم اٹھانا چاہیے۔''

اُس نے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے فلش میں ڈال دیے۔ پھر اس نے گرم بھاپ کا ایک پرلطف غسل لیا اور ہنستی مسکراتی بستر میں گھس گئی۔ جو وہ چاہتی تھی وہی ہونے والا تھا۔ وہ اجنبی سے تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتی تھی۔ اگر وہ اسے شکست دینا چاہتی تھی تو بہتر تھا

کہ اچھی طرح اس کی سوچ کا اندازہ کر لے۔

وہ بستر پر لیٹتے ہی گہری نیند سو گئی، اس نے ایک نیکی کے فرشتے کے ساتھ رات بسر کی تھی اور ایک رات شیطان کے ساتھ۔ اب یہ سب کے سب آپس میں دست و گریبان تھے۔

اس اثنا میں وہ اجنبی بھی آ گیا۔ شانتل نے اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دیا۔

''اب ہمیں موسم کے بارے میں بات نہیں کرنی چاہیے۔'' وہ بولی۔

''جیسا کہ آپ سب دیکھ رہے ہیں، موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ ہم ایک دوسری جگہ چلتے ہیں جہاں آرام سے باتیں کر سکیں گے۔'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنا لمبا کینوس بیگ اٹھالیا۔

''کیا وہاں تم نے پستول رکھا ہوا ہے؟'' اجنبی نے بڑے طنز سے بولا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک سمجھے۔''

''اور تم مجھے مار ڈالنا چاہتی ہو؟''

''ہاں، میں یہی چاہتی ہوں۔ نہ معلوم میں اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوتی ہوں یا نہیں۔ مگر میں ایسا کر کے رہوں گی۔ اگرچہ میں وہ پستول یہاں کسی اور مقصد سے لائی تھی۔ میں اس آوارہ بھیڑیے کو مارنا چاہتی تھی۔ اگر میں نے اس کا شکار کر لیا تو وسکوس والے میرے احسان مند ہو جائیں گے۔ میری بات پر کوئی یقین نہیں کر رہا ہے مگر میں اس کے غرانے کی آواز مسلسل سن رہی ہوں۔''

''مگر یہ آوارہ بھیڑیا آخر ہے کیا چیز؟''

وہ ذرا ہچکچا کر رہ گئی۔ کیا اس بارے میں مزید بات چیت کرے جب کہ وہ آدمی اس کا دشمن ہے۔ پھر اسے جاپانی مارشل آرٹ کا ایک سبق یاد آیا جس میں لکھا تھا کہ دشمن کو اندھیرے میں رکھو اور اسے یقین دلاؤ کہ تم اس کے دوست ہو۔

بارش اور پانی میں بڑی دقت سے قدم اٹھاتے ہوئے شانتل نے اسے ایک کہانی سنانی شروع کر دی۔ دو سال قبل، وسکوس کا ایک آدمی، ایک لوہار جو کہ بہت نیک آدمی تھا،

ایک دن چہل قدمی کر رہا تھا۔ اچانک ایک بھیڑیا اور اس کا بچہ اس کے سامنے آ گئے۔ وہ آدمی خوفزدہ ہو گیا۔ مگر اس نے جلدی سے ایک شاخ توڑی اور بھیڑے پر حملہ کر دیا۔ اصولاً بھیڑیے کو بھاگ جانا چاہیے تھا مگر اس نے جوابی حملہ کر دیا اور اس آدمی کی ٹانگ پر کاٹ کھایا۔ لوہار صحت مند اور مضبوط آدمی تھا۔ اس نے بھیڑیے کی خوب مرمت کی اور پھر وہ دونوں کبھی وہاں نظر نہیں آئے۔ سب لوگ یہ جانتے تھے کہ بھیڑیے کے کان پر ایک سفید داغ تھا۔

''مگر اس کو آوارہ بھیڑیا کیوں کہا جاتا تھا؟''

''یہ روایت عام ہے کہ خوفناک اور تند خو جانور بھی صرف خاص حالت میں انسان پر حملہ کرتا ہے۔ مثلاً وہ اپنے بچے کو بچانا چاہ رہا تھا۔ اور اگر آدمی کا خون چکھ لے تو پھر بہت ہی خطرناک ہو جاتا ہے اور اسے خون منہ لگ جاتا ہے۔ آگے چل کر وہ انسان کا خون کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔ وہ اس وقت تو بھاگ گیا لیکن سب کو یقین تھا کہ وہ دوبارہ حملہ کرے گا۔''

''یہی کہانی میری بھی ہے۔'' اجنبی سوچ رہا تھا۔

شانتل بڑی سرعت کے ساتھ بڑے بڑے قدم بڑھا رہی تھی تاکہ وہ اجنبی کا ساتھ دے سکے اور اس پر نفسیاتی اثر ڈال سکے کہ وہ اس سے کمزور نہیں ہے۔ اجنبی خود بھی تھکا ہوا سا تھا۔ مگر نہ اس نے قدم آہستہ کیے اور نہ شانتل سے کہا کہ وہ بھی پریشان نہ ہو۔

چلتے چلتے وہ لوگ ایک مختصر سے سبز رنگ کے خیمے کے پاس پہنچے جو کہ کیموفلاج بھی تھا۔ یہ خیمہ شکاری لوگ چھپنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ دونوں اندر بیٹھ گئے اور کچھ دیر اپنے ہاتھوں کو رگڑتے رہے۔

''ہاں، اب بتاؤ، کیا چاہتے ہو۔ تم نے مجھے وہ رقعہ کیوں دیا تھا؟''

''میں ذرا ایک معما کھیلنا چاہتا ہوں۔ ساری زندگی میں وہ کون سا دن ہے جو کبھی نہیں آتا؟''

شانتل کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

''کل۔'' اجنبی نے حل بتایا۔ ''مگر تم یقین کرو، کل تمہاری زندگی میں آئے گا اور تمہیں یاد آ جائے گا کہ میں نے کون سا کام تمہارے سپرد کیا تھا۔ اب یہ ہفتہ ختم ہونے والا ہے۔ اور اگر تم نے کوئی جواب نہ دیا تو پھر یہ کام میں اپنے ہاتھوں سے انجام دوں گا۔''

شانتل پریشان ہوگئی۔ ایک ذرا فاصلے پر کھڑی ہو کر اس نے اپنا بٹوس کا بیگ کھولا اور پستول باہر نکال لیا۔ اجنبی نڈر ہو کر کھڑا رہا اور اس نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی۔

اس نے کہنا شروع کیا۔ تم نے اس گڑھے کو دوبارہ کھودا ہے۔ اگر تم اپنے تجربات پر مشتمل ایک کتاب لکھنا چاہو تو تمہارے قارئین کا کیا تاثر ہوگا؟''

''میں کچھ نہیں جانتی۔'' اس نے پستول میں گولی بھرتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی کوئی پرواہ نہیں۔ مگر یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔''

شانتل نے دوسری گولی بھی اندر ڈال دی۔

''تم مجھے قتل کر دینا چاہتی ہو؟ بھیڑیے کی اصلیت سے واقف ہوئے بغیر۔ مگر تمہارے رویے سے مجھے میرا جواب پانے میں آسانی ہوگئی ہے۔ انسان دراصل شیطان کا دوسرا روپ ہے۔ یہاں تک کہ ایک چھوٹے سے گاؤں کی نوجوان لڑکی بھی دولت کے لیے کسی کا خون بہا سکتی ہے۔ مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا۔ اب میں بخوشی جان دے سکتا ہوں۔''

شانتل نے نہ جانے کس جذبے کے تحت پستول اس کے حوالے کر دیا۔ ''اچھا تو یہ لو اور خود کو گولی مار لو۔ کوئی نہیں جانتا کہ میں تم سے واقف ہوں۔ ہوٹل میں اپنے بارے میں تم نے جو معلومات فراہم کی ہیں، وہ سب کی سب جھوٹی ہیں۔ تم جب اور جہاں چاہیے، جا سکتے ہو۔ اب اگر چاہو تو مجھے بھی گولی مار سکتے ہو۔ ہر کارٹرج میں بے شمار چھرے موجود ہیں اور جیسے ہی وہ بیرل میں سے نکلیں گے، وہ ایک مخروطی شکل اختیار کر لیں گے اور چڑیا سے لے کر انسان تک کو ختم کر سکتے ہیں۔ مجھے قتل کر کے تم اپنا منہ دوسری طرف پھیر لینا۔''

آدمی نے ایک انگلی ٹرائیگر پر رکھ دی۔ شانتل کو یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ اس شخص نے پستول کو بالکل صحیح طریقے پر پکڑا ہوا تھا، گویا وہ یہ کام پہلے بھی کرتا رہا ہو۔ دونوں اسی حالت

میں چند لمحے کھڑے رہے۔ اچانک شانتل نے دیکھا کہ کوئی جانور اس کے اوپر حملہ آور ہورہا ہے۔ اجنبی نے فوراً رخ بدلا اور گولی چلادی۔ دوسرے ہی لمحے جانور خون میں تر بتر زمین پڑا ہوا تھا۔

اجنبی نے پستول کا رخ ایک بار پھر شانتل کی طرف تان لیا اور اس کی خوف زدہ آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بس اب بہت ہوگیا۔ اس لڑکی کو اب ختم ہوجانا چاہیے جس نے اس کو للکارنے کی ہمت کی ہے۔ ابھی شانتل معافی کی درخواست کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ اجنبی نے پستول نیچے کرلیا۔

''میں نے تمہیں خواہ مخواہ خوفزدہ کردیا۔'' اس نے پستول واپس شانتل کو پکڑاتے ہوئے کہا۔ ''تم ایک اچھی لڑکی ہو۔ تمہارے اندر سے پھوٹتی ہوئی خوشبو نے مجھے تمہارے اندر کا سارا حال بتادیا ہے۔ جاؤ! خوش رہو۔''

''میں آج شام کو تمہارا کام کردوں گی۔'' شانتل نے کچھ ہنستے ہوئے کہا۔ گویا اس نے وہ سچ سنا ہی نہیں جو اجنبی نے اس کے بارے میں کہا تھا۔ ''بہرحال تم وسکوس آئے اور اپنی فطرت کے مطابق تم نے یہ جاننا چاہا کہ فطرتاً تم نیک ہو یا شیطان۔ اس بات سے قطع نظر کہ میرے جذبات تمہارے بارے میں کیا ہیں۔ تم چاہتے تو مجھے قتل کرسکتے تھے، مگر تم ایسا نہ کرسکے۔ جانتے ہو کیوں؟ اس لیے کہ تم اندر سے بزدل ہو۔ تم چاہتے ہو کہ کوئی دوسرا تمہارے مسائل حل کرے۔ تم میں خود اعتمادی نہیں ہے اور وقت پر تم کوئی فیصلہ نہیں کرسکتے۔''

اجنبی نے اپنا ایک فلسفہ بیان کیا۔ ''ایک جرمن فلاسفر نے کہا تھا کہ خدا جہنم کا بھی مالک ہے مگر وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ میں بزدل نہیں ہوں۔ میں کئی بار لوگوں کو جہنم رسید کرچکا ہوں۔ میں نے ہزاروں بہترین ہتھیار دنیا بھر میں تقسیم کیے ہیں اور یہ سب کچھ قانونی طور پر کیا ہے۔ حکومت کی اجازت سے اور ایکسپورٹ کا لائسنس حاصل کرنے کے بعد۔ میں نے تمام ٹیکس بھی ایمان داری سے ادا کیے ہیں۔ میری ایک بیوی اور دو بچیاں ہیں۔ میں نے اپنی کمپنی سے بھی کوئی مال ناجائز طور پر نہیں حاصل کیا اور اپنی رقم سے

دو مختلف حکومتوں کے درمیان گفت وشنید جاری تھی۔ مجھے بس حکم کی تعمیل کرنی تھی۔ جو ہدایات مجھے دی گئی، انہیں مین نے بار بار دہرا کر اچھی طرح یاد کرلیا۔

دن ختم ہونے سے پہلے ہی وہ جگہ دریافت کرلی گئی۔ جہاں انہوں نے یرغمالیوں کو چھپایا ہوا تھا۔ اغوا کنندگان تین اشخاص تھے۔ دو جوان آدمی اور ایک عورت۔ تینوں ناتجربہ کار تھے اور کسی طاقتور سیاسی جماعت کے آلہ کار۔ تینوں کی فی الفور گولیوں سے چھلنی کردیا گیا۔ مگر مرنے سے پہلے وہ میری بیوی اور دونوں بیٹیوں کو بھی ہلاک کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اگر خدا نے ایسے ظالموں کے لیے جہنم بنایا ہے تو انسان کی محبت اس وقت کہاں چلی گئی تھی۔ اس کا مطلب گویا یہ ہوا کہ ہر انسان دوسرے کے رحم وکرم پر ہے۔"

اجنبی ہچکیوں میں ڈوب گیا۔ وہ اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ جب ذرا حالت سنبھلی تو اس نے کہنا شروع کیا۔

"پولیس اور اغوا کنندگان نے جو ہتھیار استعمال کیے تھے۔ وہ میری ہی کمپنی کے تیار کردہ تھے۔ معلوم نہیں ان لوگوں نے یہ ہتھیار کیسے اور کہاں سے حاصل کیے تھے۔ مگر وہ ان کے پاس موجود تھے۔ ہزار احتیاط کے باوجود کہ ہتھیار غلط ہاتھوں میں نہ جائیں۔ میرے بیوی بچے محفوظ نہ رہ سکے۔ مجھے یاد آیا کہ ایک زبردست عالیشان ہوٹل میں ایک دعوت کے دوران مین نے دنیا کی سیاست پر بحث کرتے ہوئے چند کاغذات پر دستخط کردیے تھے۔ نہ جانے کس نازک لمحے میں مجرمین نے یہ دستخط حاصل کرلیے تھے۔"

اجنبی ایک بار پھر خاموش ہوگیا۔ جب اس نے بات دوبارہ شروع کی تو یوں لگا جیسے یہ کوئی دوسرا آدمی ہے۔ "میں ان ہتھیاروں اور گولہ بارود کو اچھی طرح پہچانتا ہوں جن کے ذریعے میرے بچوں کو قتل کیا گیا۔ انہوں نے جسم کے کس حصے پر گولی چلائی، انہوں نے سینے کا نشانہ لیا۔ یہاں گولی ایک سوراخ بنا کر سیدھی اندر چلی جاتی ہے اور یہ تمہاری چھوٹی انگلی کے برابر ہوتی ہے۔ جب یہ پہلی ہڈی پر لگتی ہے تو فوراً چار حصوں میں تقسیم ہوجاتی ہے اور ہر ٹوٹا ہوا حصہ مختلف سمتوں میں اپنا راستہ بنالیتا ہے۔ اور جدھر بھی جاتا ہے، اس حصے بڑی بری طرح مجروح کرتا چلا جاتا ہے۔ کوئی چیز اس کی دست برد سے محفوظ نہیں

رہتی۔ گردے، دل، پھیپھڑے، جگر اور یہ سب کچھ صرف دو سیکنڈ میں ہوجاتا ہے۔ مرنے کے لیے دو سیکنڈ کا وقت کچھ زیادہ نہیں ہے۔ مگر وقت کو اتنے معمولی طریقے سے نہیں ناپا جاسکتا۔ کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو؟''

شائنل نے خاموشی سے گردن ہلادی۔

''میں نے فی الفور اپنی ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور مایوسی کے عالم میں یونہی ملکوں گھومنے لگا۔ میں اس بات کی کھوج میں لگا کہ انسان ایسی برائیوں پر قابو کیسے حاصل کرسکتا ہے۔ لیکن میں یہ گراں قدر تجربہ حاصل نہ کرسکا۔ مجھے خدا کی ستم ظریفی پر ہنسی آ گئی۔ جو راستہ اس نے میرے لیے چنا تھا۔ وہ ایک ایسا راستہ تھا جو نہ شیطان کا راستہ تھا اور نہ انسان کا۔

ترس اور رحم کا جذبہ میرے اندر رفتہ رفتہ دم توڑتا جارہا تھا اور میرا دل مرجھا چکا تھا۔ اب مجھے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں تھی۔ اپنے بال بچوں کو جواب دینے کے لیے میں اس خفیہ جگہ اور وہاں کے حالات کو اپنی گرفت میں لانا چاہتا تھا۔ میں وہ جذبہ اور خواہش اپنے اندر دیکھنا چاہتا تھا جس کے زیر اثر ایک شخص کسی کو اتنی آسانی سے قتل کرسکتا ہے اور کس طرح محبت یا نفرت کا جذبہ شدت اختیار کرتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کسی خاص مقصد کے تحت نہیں تھا۔ بلکہ محض ایک تجربہ کے نقطہ نگاہ سے۔

یہ باتیں تمہیں خوفزدہ کررہی ہوں گی۔ دنیا میں ہزاروں قتل دولت کی خاطر ہوتے ہیں۔ لیکن ان سے مجھے کوئی مطلب نہیں ہے۔ میں صرف اپنے بال بچوں تک محدود ہوں۔ میں جاننے کی کوشش کررہا ہوں کہ ان دہشت گردوں کے ذہن میں کون سا جذبہ پرورش پا رہا تھا۔ میں سمجھ نہیں پارہا ہوں کہ کیا کسی بھی لمحے ان کے دل میں رحم کا جذبہ ابھرا تھا یا کسی وقت انہوں نے سوچا کہ ان بے گناہوں کو رہا کردینا چاہیے۔''

پا رہا نہیں۔

''لیکن ان تجربات کے لیے تمہیں میرا ہی گاؤں کیوں نظر آیا؟'' شائنل نے دہشت زدہ لہجے میں پوچھا۔

''وہ ہتھیار اور اسلحہ جات میری فیکٹری سے کیوں خریدے گئے جب کہ دنیا میں

ہزاروں فیکٹریاں یہ سامان تیار کررہی ہیں! جواب بے حد آسان ہے کہ یہ چیز موقع محل پر منحصر ہے۔ مجھے ایک چھوٹی سی جگہ کی تلاش تھی جہاں ہر شخص ایک دوسرے سے واقف ہو۔ جہاں انعام کا لالچ ہوتا ہے وہاں نیکی اور بدی ایک دوسرے کے ساتھ دست وگریبان ہوجاتے ہیں اور پھر وہی ہوتا ہے جو اس خفیہ پناہ گاہ میں ہوا۔

دہشت گرد اگر چہ دام میں آچکے تھے اور شکست بھی کھا گئے تھے، مگر پھر بھی ایک بے کار کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ یہی حال میرا بھی ہے۔ میں نے اپنی کوششوں کے لیے اس گاؤں کو پسند کرلیا۔ شاید یہاں سے لوگ دولت کی لالچ میں پھنس جائیں یا ممکن ہے کہ وہ اپنے گاؤں کو برائیوں سے بچانے میں کامیاب ہوجائیں۔ دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ یعنی وہ چاہیں تو کسی کو بے رحمی کے ساتھ قتل کردیں یا معاف کردیں۔ بس صرف یہی کچھ دیکھنا میرا مقصد ہے کہ یہاں کے لوگ کون سا راستہ اپناتے ہیں۔

جب میں اور تم پہلی بار ملے تھے تو میں نے ایک شخص کی کہانی سنائی تھی۔ وہ کہانی تمام انسانوں کی ہے۔ اگر رحم کا جذبہ زیادہ طاقتور ہے تو میں یہ تسلیم کرلوں گا کہ قدرت میرے اوپر مہربان نہیں تھی مگر بعض اوقات کسی دوسرے پر عنایت کرسکتی ہے۔ بہرحال اب کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میرے بال بچے واپس نہیں آسکتے لیکن میں ہر حال میں بدی کو اپنے آپ سے دور کرسکتا ہوں، بس یہی میری کوشش ہے۔''

''مگر تم صرف میرے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو اور یہ جاننے پر بضد کیوں ہو کہ میں تمہارا سونا چراتی ہوں یا نہیں؟'' شانتل نے جھلائے ہوئے سوال کیا۔

''کوئی خاص وجہ نہیں۔ بس پہلی نظر تم پر پڑگئی اور میں نے سوچا کہ کیوں نہ تمہی سے کام شروع کیا جائے۔ تم کس طرح ایک دراڑ پیدا کردو اور پھر تمام کام آسان ہوجائے گا۔ شاید ان دہشت گردوں نے بھی یہی کوشش کی ہوگی۔ انہوں نے سوچا ہوگا کہ وہ یہ قتل ایک عظیم مقصد کے لیے کررہے ہیں۔ صرف وقتی خوشی یا دولت کے لیے نہیں۔ اگر تم وہ سلاخ لے لیتی ہو تو تمہیں خود کو اپنے سامنے اور میرے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا کہ تم نے یہ جرم یا یہ حرکت کیوں کی؟ اس سے مجھے یہ اندازہ لگانے میں بھی سہولت ہوجائے گی کہ ان

بدمعاشوں نے میرے پیاروں کو قتل کرنے کے لیے کیا جواز سوچا ہوگا۔ جیسا کہ تم نے اندازہ لگایا ہوگا۔ میں نے یہ تمام عرصہ اس سوچ بچار میں صرف کردیا کہ ایسا کیوں ہوا۔ کیا میں بھی سکون حاصل کرسکوں گا؟ لیکن اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔"

"لیکن اگر میں وہ سونا چوری کرلوں تو اس کے بعد تم مجھے کبھی نہ دیکھ پاؤ گے۔" شانتل نے کہا۔

وہ لوگ یہاں آدھے گھنٹے سے بیٹھ کر باتیں کررہے تھے۔ اس کی بات سن کر اجنبی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ "میں نے ہتھیاروں کی صنعت میں زندگی گزاری ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس میں خفیہ سرگرمی بھی شامل ہے۔"

اجنبی نے شانتل سے فرمائش کی کہ وہ اسے دریا کے کنارے لے چلے کیونکہ وہ ذہنی طور پر بے حد پریشان ہے اور دریا کا راستہ اس کے ذہن سے محو ہو چکا ہے۔ شانتل نے اس کی درخواست پر غور کرنے سے پہلے اپنا پستول نکالا۔ یہ پستول اس نے اپنے ایک دوست سے اس وعدے پر لیا تھا کہ وہ ذرا ذہنی طور پر پریشان ہے اور ذرا پرندوں کا شکار کرکے اپنا دل بہلانا چاہتی ہے۔ اس نے پستول اپنے بیگ میں رکھا اور دونوں پہاڑی پر سے نیچے اترنے لگے۔ دونوں خاموش تھے۔ دریا کے قریب پہنچ کر اجنبی نے اسے خدا حافظ کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تم خواہ مخواہ دیر لگا رہی ہو۔ میں اب زیادہ انتظار نہیں کرسکتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم اندرونی کش مکش میں مبتلا ہو۔ تم ابھی تک میری طرف سے مطمئن نہیں ہو، مگر اب شاید میرے مزاج کا اندازہ ہوگیا ہوگا۔ میں شاید ایسا انسان ہوں کہ جو سوچ لیتا ہوں، وہ کرکے رہتا ہوں۔ مجھے اپنی بات کا جواب صاف لفظوں میں چاہیے۔"

-7-

کانٹے اور چمچے شیشے کے گلاسوں پر ایک ساز کی طرح بج رہے تھے۔ جمعہ کی رات میں بار کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور ان سب کی نگاہیں مس شانتل پرائم پر جمی ہوئی تھی جو سب

لوگوں کو خاموش رہنے کے کہہ رہی تھی۔

گاؤں کی تاریخ میں یہ پہلا واقع تھا کہ بار میں کام کرنے والی ایک حسین وجمیل لڑکی اس انداز میں گاہکوں سے مخاطب تھی۔

''یقیناً کوئی خاص خبر ہے جو وہ ہمیں سنانے والی ہے۔'' ہوٹل کی مالکہ نے سوچا۔ ''اگر ایسی بات نہیں ہے تو میں فوراً اسے کان سے پکڑ کر نکال دوں گی اگر چہ میں نے اس کی دادی سے وعدہ کیا تھا کہ اسے کبھی پریشان نہیں کروں گی۔''

'' مجھے خوشی ہوگی کہ آپ لوگ میری بات ذرا توجہ سے سنیں۔'' شانتل کہہ رہی تھی۔ ''میں ایک کہانی آپ سب لوگوں کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد مزید ایک کہانی۔ جب میں اپنی کہانی ختم کرلوں گی، تب آپ کے سامنے حاضر ہوجاؤں گی اور آپ لوگ فیصلہ کریں گے کہ یہ فضول کہانی تھی یا دلچسپ۔ اور میں نے آپ کی شام برباد کی ہے یا تفریح کا کوئی سامان مہیا کیا ہے۔''

'' پتہ نہیں کیوں، یہ لڑکی خواہ مخواہ خطرہ مول لے رہی ہے۔'' پادری کا خیال تھا کہ۔ بے چاری غربت اور یتیم لڑکی، جس نے ابھی دنیا نہیں دیکھی ہے۔ وہ نہ صرف اپنے لیے بلکہ مالکن کے لیے بھی کوئی مصیبت کھڑی کرنے والی ہے۔''

'' انسان خطا کا پتلا ہے۔ اور ہم سب کبھی نہ کبھی جانے یا انجانے میں کوئی غلطی کرجاتے ہیں اور پھر چند دنوں میں بھول جاتے ہیں۔ ہمارے گاؤں میں صرف پتلی سڑکیں ہیں اور ایک چوراہا ہے۔ ایک گرجا گھر اور چند ٹوٹے پھوٹے مکانات۔'' شانتل کہہ رہی تھی۔

''ایک منٹ ذرا ٹھہر جاؤ۔'' اجنبی نے دخل اندازی کی۔ اس نے اپنی جیب سے ایک کیسٹ ریکارڈر نکالا اور اس کو چالو کرکے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

''دراصل میں وسکوس کے بارے میں ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں، لہٰذا تمام مواد اکٹھا اور محفوظ کرلینا چاہتا ہوں۔ تمہاری یہ تقریر بھی میری تحریر کا ایک حصہ بن جائے گی۔ اگر اجازت ہوتو۔''

شانتل جز بز ہو کر رہ گئی مگر منع کرنے کا موقع نہیں تھا۔ وہ مسلسل اپنے آپ سے لڑ رہی تھی اور اب جب کہ اس نے اپنے خوف پر کسی حد تک قابو پالیا تھا تو وہ نہیں چاہتی تھی کہ درمیان میں کوئی رخنہ پڑ جائے۔

''وسکوس میں تین سڑکیں ہیں، ایک چوراہا جہاں صلیب کا نشان بنا ہوا ہے۔ چند ٹوٹے پھوٹے مکانات اور چند بہترین بھی۔ ایک ہوٹل۔ ایک ڈاک خانہ اور ایک چرچ جس سے ایک قبرستان بھی ملحق ہے۔'' اس دفعہ اس کا بیان ذرا تفصیلی تھا اور اب اس کے لہجے میں اعتماد بھی تھا۔

''جیسا کہ سب کو معلوم ہے، جب سے بڑے سربراہ اہاب نے قوانین لاگو کیے، ہم سب اسی کے نافذ کیے ہوئے قانون پر عمل پیرا ہیں۔ اور اسی لیے یہاں کے مرد اور خواتین خوش گوار زندگی گزار رہے ہیں۔ یہاں آنے والے باہر کے لوگ یہ باتیں نہیں جانتے چنانچہ آج میں وضاحت کر رہی ہوں۔ اہاب کی قلب ماہیت کیسے ہوئی۔ اس نے کسی موقع پر لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ جانتا تھا کہ لوگوں کو یہ باتیں پسند نہیں ہیں۔ وہ لوگ ایمان داری کو کمزوری تسلیم کریں گے اور شک و شبہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ پڑوس کے ایک گاؤں کے کسی کارپینٹر کو کاغذ پر ایک نقشہ بنا کر دیا اور اسے کہا کہ چوبی تختے پر ایسا ہی ایک نقش بنا کر تیار رکھو۔ دن اور رات یہاں کے لوگ اس کاریگر کی محنت سے کام کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ دس دن بعد یہ معما چوراہے کے درمیان میں نصب کر دیا گیا۔ لیکن اس پر ایک نقاب پڑی ہوئی تھی۔ اہاب نے منادی کر دی کہ تمام باشندے اس یادگار کی فتتاحی تقریب میں شرکت کریں۔

بڑے بچے تلے اور سنجیدہ انداز میں اہاب نے نقاب کشائی کی۔

سامنے پھانسی کا تختہ موجود تھا۔ رسی، فرشی دروازہ اور تمام ضروری اشیا سے تیار، موم سے چمکتا ہوا۔ بالکل نیا، جو کہ ایک طویل عرصے تک خراب نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ سب لوگ وہاں موجود ہیں، اہاب نے کئی قوانین پڑھ کر سنائے۔ ان قوانین میں کسانوں کی بھلائی اور یہاں کی خوش حالی کے لیے کئی شقیں موجود تھیں۔ یہ بھی

کہا گیا کہ باہر سے جو بھی تاجر یا سیاح وسکوس میں آئے گا۔ وہ یہاں کی بھلائی کو پیش نظر رکھے گا یا پھر اسے فوراً گاؤں چھوڑنا ہوگا۔ اس دوران اس نے اس یادگار کا کوئی ذکر نہیں کیا جس کا ابھی ابھی افتتاح کیا گیا تھا۔ اہاب دھمکی دینے یا وعدہ لینے کا قائل نہیں تھا۔

جب یہ تقریب اختتام پذیر ہوگئی۔ لوگ کئی حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ اہاب برگذیدہ لوگوں کا نمائندہ ہے اور اسے لوگوں کے نظام اعصاب کو طاقت بخشنے کا کام سونپا گیا ہے۔ مگر یہ انتہائی خطرناک کام ہے اور اس میں اس کی جان بھی جا سکتی ہے۔ آنے والے دنوں میں لوگوں نے طرح طرح کے نتائج اخذ کیے۔ لیکن ایک بات جس کے بارے میں لوگ جاننے کو بے چین تھے۔ وہ یہ تھی کہ پھانسی کا تختہ یہاں کیوں نصب کیا گیا ہے۔ کیا یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جو ان قوانین کی خلاف ورزی کرے گا، اسے یہاں لٹکا دیا جائے گا؟ ہمارے درمیان غدار کون ہے؟ یہ بھی ظاہر ہو جائے گا۔

پھانسی کا پھندا ہر دم سامنے تھا۔ لکڑی کا تختہ تو صحیح سالم تھا لیکن ہر چند ماہ بعد خراب ہو جاتا تھا اور اسے بدلنا پڑتا تھا۔ بہرحال ایسی نوبت کبھی نہیں آئے کہ پھندا استعمال میں لایا جائے اور اہاب نے بھی کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ اس پھندے کو دیکھ کر ہی بڑے بڑوں کے کلیجے شق ہو جاتے تھے۔ دس سال گزر گئے ۔ قانون وسکوس کے لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو گیا۔ اہاب نے اس تختے کو ضائع کروا دیا اور لکڑی کو ایک اور شاندار صلیب بنانے کے لیے استعمال کر لیا گیا۔''

شانتل نے ایک گہری سانس لی ۔ بار میں موجود ہر شخص کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ صرف ایک شخص ایسا تھا جو یہ تقریر سن کر تالیاں بجا رہا تھا، اور یہ وہی اجنبی تھا۔

''بری ہی شاندار کہانی تم نے سنائی ہے۔'' اجنبی نے شانتل کو سراہا۔'' اہاب بلاشبہ ایک بہترین نفسیات داں تھا۔ سماج کی خلاف ورزی کرنے کا حق کسی کو بھی نہیں تھا۔ لیکن ہر شخص کا ایک ضمیر بھی ہوتا ہے۔ سزا کے خوف سے نہیں، بلکہ اسے چاہیے کہ اپنے ضمیر کو مطمئن کرے۔''

''آپ نے درست فرمایا۔ آپ کی درخواست پر میں آج وہ صلیب وہاں سے اٹھوا

رہی ہوں اور اس کی جگہ دوبارہ پھانسی کا تختہ نصب کروا رہی ہوں۔'' شانتل طنزیہ انداز میں اجنبی کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''کارلوس، اس کا نام کارلوس ہے۔۔۔کوئی چلایا۔''اجنبی کہنے کے بجائے اسے اس کے نام سے ہی پکارا جائے تو بہتر ہے۔''

''مجھے اس کا اصل نام معلوم نہیں ہے۔ ہوٹل کے رجسٹر میں اس نے جو کچھ لکھوایا ہے وہ سب جعلی ہے۔ اس نے کریڈیٹ کارڈ کے ذریعہ بھی ادائیگی نہیں کی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائے گا۔''

سب لوگ مڑ مڑ کر اجنبی کو دیکھنے لگے۔ جب کہ وہ خود شانتل کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔

''ہاں، ابھی تک اس نے اپنے بارے میں سچ نہیں اگلا ہے۔ معلوم نہیں وہ کس اسلحہ ساز فیکٹری میں کام کرتا تھا یا نہیں۔ وہ ایک شفیق باپ سے سنگدل تاجر کیسے بن گیا۔ یہ بھی کسی کو نہیں معلوم۔ آپ سب لوگ چونکہ وسکوس جیسے غریب گاؤں کے باشندے ہیں، لہٰذا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ زندگی کس قدر شاہانہ انداز میں گزاری جا سکتی ہے۔''

ہوٹل کی مالکہ خاموشی بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اس لڑکی میں کافی صلاحیتیں موجود ہیں۔ یہ جو کچھ کہہ رہی ہے۔ شاید ٹھیک ہی کہہ رہی ہو۔

شانتل نے اپنی بات جاری رکھی۔'' چار دن قبل اس شخص نے مجھے سونے کی دس سلاخیں دکھائیں۔ یہ اتنا بڑا خزانہ ہے کہ وسکوس کے تمام باشندے تیس سال تک آرام سے کھا پی سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس رقم سے کھیل کا میدان بھی بنایا جا سکتا ہے۔ اس خیال کے ساتھ کہ وہ وقت بھی جلد ہی آئے گا جب بچوں کو یہاں رہنے کی اجازت مل جائے گی۔ اجنبی نے وہ سلاخیں مجھے دکھانے کے بعد دوبارہ جنگل میں کہیں دفن کر دیں۔ مجھے وہ جگہ معلوم نہیں ہے۔''

ایک بار پھر ہر ایک اجنبی کی شکل حیرت سے دیکھنے لگا۔

''یہ سلاخیں وسکوس کی ملکیت ہو سکتی ہیں۔ اگر آئندہ تین دن میں کوئی شخص قتل

ہوجائے۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو اجنبی اپنا سونا لے کر یہاں سے اڑنچھو ہوجائے گا۔ جو کچھ مجھے کہنا تھا اور جو کچھ مجھے معلوم تھا۔ وہ بلاکم و کاست میں نے آپ لوگوں کے گوش گزار کردیا ہے۔ میں نے پھانسی کا تختہ بھی دوبارہ چوراہے پر نصب کروادیا ہے۔ ابھی تک تو یہاں کسی نے جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔ لیکن شاید کسی معصوم اور بے گناہ کو لٹکا دیا جائے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ ایک عظیم قربانی ہوگی، اس گاؤں کے لیے اور یہاں کے باشندوں کی بھلائی کے لیے۔۔۔"

یہ تیسرا اتفاق تھا کہ بار میں موجود لوگوں کی نگاہیں اجنبی کی طرف اُٹھ گئیں۔ اس نے بھی نہ جانے کیا سوچ کر سر ہلادیا۔ اپنا ٹیپ ریکارڈ بند کیا اور مسکراتا ہوا گویا ہوا۔ "لڑکی نے ایک دلچسپ اور پرلطف کہانی سنائی ہے۔"

شانتل نے گویا اپنا فرض ادا کردیا اور استعمال شدہ گلاسوں کی صفائی میں لگ گئی۔ وسکوس میں گویا وقت تھم کر رہ گیا تھا۔ ہر ایک کی زبان خاموش تھی۔

بالآخر میئر نے اس سکوت کو ختم کیا۔ "ہمیں پولیس کو اطلاع کرنی چاہیے۔"

"تو پھر دیر کس بات کی ہے۔" اجنبی تیز آواز میں بولا۔ "میرے پاس اس پوری کاروائی کی ریکارڈنگ موجود ہے اور تبصرہ کے طور پر میرا صرف ایک جملہ شامل ہے کہ لڑکی نے ایک عمدہ کہانی سنائی ہے۔"

"براہ مہربانی اپنے کمرے میں جاکر اپنا سامان باندھ لیں اور فی الفور ہمارے ہوٹل کو خیرباد کہہ دیں۔" ہوٹل کی مالکہ نے حکم صادر کیا۔

"میں نے ایک ہفتے کا کرایہ پیشگی ادا کردیا ہے اور میں اس سے قبل کہیں نہیں جارہا۔ آپ کا جو دل چاہے کریں۔"

کیا اس نے یہ اشارہ کیا ہے کہ یہ اندوہناک حادثہ تمہارے ساتھ بھی پیش آسکتا ہے؟" مالکہ نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"ظاہر ہے، اس کا اشارہ میری ہی طرف تھا۔ لیکن مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اگر تم لوگ مجھے قتل کردو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم لوگوں نے قتلِ عمد کیا ہے اور اس صورت میں

انعام کا حق دار کوئی نہیں ہوسکتا۔''

لوگ ایک ایک کرے روانہ ہوتے چلے گئے۔ آخر میں بس دو ہی افراد رہ گئے۔ ایک شائتل اور دوسرا وہ اجنبی۔

شائتل نے اپنا بیگ اٹھایا، کوٹ زیب تن کیا۔ دروازے کے قریب جا کر وہ مڑی اور اجنبی سے مخاطب ہوئی۔

''تم اپنے اوپر کیے گئے ظلم کا بدلا دوسروں سے کیوں لینا چاہ رہے ہو؟ کیا تمہارا ضمیر مردہ ہوچکا ہے۔ تمہارا قلب و ذہن ذلت کی گہرائی میں ڈوب چکا ہے؟ شیطان یہ دیکھ کر کس قدر خوش ہورہا ہے کہ اس کا چیلا ایک دلچسپ کھیل کھیل رہا ہے۔ ایسا سفاکانہ اور ظالمانہ کھیل جو وہ چاہتا تھا۔''

''میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے میرے کہنے پر عمل کیا اور ایک لاجواب کہانی سنائی۔'' اجنبی دھیرے سے مسکرایا۔

''جنگل میں تم نے مجھے بتایا تھا کہ تمہیں صرف چند سوالات کے جوابات چاہیں۔ مگر تمہارے انداز اور رویے سے ثابت ہوتا ہے کہ تم ایک خاص منصوبے پر عمل پیرا ہو۔ یہ طریقہ کار برائی کے راستہ کی نشان دہی کرتا ہے۔ اگر کوئی قتل نہیں ہوا تو یہ بات نیکی کے کھاتے میں لکھی جائے گی۔ مگر بے فائدہ۔ اور جیسا کہ تم جانتے ہو، صرف تعریف سے پیٹ نہیں بھرا جاسکتا۔ تم اپنے اصل سوال کی طرف سے بھٹک گئے ہو اور تم ناامید یا بددل ہوکر اب یہ بات ثابت کرنے پر تلے ہو کہ برائی کا مادہ ہر شخص میں زیادہ طاقتور ہے۔''

اجنبی کے چہرے پر ایک تغیر آ گیا۔

''تمہارے خیال کے مطابق اگر پوری دنیا شیطان ہے تو یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے۔ وہ اپنی ہی دھن میں مست بولتی چلی گئی۔'' بہتر ہے کہ تم اپنے اہل خانہ کی دردناک موت کو اب بھول جاؤ۔ اگر دنیا میں چند اچھے لوگ موجود ہیں اور یقیناً ہیں، تم اس سے انکار نہیں کرو گے۔ تب تمہاری زندگی خوشگوار ہوسکتی ہے۔ تمہارے لیے ایک خطرناک جال بچھایا گیا ہے، مگر تمہیں اس جال میں پھنسنا نہیں چاہیے۔ یہ حادثہ ایک طرح سے تمہیں

زندگی کی طرف راغب کر رہا ہے۔ تاریک رخ پر ہر دم نظر مت رکھو۔''

''تم مجھے کہاں لے جارہی ہو؟'' اجنبی کی آواز میں ایک کپکپاہٹ تھی، شاید فرط مسرت سے وہ کانپ رہا تھا یا دہشت سے اس پر لرزہ طاری تھا۔ ''گویا اگر اگلے تین دنوں میں کوئی قتل نہیں ہوا تو وہ دس سلاخیں گاؤں والوں کو مل جائیں گی تا کہ وہ یہاں کے باشندوں کی بھلائی پر خرچ کی جاسکیں۔

''اور اس گھٹیا کھیل میں حصہ لینے کی وجہ سے مجھے ایک سلاخ بطور معاوضہ مل جائے گی۔'' شانتل خوش ہوگئی۔

''میں اس قدر احمق نہیں ہوں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ پہلے تم گاؤں سے باہر چلی جاؤ اور تمام دنیا میں ڈھنڈورا پیٹو۔''

''مگر میں نے کسی کو نہیں بتایا ہے۔ اس لیے کہ پھانسی کا پھندا اب گاؤں کے درمیان میں نصب ہے۔ اب کوئی دھوکا بازی نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ میں بھی اب وہاں جا کر یہ تمام باتیں بتادوں تو کوئی یقین نہیں کرے گا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی باہر سے آ کر کہے کہ یہ سب کچھ صرف تمہارا ہے۔ یہاں کے لوگ ایک ایک پینی کے لیے دن رات محنت کرتے ہیں۔ وہ کبھی اس بات پر یقین نہیں کریں گے کہ خدا نے ان کے لیے دولت برسادی ہے۔''

اجنبی نے ایک سگریٹ جلایا اور اسے ختم کرنے کے بعد ٹیبل سے اٹھ گیا۔ شانتل دروازے کے قریب کھڑی ہو کر اس کے جواب کا انتظار کرتی رہی۔

''اگر کسی نے بے ایمانی کی تو مجھے فوراً پتہ چل جائے گا۔'' وہ بولا۔ ''میں نے دنیا دیکھی ہے اور میں مردم شناسی کی صلاحیت رکھتا ہوں۔''

''میں جانتی ہوں کہ تم واقعی ایسے ہی ہو۔'' شانتل نے دروازہ بند کیا اور بڑی سڑک پر روانہ ہوگئی۔ وہ خواہ مخواہ اس بے ہودہ کھیل کا ایک کردار بن گئی تھی۔ وہ اس بات پر شرط بدر رہی تھی کہ لوگ اندر سے بہت اچھے ہوتے ہیں۔ برائی ان کو لبھانے کی کوشش کرتی ہے لیکن وہ اس کے جال میں نہیں پھنستے۔ وہ اپنے اور اجنبی کے درمیان ہونے والی گفتگو کو

طشت ازبام ہرگز نہیں کرے گی کیونکہ وہ خود بھی جواب معلوم کرنے کے لیے بے چین تھی۔
وہ جانتی تھی کہ اگر چہ پردے کے پیچھے تاریکی ہے مگر وسکوس والوں کی آنکھیں اس کو دیکھ رہی ہیں اس کے دل میں جو طوفان مچل رہا تھا۔ اسے دیکھنے والا کوئی نہ تھا۔

-8-

اُس شخص نے اپنے کمرے کی کھڑکی کھولی۔ اس کا خیال تھا کہ سردی کی لہر اس کے گندے خیالات کو شاید چند لمحوں کے لیے زائل کر دے گی۔ مگر ایسا نہ ہوسکا۔ لڑکی کی باتوں نے اس کے اندر چھپے ہوئے شیطان کو کچھ اور بھی زیادہ اجاگر کر دیا تھا۔ نہ جانے کتنے عرصے کے بعد اجنبی نے محسوس کیا تھا کہ اس کے اندر کا شیطان رفتہ رفتہ کمزور ہوتا جا رہا ہے اور اس کے خیالات پاکیزہ ہوتے جا رہے ہیں۔ مگر اب وہ برے برے خیالات دوبارہ سر ابھارنے لگے تھے، اور پہلے سے زیادہ طاقتور ہو کر۔
اس کا مسکن انسانی دماغ کا بایاں گوشہ ہے، اور شعور اور منطق کے درمیان رہتا ہے۔ مگر دکھائی نہیں دیتا۔ اس نے شیطان کی خیالی شکل کو کئی بار تصور میں لانے کی کوشش کی اور پھر ایک آخری نقشہ بنانے میں کامیاب ہوگیا۔ اس کے بڑے بڑے سنہری گھونگھریالے بال ہیں اور اس کے سر پر دو سینگ نکلے ہوئے ہیں۔ وہ ایک نوجوان لڑکا ہے، تقریباً بیس سال کا۔ اس نے کالی تنگ پتلون پہنی ہوئی اور اس پر سبز رنگ کی ایک پھول دار قمیض۔
سب سے پہلے اس نے شیطان کی پکار اپنے اندر اس وقت محسوس کی تھی جب کہ وہ ایک جزیرے میں تھا۔ اپنی ملازمت سے استعفیٰ دینے کے بعد وہ گھومتا پھرتا وہاں چلا گیا تھا۔ وہ ساحل پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ شاید اب اس کی مصیبتیں ختم ہوگئی ہیں۔ اور اس وقت اس کی نگاہیں ڈوبتے سورج پر پڑیں۔ اس کی مایوسی میں اضافہ ہوگیا۔ ایسا ہی خوں آشام سورج اس وقت طلوع ہوا تھا جب اس کے بیوی بچے مار ڈالے گئے تھے۔ وہ سسکیاں بھرنے لگا اور اس پر غشی طاری ہونے لگی۔
اور تب گویا کسی نے اس کے زخموں پر پھاہا رکھ دیا۔ ایک شفیق دوستانہ آواز اس کے

اندر ابھری جو کہہ رہی تھی کہ اپنے آپ کو تنہا مت سمجھو۔ جو کچھ گزر گیا، اس میں کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ تھی۔ یہ بتانا مقصود تھا کہ حادثات آتے رہتے ہیں اور اس کا کوئی ازالہ ممکن نہیں۔

''دنیا میں نیکی اور بھلائی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ قسمت کی دیوی مختلف شکلیں لے کر تمہارے سامنے آتی ہے۔'' وہ نرم اور شیریں آواز کہہ رہی تھی۔ ''جب آدمی اس حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے تو یہ دنیا اسے قدرت کا ایک مذاق نظر آنے لگتی ہے۔''

ایک اور آواز جس نے اپنے آپ کو اس دنیا کی شہزادی کہہ کر متعارف کروایا۔ اس نے بتایا کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ وہ ہر بات سے واقف ہے۔ اور پھر اس نے ساحل پر موجود ایک ایک شخص کا کچا چٹھا کھولنا شروع کر دیا۔ ایک محبت کرنے والا باپ مختلف اشیاء جمع کر رہا ہے اور اپنے بچوں کو سردی سے بچانے کے لیے انہیں گرم کپڑے پہنا رہا ہے۔ دوسرا شخص اپنی سکریٹری کے ساتھ دلچسپ وقت گزارنا چاہتا ہے مگر اپنی بیوی سے خوف زدہ ہے۔ حالانکہ اس کی بیوی خود مختار ہے اور اپنی مرضی سے زندگی گزار رہی ہے، وہ بھی اپنے شوہر سے ڈر رہی ہے۔ بچے سزا کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں۔ وہ لڑکی جو سورج کی روشنی میں ایک بنچ پر بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی، وہ بھی دل ہی دل میں ایک عجیب و غریب کیفیت محسوس کر رہی ہے کہ اس کا مستقبل کیسا ہوگا۔ وہ نوجوان لڑکا جو ٹینس کا ریکٹ لیے بڑے لاابالی پن سے اچھلتا کودتا چلا جا رہا ہے۔ اس خیال سے سہما ہوا ہے کہ کیا وہ اپنے والدین کی امیدوں پر پورا اترے گا۔ ایک ویٹر جو اپنے گاہکوں کو مختلف مشروبات پیش کر رہا ہے۔ اس کے دل میں بھی خوف ہے کہ اگلے لمحے اس کی ملازمت جا سکتی ہے۔ وہ نوجوان لڑکی جو ایک رقاصہ بننے کا خواب دل میں سجائے ہوئے ہے، مگر قانون کا علم حاصل کرنے پر مجبور ہے کہ دنیا والے کیا کہیں گے۔ وہ عمر رسیدہ شخص سگریٹ اور شراب چھوڑ چکا ہے، محض اس ڈر سے کہ کہیں موت نہ آ جائے۔ وہ شادی شدہ جوڑا جو بڑی لگن اور مگن سے ایک دوسرے پر پانی کے چھینٹے اڑا رہا ہے، ان کو اچانک یہ فکر گھیر لیتی ہے کہ عنقریب وہ بوڑھے ہونے والے ہیں اور پھر کسی کام کے قابل نہ رہیں گے۔

وہ غریب آدمی جو خود کچھ نہیں کھاتا ہے لیکن دوسروں کے سامنے بہترین اور مزیدار کھانے پیش کرتا ہے، مسکرا کر دیکھتا ہے اور ان کی خدمت کرتا ہے، لیکن اسے یہ خوف ہے کہ جو تھوڑی بہت رقم اس نے کمائی ہے وہ کوئی اور نہ چھین لے۔ ہوٹل کا مالک اپنے شاندار دفتر میں بیٹھ کر تمام صورت حال کا جائزہ لے رہا ہے اس کی پوری کوشش ہے کہ ہر گاہک پوری طرح مطمئن رہے، مگر قانون کا خوف اسے چین نہیں لینے دیتا کہ اس نے حکومت کے ٹیکس میں خوب ہیرا پھری کی ہے۔

وہاں ہر ایک کے دل میں کوئی نہ کوئی خوف چھپا ہوا تھا۔ کسی کے دل میں تنہائی کا خوف، کسی کو اندھیرے کا خوف اور کسی کے دل میں خدا کا خوف۔ پوری زندگی ہی خوف کی علامت تھی اور گلوئیں ہر وقت لٹکتا رہتا تھا۔ ''ایسی صورت میں ایک ہی چیز تسلی دیتی ہے۔۔۔ شیطان نے وسوسہ ڈالا۔'' وہ سب کے سب دہشت زدہ ہیں، صرف تم ہی اکیلے نہیں ہو۔ فرق صرف یہ ہے کہ تم عملی طور پر ان حالات سے گزر چکے ہو۔ اب تمہارے پاس صرف وہ حقیقت ہے جو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ تمہارے پاس اب کھونے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ جب کہ ساحل پر موجود سب کے سب آنے والے وقت سے خوفزدہ ہیں۔ کچھ لوگ تھوڑا بہت مزہ چکھ چکے ہیں۔ بعض لوگ اپنے آپ کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اکثریت اس بات سے آگاہ ہے کہ آنے والا وقت ان کے لیے کیا کیا سوغات لے کر آنے والا ہے۔''

رفتہ رفتہ شیطان اس کا بے تکلف دوست بنتا گیا۔ اب دو سال ان کی دوستی کو گزر چکے تھے۔ اس نے اپنے اندر محسوس کیا کہ وہ نہ ہی خوش ہے اور نہ غمگین۔ شیطان نے اس کی روح کو اپنی مٹھی میں لے لیا تھا۔ اب اجنبی نے اس بات کی تلاش شروع کر دی کہ جہنم کیا ہے۔ کئی مذاہب میں کسی ایسی جگہ کا ذکر ملتا تھا جو گنہ گاروں کی سزا کے لیے مخصوص ہے، اور جہاں لافانی روح کو لے جایا جائے گا۔ بعض مذاہب والے کہتے تھے کہ اگر ایک بار روح جسم سے جدا ہو جائے تو اس کو ایک آگ کا دریا پار کرنا ہوگا اور پھر وہ ایک ایسے دروازے میں داخل ہو جائے گی جہاں سے واپسی ناممکن ہے۔ جب جسم قبر میں دفن ہو جاتا

ہے تو سزا بھی شروع ہو جاتی ہے اور وہ جہنم زمین کے اندر ہی موجود ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ قبر کا درمیانی حصہ آگ سے بھرا ہوا ہے۔ یہ آگ ان لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے جو گنہ گار ہوں گے۔

سزا اور جزا کے بارے میں سب سے دلچسپ اور سبق آموز بات اس نے ایک عربی کتاب میں پڑھی۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ ایک بار جب روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے تو اس کو ایک بالکل تیز دھار باریک تار پر چل کر پل کے اس پار جانا ہوتا ہے، داہنی جانب جنت ہے اور بائیں جانب جہنم۔ پل پار کرنے سے پہلے ہر شخص کو نیک اعمال کا پلندہ داہنے ہاتھ میں رکھنا ہوگا اور گناہوں کا پلندہ بائیں ہاتھ میں۔ جو حصہ بھاری ہوگا، لازمی طور پر وہ اسی جانب گر پڑے گا۔

عیسائی مذہب اس معاملے میں ایک جگہ کہتا ہے کہ ایک جگہ ایسی ہوگی جہاں لوگ روئیں گے، چیخیں گے اور دانت پیسیں گے۔ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ایک غار ہوگا جس مین محدود تعداد میں روحوں کو رکھا جائے گا۔ جب یہ جہنم بھر جائے گا تو دنیا ختم ہو جائے گی۔ اسلام نے فرمایا کہ جہنم کی آگ اس وقت تک بھڑکتی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ ہندوؤں کے نزدیک جہنم کوئی ابدی عذاب نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وہ آوگوان کے بھی قائل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ روح دوبارہ اس جگہ جاتی ہے جہاں اس نے پہلے جنم میں کوئی گناہ کیا تھا اور اپنے گناہ کا ازالہ کرتی ہے۔

بدھ مذہب والے بھی سزاؤں کو مختلف اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ آٹھ جہنم آگ والے اور آٹھ برف جما دینے والے موجود ہیں جہاں گنہ گار روحیں بھٹکتی رہیں گی۔ انہیں نہ سردی محسوس ہوگی اور نہ گرمی۔ بس بھوک اور پیاس سے تڑپتے رہیں گے۔

''میں بھی اسی عذاب میں مبتلا ہوں۔'' اجنبی بڑبڑایا۔ اسے شانتل کے الفاظ یاد آنے لگے۔ شیطان نے یہ الفاظ سن لیے اور زمین اس کے پیروں سے نکلنے لگی۔ اس کے پاس بچنے کا بس یہی ایک طریقہ تھا کہ وہ اجنبی کے ذہن میں کوئی گوشہ خالی نہ چھوڑے۔

''ٹھیک ہے۔ تو تمہارے دل میں شک بھرا ہوا ہے۔'' شیطان نے کہا۔ ''مگر خوف

اب بھی دل سے گیا نہیں ہے۔ پھانسی کے پھندے والی کہانی اچھی تھی مگر یہ صاف ظاہر کرتی ہے کہ انسان راست باز اور پاک دامن ہے صرف اس وقت تک جب تک کہ اسے سزا اور جہنم کا خوف لاحق ہے۔ مگر درحقیقت انسان اندرونی طور پر بری فطرت کا حامل ہے۔ اور یہ میری عنایت ہے۔"

اجنبی اگرچہ سردی سے کانپ رہا تھا مگر اس نے فیصلہ کیا کہ ابھی کھڑکی کو کچھ دیر اور کھلا چھوڑ دے۔

"میرے خدا! میرے ساتھ جو کچھ ہوا، میں اس کا سزاوار ہرگز نہ تھا۔ میرے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ میں بھی دوسروں کے ساتھ کرسکتا ہوں، اور انصاف کا تقاضا یہی ہے۔"

شیطان پریشان ہو رہا تھا۔ بڑی مشکل سے اس نے اپنے آپ پر قابو پایا اور خاموشی اختیار کی۔ وہ یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ خود بھی خوف میں مبتلا ہے۔ وہ آدمی خدا کی شان میں گستاخی کر مرتکب ہو رہا ہے اور اپنے گندے افعال کو حق ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مگر گذشتہ دو سال میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ اس نے خدا سے شکوہ کیا ہے۔ اور یہ کوئی اچھی علامت نہیں ہے۔

-9-

"یہ نیک ساعت معلوم ہوتی ہے۔" نانبائی کی گاڑی کا ہارن سن کر شانتل ہشاش بشاش ہوگئی۔ وسکوس میں زندگی حسب معمول رواں دواں تھی۔ لوگ بریڈ خرید رہے تھے۔ ہفتہ اور اتوار لوگوں نے سکون سے گزارا۔ لیکن سوموار کا دن ایک خاص خبر لے کر آیا۔ صبح سویرے اجنبی رخصت ہو رہا تھا۔ شام کے وقت شانتل نے اسی شرط کے بارے میں بتایا جو اجنبی اور اس کے بیچ بدلی گئی تھی۔ اس نے گاؤں والوں کو خوش خبری سنائی کہ ہم جنگ جیت چکے ہیں اور اب وہ تمام سلاخیں ہماری ہیں۔

وہ سینٹ ساوِن کی طرح بزرگ کبھی نہیں ہوسکتی تھی، لیکن آنے والی کئی نسلوں میں یاد رکھی جائے گی ایک ایسی برگزیدہ ہستی کے طور پر جس نے شیطان کے عذاب سے گاؤں کو

بچالیا۔ ممکن ہے وہ ایک بلند مرتبہ اختیار کرلے کہ اس حسین خاتون نے گاؤں والوں کا مستقبل محفوظ کر دیا۔ وہ عظیم عورت یقیناً لائق تعظیم ہے جس نے اپنے فرائض سے غفلت نہیں برتی۔ اس کے خیالات شروع سے پاک وصاف اور انتہائی بلند تھے اور ایسے ہی لوگ تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں۔ خدا ترس لوگ اس کے لیے موم بتیاں روشن کیا کریں گے اور یہ دن ایک یادگار کے طور پر ہر سال منایا جائے گا۔

وہ اپنے اس کارنامے پر خوشی سے پھولی نہ سما رہی تھی۔ اس نے جو اپنے لیے ایک الگ سلاخ حاصل کی تھی، اس کا کہیں ذکر نہ تھا اور وہ سخت تذبذب میں مبتلا تھی کہ وہ اس کو کس طرح استعمال میں لائے۔ گاؤں والے پوچھیں گے تو وہ کیا جواب دے گی؟ یا پھر وہ یہ راز ظاہر کر دے اور اسے بھی دوسری سلاخوں کے ساتھ عوام کے فائدے کے لیے استعمال کرلیا جائے۔

اس کا اپنا نظریہ یہ تھا کہ اس طرح وہ اجنبی کے لیے ثواب کا کام کرے گی۔ اور یہ بات اس کے نیک اعمال میں لکھی جائے گی۔ بہرحال ابھی اسے مزید دو دن کی مہلت حاصل تھی اس راز کو افشا کرنے میں۔

وسکوس کے باشندے کوئی الگ مخلوق نہیں تھے۔ آس پاس کے گاؤں میں رہنے والوں کی طرح وہ بھی عام سے انسان تھے، نہ بہت اچھے اور نہ برے۔ مگر پھر بھی کسی کو قتل کرنا ان کے نزدیک گناہ تصور کیا جاتا تھا۔ یہ بات تو طے تھی۔ اب جب کہ یہ کہانی عام ہوگئی تھی، کوئی بھی تنہا کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا تھا۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ انعام کی رقم تمام لوگوں میں برابر برابر تقسیم ہوئی تھی۔ دوسری بات یہ کہ ہر ایک کو آپس میں تعاون کرنا تھا اور اس بات کا فیصلہ کرنا تھا کہ شکار کون ہوگا۔ ممکن ہے لوگ اس کو اس نیک کام کے لیے منتخب کرلیں۔ لیکن یہ بھی مشکل مرحلہ تھا کیونکہ خطرہ تھا کہ ہر شخص کو جیل کی ہوا کھانی پڑے گی۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ امیر ہونے کا خیال دل سے نکال دیا جائے اور اسی غربت کے عالم میں پرسکون زندگی گزاری جائے۔

شانتل نیچے اتر گئی۔ اسے یاد آیا کہ عنقریب نئے میئر کا انتخاب عمل میں آئے گا اور

اسے پورے گاؤں کو نئے سرے سے ٹھیک ٹھاک کرنا ہے۔ جب کہ گاؤں کے نشیبی علاقے میں بچوں کے لیے ایک کھیل کا میدان بنانے کا دیرینہ مطالبہ بھی موجود ہے۔ ایسی ہلچل مچی ہوئی تھی کہ میدان کا خاکہ بھی تیار نہ ہوسکا۔ بعض لوگوں کی دلیل یہ تھی کہ جب گاؤں میں بچے ہیں نہیں ہیں تو ان کے لیے میدان کا مطالبہ چہ معنی دارد؟ دوسری طرف والے یہ کہتے تھے کہ میدان بنے گا تو والدین اپنے بچوں کو چھٹی والے دن یہاں لے آیا کریں گے اور دیکھیں کہ یہاں کے حالات تبدیل ہوتے جارہے ہیں۔ وسکوس میں مختلف معاملات پر بحث مباحثے چلتے رہتے تھے، مثلاً بریڈ کا معاملہ کہ اس کے معیار کو مزید بہتر بنایا جائے۔ شکاریوں کے لیے قوانین اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے قانون میں مزید سختی۔ آوارہ بھیڑیوں کی آمد۔ برتا کا عجیب وغریب برتاؤ۔ اور مس شانتل پرائم کی ہوٹل میں آنے والے مہمانوں کے ساتھ خفیہ ملاقاتیں۔ اگرچہ کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے براہ راست ٹوک سکے۔

اب وہ کچھ خیالی پلاؤ پکانے لگی تھی۔ گاؤں کی ایک نامور شخصیت کے طور پر اس کا رتبہ بلند ہوگیا تھا۔ اس سے قبل تو وہ معمولی سی یتیم لڑکی تھی جس سے کوئی شادی کرنے کو تیار نہ تھا۔ مگر ان دو دنوں میں اب اس کی وقعت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ لوگ اس کے قدموں کو چوم لینے کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اس کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔ لوگوں نے زور دینا شروع کردیا کہ میئر کے آئندہ انتخاب میں وہ ضرور حصہ لے۔ اب اسے ایک باعزت مقام حاصل ہوگیا تھا اور اس نے فیصلہ کرلیا تھا کہ اپنی آئندہ زندگی کو شان وشوکت سے گزارے گی۔

گاڑی کے گرد لوگ جمع ہوکر بریڈ خرید رہے تھے۔ ہر شخص بڑی عزت اور احترام سے شانتل کی طرف دیکھ رہا تھا مگر کسی نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

''یہاں اس قدر خاموشی کیوں ہے؟ بریڈ بیچنے والے لڑکے نے پوچھا۔'' کیا کوئی مر گیا ہے؟''

''نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔'' کارخانے کے مالک نے جواب دیا۔'' شاید کوئی

بیمار ہے اور اس لیے سب لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں۔"

شائنل کی بھی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔

"اپنی اپنی بریڈ خریدو اور اپنا اپنا کام کرو۔" کسی نے درشت لہجے میں کہا۔

شائنل نے بھی جلدی سے بریڈ خریدی۔ نانبائی کے لڑکے نے شانے اچکا دیے گویا وہ کچھ نہیں سمجھ پا رہا ہے۔ سب کو خدا حافظ کہہ کر نانبائی نے اپنی گاڑی آگے بڑھا دی۔

"اب تم لوگ مجھے بتاؤ کہ گاؤں میں کیا خبریں یا افواہیں گردش کر رہی ہیں؟ شائنل نے پوچھا اور چند ایک سہمے ہوئے لہجے میں بولنے لگے۔

"تمہیں معلوم ہے کہ یہاں لوگ کیوں پریشان ہیں؟" لوہار نے کہا۔

"رقم حاصل کرنے کے لیے تم یہاں کس کو قتل کروانا چاہتی ہو۔"

"نہیں، یہ محض الزام ہے۔ میں ایسا کچھ نہیں چاہتی ہوں۔ میں نے تو صرف یہ کہا کہ وہ اجنبی ایسا چاہتا ہے۔ لگتا ہے، تم سب لوگ پاگل ہو گئے ہو۔"

"پاگل تو تم ہو۔ تمہیں اس بدمعاش آدمی کا ترجمان نہیں بننا چاہیے تھا۔ اب تم ہی بتاؤ اس سے بچنے کا راستہ کیسے نکالا جائے۔ کیا تم اس گاؤں کو جہنم بنانا چاہتی ہو؟ کیا تمہارا ذہنی توازن اپنی جگہ پر قائم ہے؟"

شائنل خوف کے مارے کانپنے لگی۔

"کیا تم نے اس شرط کو سنجیدگی سے مان لیا ہے؟" کسی نے پوچھا۔

"ارے بھائی! تم لوگ اس لڑکی کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟" لینڈ لیڈی اس کی حمایت پر اتر آئی۔ "اپنے اپنے گھر جا کر آرام سے ناشتہ کرو۔"

لوگ منتشر ہو گئے۔ شائنل اب تک لرز رہی تھی۔ وہ لوگ جو آج تک کسی بات پر متفق نہ ہو سکے تھے، آج متحد نظر آرہے تھے اور شائنل کو مجرم سمجھ رہے تھے، اجنبی اور شرط والے معاملے کو بھول کر شائنل پر ہی تمام ذمہ داری ڈال رہے تھے۔ اسی کو جرم کا محرک سمجھ رہے تھے۔ آج دنیا ادھر کی ادھر ہو گئی تھی۔

شائنل نے بریڈ اپنے گھر کے دروازے پر رکھی اور خود پہاڑی کی طرف چل پڑی۔

اسے بھوک پیاس کچھ نہیں لگی تھی۔ بس ایک بات کی فکر تھی۔

نانبائی کے لڑکے کو کسی نے کچھ نہیں بتایا تھا۔

اس قسم کی باتیں تو عام طور پر ہوتی ہی رہتی ہیں، خواہ بطور طنز یا بطور مزاح، مگر وین والے نے لوگوں کے تبصرے سن کر کوئی رائے نہیں ظاہر کی تھی، یہ محض اتفاق تھا کہ اس دن گاؤں کے تقریباً سب ہی لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے تھے اور گزشتہ رات کی بات پر کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی، جب کہ سب ہی ہر بات سے پوری طرح واقف تھے۔ غیر ارادی طور پر سب نے طے کر لیا تھا کہ وہ خاموش رہیں گے۔

برٹا نے اسے آواز دی۔ وہ اپنی جگہ پر کھڑی گاؤں کا جائزہ لے رہی تھی، بلا کسی وجہ کے، خطرہ اپنی جگہ موجود تھا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گیا تھا۔ ''مجھے تم سے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود سوچ سمجھ سکتی ہوں۔'' شانتل بولی۔

''کوئی بات نہیں۔ ذرا میرے قریب بیٹھ جاؤ۔''

گاؤں میں برٹا ہی ایک ایسی عورت تھی جو اس کے ساتھ بڑی بڑی نرمی اور شفقت سے بات کرتی تھی، شانتل نے باہیں اس کے گلے میں ڈال دیں۔ چند لمحے دونوں اسی طرح بیٹھی رہیں۔ اور پھر برٹا نے کہا۔ ''اب جنگل کو بھول جاؤ اور اپنا ذہن صاف کر لو۔ لوگوں کا کیا ہے، انہیں تو کسی نہ کسی کے خلاف باتیں کرنی ہی ہیں۔''

''اس کا مطلب ہے کہ اجنبی بے گناہ ہے؟''

''اصل معاملہ صرف میں اور تم جانتے ہیں۔ باقی لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے، تم نے چونکہ یہ بات انہیں پہلے نہیں بتائی تھی، لہٰذا وہ تم پر اعتماد نہیں کرتے۔''

''میں نے کوئی دھوکا نہیں کیا۔ انہیں یقین کیوں نہیں آتا؟'' شانتل رو پڑی۔

''تم خود اس کی وجوہات پر غور کرو۔''

شانتل نے یہی نتیجہ نکالا کہ انہیں الزام لگانے کے لیے ایک عدد شکار کی ضرورت تھی۔ ''معلوم نہیں یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔'' برٹا کہنے لگی۔ ''وسکوس میں اچھے اور شریف لوگ رہتے ہیں۔ بس ان کے اندر ایک خرابی ہے وہ یہ کہ ذرا بزدل ہیں۔ میرے

خیال میں چند روز کے لیے تمہیں باہر نکل جانا چاہیے۔''

شاید وہ مذاق کر رہی تھی۔ اجنبی کی شرط کو کسی نے سنجیدگی سے نہیں لیا تھا۔ اور پھر اس کے پاس رقم بھی نہیں تھی۔ مگر سونے کی ایک سلاخ تو اب اس کی ہو چکی تھی۔ وہ دنیا میں جہاں چاہے جا سکتی تھی، مگر اس نے اس خیال کو دل سے نکال دیا۔

اور پھر ان دونوں نے بڑی حیرت اور تعجب سے دیکھا کہ اجنبی دوسری پہاڑی کی طرف جا رہا ہے۔ برٹا کی نگاہیں اس کا تعاقب کر رہی تھیں، جب کہ شانتل کو یہ پریشانی لاحق ہو گئی کہ اگر گاؤں میں یہ بات پھیل گئی تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ دونوں کے درمیان خفیہ طور پر بات چیت ہوتی رہتی ہے۔

''وہ بڑی جلدی میں ہے۔'' برٹا نے کہا۔ ''شاید وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہے۔''

''شاید وہ جان گیا ہے کہ اس کا گندا کھیل اب ختم ہونے کو ہے۔''

''نہیں، یہ بات کچھ اور زیادہ خطرناک لگتی ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ کیا بات ہو سکتی ہے۔''

شانتل کانپ کر رہ گئی۔ برٹا نے ایک بار پھر اسے سینے سے لگا لیا۔ گویا کہ وہ اس کی بیٹی ہے۔ جب کہ اس کی کوئی بیٹی نہیں تھی۔

''اہاب نے ایک کہانی سنائی تھی جو کہ آسمان اور جہنم کے بارے میں تھی۔ یہ جہنم وراثت میں بھی چلتا ہے۔ مگر اب یہ بات لوگوں کو یاد نہیں۔ ایک بار ایک آدمی اپنے گھوڑے اور کتے کے ساتھ کہیں سفر پر جا رہا تھا۔ جیسے ہی وہ لوگ ایک بہت بڑے درخت کے پاس پہنچے، ان پر بجلی گر پڑی اور تینوں چل بسے۔ مگر اس آدمی کو پتہ بھی نہیں چلا کہ وہ مر چکا ہے۔ اس نے اپنا سفر جاری رکھا اور اس کے دونوں ساتھی بھی اس کے ہمراہ تھے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو مرنے میں ذرا دیر لگتی ہے۔'' شانتل نے کہانی بیان کی۔

برٹا اپنے شوہر کے بارے میں سوچنے لگی جو مسلسل کہہ رہا تھا کہ شانتل سے دور رہو کیونکہ اس کے پاس کہنے کو ایک خاص بات ہے۔ اس موقع پر اسے بتایا گیا کہ وہ تو مر چکا ہے۔ اور تب اس کی دخل اندازی بند ہوئی۔ اہاب کی کہانی کو اس نے وہاں سے شروع کیا

جہاں شانتل نے ختم کیا تھا۔

''بڑی لمبی چہل قدمی تھی۔ سورج سوا نیزے پر اتر آیا تھا۔ وہ آدمی، گھوڑا اور کتا، سخت پیاس محسوس کرر ہے تھے۔ اچانک ایک موڑ آیا اور ان سب نے دیکھا کہ سامنے سنگ مرمر کا ایک شاندار دروازہ ہے۔ آگے ایک چوراہا تھا جس کے درمیان ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ پانی بالکل شفاف اور آئینے کی طرح چمک رہا تھا۔

وہ آدمی گارڈ کے پاس گیا اور پوچھا۔ ''یہ کون سی جگہ ہے؟''

محافظ نے بتایا۔ ''یہ بہشت ہے۔''

''یہ تو بڑی اچھی جگہ ہے۔ مجھے سخت پیاس لگ رہی ہے۔''

''خوش آمدید۔'' محافظ نے خوش اخلاقی سے کہا۔ ''یہ سارا پانی تمہارے لیے ہے۔ جتنا چاہو پی سکتے ہو۔''

''میرا گھوڑا اور کتا بھی پیاسے ہیں۔''

''نہیں۔ صرف تم پی سکتے ہو۔ جانوروں کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہے۔''

وہ آدمی سخت مایوس ہوا۔ اگر چہ وہ بہت پیاسا تھا مگر اس کا دل یہ پانی پینے کو تیار نہیں ہوا۔ اس نے محافظ کا شکریہ ادا کیا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی سی اور چڑھائی چڑھنے میں ان کی ہمت جواب دے گئی، لیکن پھر بھی چلتے رہے اور ایک ایسے تالاب کے پاس پہنچے جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا۔

''ہم لوگ بے حد پیاسے ہیں۔ کیا یہاں سے پانی پی لیں۔'' مسافر نے محافظ سے پوچھا۔

''ضرور ضرور، یہ سب پانی تمہارے لیے ہے، جتنا جی چاہے پی لو۔'' محافظ نے بڑی خوش اخلاقی سے جواب دیا۔

مسافر، اس کے گھوڑے اور کتے نے دل کھول کر پانی پیا، اور پھر اس نے پوچھا۔ ''یہ کون سی جگہ ہے؟''

''جنت۔''

''مگر دوسری طرف والے محافظ نے بتایا کہ وہ جنت ہے؟''

''وہ جہنم تھا۔''

مسافر پریشان ہوگیا۔'' تم ان لوگوں کو بدنام کرر ہے ہو۔ یاد رکھو جھوٹ بھولنا بہت بڑا گناہ ہے۔'' اتنا کہہ کر مسافر واپس آ گیا۔

برٹا نے شانٹل کے بالوں میں کنگھی کی۔ اس نے محسوس کیا کہ لڑکی کے دماغ میں اچھائی اور برائی کے درمیان جنگ جاری ہے۔ چنانچہ برٹا نے اس کو مشورہ دیا کہ وہ جنگل میں جا کر قدرت کی رائے معلوم کرے اور پوچھے کہ اسے دل بہلانے کے لیے کہاں جانا چاہیے۔ یہ مشورہ میں اس لیے دے رہی ہوں کہ شاید ہماری پہاڑی والی بہشت جلد ہی صحرا میں تبدیل ہونے والی ہے۔''

''برٹا! یہ شاید تمہاری غلط فہمی ہے۔ تمہارا تعلق گزری ہوئی نسل سے ہے اور میری رگوں میں وہ جواں خون دوڑ رہا ہے۔ یہاں کے لوگوں کا ایک مقام ہے اور وہ عام طور پر ایک دوسرے کا اعتبار کرتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔ ہوسکتا ہے میں غلطی پر ہوں۔ بہرحال تم جا کر ذرا فطرت کا نظارہ بھی کرلو۔ تازہ ہوا کھانے کے بعد شاید تم کچھ بہتر سوچ سکو۔''

-10-

اگر چہ وسکوس کی آبادی محض دوسو اکیاسی افراد پر مشتمل تھی، ان میں شانٹل سب سے کم عمر اور برٹا سب سے بڑی تھی۔ یہ گاؤں چھ افراد کی ایک کمیٹی کے ذریعہ سنبھالا جارہا تھا۔ ہوٹل کی مالکہ سیاحوں کی دیکھ بھال کی ذمہ دار تھی۔ پادری مذہبی معاملات چلا رہا تھا۔ میئر شکار کے قوانین اور ان پر عمل درآمد کو دیکھ رہا تھا۔ کارخانے دار کا کام یہ تھا کہ وہ آوارہ جانوروں کو گاؤں سے دور رکھے۔ گاؤں میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے دو زمینداروں کو ذمہ داری سونپ دی گئی تھی۔

باقی لوگوں کو گاؤں کے معاملات سے کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ بس اپنی بھیڑیں پالتے، اناج اگاتے اور اپنی فیملی کا خیال رکھتے۔ کبھی کبھی ہوٹل میں جا کر غم غلط کرتے اور کبھی گرجا

کی عبادت میں شامل ہوجاتے۔ قانون کی پابندی کرنے اور اپنی ٹوٹی پھوٹی چیزوں کو مرمت کے لیے لوہار کے کارکانے میں لے جاتے۔

زمیندار بار میں کبھی نہیں گیا۔ شانتل اور اجنبی کی کہانی اس نے اپنی ایک ملازمہ کے ذریعہ سنی تھی۔ اس کے خیال میں مس شانتل کی یہ کہانی سیاحوں کو بددل کرسکتی تھی۔ لہٰذا اس نے ایک میٹنگ بلانے کا فیصلہ کیا۔ ممبران چرچ میں جمع ہوئے۔

''سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہمیں پولیس کی مدد لینی چاہیے۔'' زمیندار نے کہا۔ ''یہ صرف سونے کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ اس نے میری خادمہ کی عزت پر بھی حملہ کرنے کی کوشش کی۔''

''آپ وہاں موجود نہیں تھے لہٰذا آپ کو بہت سی باتوں کا علم نہیں ہے۔'' میئر نے اسے سمجھانا چاہا۔ ''یہاں بھی بات سونے کی نہیں ہورہی ہے۔ شانتل کبھی بھی اپنی عزت پر آنچ نہ آنے دے گی جب تک کہ کوئی ثبوت نہ ہو۔ ہم پولیس کی مدد لے سکتے ہیں۔ اجنبی نے گناہ بے شک کیا ہوگا۔ مگر وہ اپنے گندے خیالات لے کر ہی اس گاؤں میں آیا تھا۔''

''احمقانہ باتیں مت کرو۔'' میئر کی بیوی چلائی۔ ''اگر وہ ایسا کرتا تو ذرا محتاط رہ کر کرتا۔''

''مگر یہ سب باتیں ایک دوسرے سے تعلق رکھتی ہیں۔ لہٰذا پولیس کو بلانا لازمی ہے۔''

سب کے سب اس فیصلے پر متفق ہوگئے۔ پادری نے حاضرین کی تواضع کی۔ اب یہ بات زیر بحث آ گئی کہ پولیس کو بیان دیا جائے۔ ان کے پاس اجنبی کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا۔ زیادہ سے زیادہ قتل کے لیے اکسانے پر شانتل کو گرفتار کیا جاسکتا تھا۔

''سب سے بڑا ثبوت وہ سونے کی سلاخیں ہیں۔ ان کے بغیر ہم ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔''

''یقیناً۔ مگر وہ سلاخیں کہاں ہیں؟ صرف ایک شخص نے انہیں دیکھا ہے مگر اب اسے بھی نہیں معلوم کہ انہیں کہاں چھپایا گیا ہے۔''

پادری نے مشورہ دیا کہ ہم دو تین تفتیشی ٹیم بنائیں۔ زمین کی مالکہ نے خیال ظاہر کیا کہ یہ قبرستان میں کہیں دفن ہوں گی۔ چند ایک کی رائے میں وہ جگہ دوسری طرف پہاڑیوں کے دامن میں ہوسکتی ہے۔

''اس طرح تو ہم کئی آدمی کے ساتھ کئی سال تک ڈھونڈتے رہیں گے۔''

''میں آپ سے قبرستان کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔'' زمیندار نے کہا۔ ''میں قبرستان کے لیے الگ ایک بہت بڑی زمین دے سکتا ہوں۔ موجودہ قبرستان ایک ایسی زمین پر ہے جہاں کی زمین بہت اچھی ہے اور آس پاس کے مناظر بھی شاندار ہیں۔ ہم یہ زمین فروخت کر کے اچھی خاصی آمدنی حاصل کر سکتے ہیں۔''

''مگر کوئی بھی شخص وہ زمین رہائش کے لیے خریدنا نہیں چاہے گا جہاں مردے رہا کرتے تھے۔'' پادری نے کہا۔

'' کچھ بھی ہو۔ وسکوس کے لوگ تو سب جانتے ہیں۔ وہ کسی قیمت پر وہاں پلاٹ نہیں خریدیں گے۔''

''ٹھیک ہے۔ یہاں والے نہ خریدیں۔ مگر امیر لوگ جو باہر کے ملکوں میں رہتے ہیں اور سیاح وغیرہ چاہیں گے کہ یہاں ان کا کوئی کاٹیج وغیرہ ہو جہاں وہ گرمیوں میں آ کر رہائش پذیر ہوں۔ بس ہمیں وسکوس والوں کو یہ بتانا ہوگا کہ وہ اس بارے میں خاموش رہیں۔ اس طرح کافی رقم اکھٹی ہو سکتی ہے۔''

''آپ کا مشورہ بالکل درست ہے۔ ہم گاؤں والوں سے کہیں گے کہ وہ اپنا منہ بند رکھیں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔''

ایک گہری خاموشی طاری ہوگئی۔ پادری نے کانسی کے ایک بت پر پالش کرنا شروع کر دیا۔ زمیندار نے دوسرا گلاس بھرلیا اور کارخانے کے مالک نے اپنے جوتے کے فیتے کسنے شروع کر دیے۔ اور میئر بار بار گھڑی دیکھنے لگا۔ گویا اسے کسی اور جگہ جانا ہے۔

ہر شخص اپنے فرض سے آگاہ تھا کہ اسے کسی کو کچھ نہیں بتانا ہے کیونکہ زمین بیچ کر جو رقم حاصل ہوگی وہ گاؤں اور گاؤں والوں کی بہبود پر خرچ ہوگی۔

'' بہرحال اس تجویز پر عمل درآمد کا کیا طریقہ تم نے سوچا ہے؟'' پادری نے ایک طویل خاموشی کے بعد پوچھا۔

سب لوگوں کا رخ زمیندار کی طرف ہوگیا۔

'' یہاں کے لوگ بے حد شفیق اور دوست دار لوگ ہیں۔'' ہوٹل کی مالکہ نے فرمایا۔ ''مثال کے طور پر جب بیکری والے کے ڈرائیور نے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے تو کسی نے زبان نہیں کھولی۔ میری رائے میں ہم ان پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔''

ایک بار پھر خاموش چھا گئی۔ بالآخر لوہے کے تاجر نے کہا۔ ''اس مسئلے کا تعلق صرف گاؤں والوں کے شعور سے نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ غیر اخلاقی اور ناجائز حرکت کہی جائے گی۔''

''کیا؟ کیا کہا تم نے؟'' سب لوگ اچانک چونک اٹھے۔

''کیا ہم یہ کھوکھلی زمین فروخت کریں گے؟''

لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ زمین فروخت کرنے کا معاملہ جب طے پا گیا تو اب اس کے اخلاقی یا غیر اخلاقی حیثیت کا معاملہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''ہمارے پیارے وسکوس کا ناجائز انتقال جائیداد نہیں ہوسکتا۔'' میئر کی بیوی پھٹ پڑی۔ ''آپ سب جانتے ہیں کہ ہم وہ آخری نسل ہیں جو یہاں موجود ہیں۔ اہاب اور کلٹس بہت جلد واپس آئیں گے، اور اس وقت ہم لوگ گاؤں چھوڑ چکے ہوں گے۔''

''آپ کی بات ایک حد تک درست ہے۔'' لوہے کے تاجر نے کہا۔

''یہ زندگی جو ہم گزار رہے ہیں، اس کا بھی کوئی جواز نہیں ہے۔ جب وسکوس بالآخر تباہ و برباد ہوجائے گا۔ یہ میدان کس مقصد کے نہیں رہیں گے۔ اور تب بڑی بڑی اور بھاری مشینیں یہاں آ کر بڑی بڑی بہترین سڑکیں بنائیں گی۔ یہ مکان اور گودام منہدم کردی جائیں گی اور ان کی جگہ بڑی بڑی شاندار عمارتیں تعمیر کی جائیں گی۔ زراعت بھی مشینوں کے ذریعہ انجام پائیں گی۔ لوگ دل لگا کر جان فشانی سے کام کریں گے۔ ہم کتنے بدقسمت ہیں کہ ہم نے اپنے بچوں کو دوسری جگہ بھیج دیا ہے۔ کیا ہم انہیں اپنی زیرِ نگرانی رکھنے کے قابل نہ تھے۔''

''بہر حال اب ہمیں اس گاؤں کو بچانا ہے۔'' زمیندار کہنے لگا۔

شاید قبرستان بیچ کر وہی سب سے زیادہ فائدے میں رہتا۔ انتقال جائیداد کے ذریعے وہ ہر چیز خرید سکتا تھا اور پھر صنعتی اداروں کو فروخت کرسکتا تھا۔

''آپ کیا سوچ رہے ہیں فادر؟'' زمیندارنی نے پوچھا۔

''میں تو صرف مذہبی نقطہ نظر سے سوچ رہا ہوں کہ کسی فرد کی قربانی پوری انسانیت کو بچاسکتی ہے۔''

تیسری بار سکوت چھا گیا۔

''ہفتے کی عبادت کے لیے مجھے تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔'' پادری نے فرمایا۔

''بہتر ہے کہ ہم شام کو ایک اور ملاقات کر لیں۔''

سب نے ہامی بھر لی۔

-11-

شانتل بلا جھجک y کی شکل والی چٹان کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ سونے کی سلاخ اگر مل گئی تو وہ اسے کیسے استعمال کرے گی۔ اسی نے سوچ لیا۔ وہ سیدھی گھر جائے گی۔ اپنی جمع شدہ رقم اور کچھ ضروری سامان اکٹھا کرے گی، گاڑی سے باہر جانے والی سڑک پر جا کر کھڑی ہو جائے گی اور کسی سے لفٹ لے کر شہر کی طرف نکل جائے گی۔ اب کوئی شرط وغیرہ نہیں لگائے گی۔ گاؤں کے لوگوں نے ایک اچھا موقع ہاتھ سے کھو دیا۔ سوٹ کیس اپنے ساتھ نہیں لے جائے گی ورنہ لوگ فوراً سمجھ جائیں گے کہ وہ گاؤں چھوڑ کر جا رہی ہے۔ وہ گاؤں جس کا نام وسکوس ہے، جس کے ساتھ کئی ناقابل یقین کہانیاں وابستہ ہیں۔ جہاں کے لوگ بڑے بزدل اور فوری فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ جہاں بار میں لوگ فضول بحث مباحثے میں الجھے رہتے ہیں اور جہاں کے چرچ میں وہ کبھی نہیں گئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بسوں کے اڈے پر پولیس اس کا انتظار کر رہی ہو۔ شاید چوری کے الزام میں گرفتار کرنے کے لیے۔ مگر اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ کوئی خطرہ نہیں مول لے گی۔

بغض و عناد کا جذبہ آدھ گھنٹہ قبل ہی دم توڑ چکا تھا اور اب انتقام کا جذبہ سر اٹھا رہا تھا۔ وہ پہلی لڑکی تھی جس نے لوگوں کو احمقانہ خیالات سے جان چھڑانے کی ترغیب دی تھی۔ وہ لوگ تو دولت کی لالچ میں قتل کرنے کو بھی تیار تھے، مگر یہ صرف ایک خواب تھا۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ بزدل تھے۔

اگلے تین ماہ تک گپ شپ کا یہی موضوع گردش کرتا رہا کہ گاؤں کے مردوں اور عورتوں کی ایمان داری کا معیار کیا ہے۔ شکار کا موسم ختم ہو رہا تھا۔ اس کے بعد نہ جانے کون سا موضوع سر اٹھائے گا۔ یقیناً اب شانتل ہی نشانہ ہو گی۔ جس کا کوئی پتہ نہ تھا اور جو شاید سونے کی سلاخیں لے کر غائب ہو گئی تھی۔

اب لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہوں گے۔

شانتل خوش تھی کہ یہی اس کا انتقام تھا۔ اب وہ کبھی ان لوگوں کی مشکلیں نہیں دیکھے گی۔ ان کے اندر یہ ہمت کبھی پیدا نہ ہوسکے گی کہ وہ کسی کا قتل کرسکیں اور بزدلی کا الزام شانتل پر عائد کردیں گے۔

''میں ایک جیکٹ پہن لوں گی اور اس کے نیچے موٹی شرٹ۔ سونے کی سلاخ بہ آسانی چھپ جائے گی۔'' اور اب وہ y کی انداز والی جگہ پر کھڑی تھی۔ وہ چھڑی وہیں آس پاس موجود تھی جس سے دو دن قبل اس نے گڑھا کھود کر سلاخ کو دیکھا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اس کے ضمیر نے سرزنش کی کہ وہ اب ایمان دار لڑکی سے بے ایمانی لڑکی کا روپ اختیار کرتی جارہی ہے۔

نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ وہ نیک اور ایمان دار ہے۔ اجنبی نے اسے خواہ مخواہ اشتعال دلایا ہے اور زبردستی معاہدہ اس کے سر پر تھوپنا چاہتا ہے۔ وہ اسی ڈرامے میں اپنا کردار ادا کرنے کا معاوضہ لے رہی ہے۔ وہ نہ صرف اس سلاخ کی حق دار تھی بلکہ اس سے زیادہ اسے ملنا چاہیے تھا کیونکہ اس نے لوگوں کی غضبناک نگاہوں کا سامنا کیا تھا۔ نانبائی کی نظروں میں ذلیل ہوئی تھی اور تین راتیں سو نہیں سکی تھی۔ اس کے علاوہ اس کی روح بھی نہ جانے کہاں کہاں بھٹکتی رہی۔

اس نے وہ جگہ کھود لی اور سلاخ کو بھی دیکھ لیا۔ اور اچانک اس نے عقب سے ایک شور سنا۔ کوئی اس کا تعاقب کررہا تھا۔ اس نے فوراً مٹی برابر کردی اور ایسی بن گئی جیسے کہ اس نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔ اس نے اپنا چہرہ گھمایا۔ وہ آنے والے کے سامنے جواب دینے کو تیار تھی۔ اسے معلوم ہوگیا کہ وہ اجنبی اکثر اس طرف آیا کرتا تھا اور یہ کہ زمین کو تازہ تازہ کھودا گیا تھا۔

مگر اس کی چیخ نکل گئی اور گھگھی بندھ گئی۔ بائیں کان پر سفید نشان والا آوارہ بھیڑیا اس کے سامنے کھڑا تھا اور بالکل اس کے اور نزدیک ترین درخت کے درمیان میں کھڑا تھا۔ گویا کوئی راستہ ہی نہ تھا کہ شانتل کسی اور طرف جاسکے۔ شانتل دم بخود اپنی جگہ جم گئی تھی گویا اس پر جادو کردیا گیا ہو۔ وہ جانور کی نیلی آنکھوں کے سحر میں گم ہوکر رہ گئی۔ چند لمحوں کے بعد اس کے حواس بحال ہوئے اور اس نے سوچنا شروع کردیا کہ اب اسے کون سا قدم اٹھانا چاہیے۔ چھڑی کہیں دور جا پڑی تھی ورنہ شاید اس سے بھیڑیے کو ڈرانے کی کوشش کرتی۔ وہ y کی شکل والی پہاڑی پر بھی چڑھ سکتی تھی مگر بے کار تھا۔ اسے حقیقت کو

تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔

''کیا یہ کوئی تنبیہہ تھی؟''

اگر تھی بھی تو بالکل ناجائز۔ مگر زندگی میں ایسے مقام آتے رہتے ہیں۔ بھیڑیے نے منہ کھولا اور غرایا۔ بعض جانور کوئی اطلاع دیے بغیر یکدم حملہ کر دیتے ہیں۔ شانتل مستقل بھیڑیے کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہی تھی، مگر اندر ہی اندر اس کا دل لرز رہا تھا۔

وقت بہت قیمتی تھا۔ اب یا تو اسے حملہ کرکے اسے مار بھگانا تھا یا خود وہاں سے بھاگ جانا تھا۔ شانتل موقع کی نزاکت کو سمجھ رہی تھی اور اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ وہ حیوان کسی بھی لمحے اچانک حملہ آور ہوسکتا ہے۔ اس نے زمین کی طرف دیکھا کہ شاید چند پتھر مل جائیں، لیکن وہاں کوئی پتھر بھی نہ تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ یکدم اس پر جھپٹ پڑے۔ چند ایک زخم تو آئیں گے، لیکن وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوجائے گی۔

اب اسے سونے کی سلاخ کا خیال آیا۔ وہ بعد میں واپس آئے گی۔ ابھی تو یہاں سے جان بچا کر بھاگنے کا مسئلہ ہے۔ اس کا حلق خشک ہوگیا مگر اب اس نے دوڑ لگانے کا فیصلہ کر ہی لیا۔

اور تب امید کی ایک کرن جگمگائی۔ بھیڑیے کے عقب میں اس نے کسی سائے کو ابھرتے ہوئے دیکھا۔ اگرچہ وہ ابھی ذرا دور تھا۔ اس جانور کو بھی اس بات کا احساس ہوگیا مگر پھر بھی وہ اپنی جگہ پر کھڑا شانتل کو گھورتا رہا۔ اب وہ بھیڑیے سے بھڑ جانے کا خطرہ مول لینے کو تیار تھی۔ اگر کوئی غیبی امداد آ رہی ہے تو اس کے بچ نکلنے کے آثار بڑھ جاتے ہیں، خواہ انجام کار اسے سونے کی سلاخ سے ہاتھ دھونے پڑیں۔

بھیڑیے کے پیچھے آنے والے سائے نے خاموشی سے آگے بڑھنا شروع کیا اور تھوڑا سا بائیں جانب ہوگیا۔ شانتل جانتی تھی کہ اس طرح ایک دوسرا اور اونچا درخت ہے اور اس پر چڑھنا آسان بھی ہے۔ اس اثنا میں ایک پتھر ہوا میں بلند ہوا اور بھیڑیے کے نزدیک آن گرا۔ بھیڑیے نے اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا اور گھبرا کر نیچے بیٹھ گیا۔

''بھاگ نکلو۔۔۔'' اجنبی چلایا۔

اس نے سامنے کی طرف دوڑ لگادی۔ جب کہ اجنبی درخت پر چڑھ گیا۔ جب تک بھیڑیا اس تک پہنچتا، وہ محفوظ ہو چکا تھا۔

بھیڑیا مسلسل غرا رہا تھا اور جست لگانے کو بے چین تھا۔ کبھی کبھی وہ کسی شاخ میں

پکڑنے میں کامیاب ہو جاتا لیکن گرفت ہاتھوں سے نکل جاتی اور وہ پھر زمین پر آ گرتا۔

''دو چار ہلکی شاخیں توڑو جلدی سے۔'' شانتل چلائی۔

اجنبی نے شاخیں توڑیں اور بھیڑیے پر پھینکنا شروع کر دیا۔

''نہیں ایسے نہیں۔ان کو اکٹھا کر کے آگ لگا دو۔''

اجنبی نے ہو بہو عمل کیا۔'' اب نیچے اترو اور اس جلتی ہوئی آگ کو بالکل بھیڑیے کے منہ کی طرف رکھو۔ اجنبی نیچے اتر آیا۔ جلتی ہوئی شاخیں اس کے ہاتھوں میں تھیں۔ کبھی کبھی کوئی چنگاری اڑ کر اس کے ہاتھوں اور چہرے پر بھی پڑ جاتی۔ روشنی میں بھیڑیے کے دانت خوب چمک رہے تھے۔ اجنبی کا چہرہ فق ہو رہا تھا۔ مگر اسے یہ سب کچھ تو کرنا ہی تھا۔ اس وقت بھی اسے کوئی ایسا ہی دلیرانہ قدم اٹھانا تھا جب اس کے بیوی بچوں کو اغوا کر لیا گیا اور پھر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

''ذرا خیال سے۔ اپنی آنکھیں مسلسل بھیڑیے کی آنکھوں پر جمائے رکھو۔'' اس نے لڑکی کی آواز سنی۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ صورت حال تیزی سے تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ اب وہ اپنے دشمن سے اس قدر زیادہ سہا ہوا نہیں تھا۔ دونوں میں اب برابری کا مقابلہ تھا اور دونوں کا خوف کم ہوتا جا رہا تھا۔ بھیڑیا پیچھے ہٹ رہا تھا۔ آگ نے اس کی ہمت پست کر دی تھی۔

''اب اس پر چڑھ دوڑو۔''

اجنبی آگے بڑھا۔ حیوان غرایا اور دانت تیز کیے، مگر ساتھ ہی ساتھ پیچھے ہٹتا گیا۔ پھر وہ یکبارگی مڑا اور جنگل میں غائب ہو گیا۔

ایک آنکھ کے جھروکے سے شانتل یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل وہ جھکی، چند جھاڑیاں اکٹھی کیں اور ان کو جمع کر کے روشن کر لیا۔

''اب ہمیں یہاں سے بھاگ نکلنا چاہیے۔''

''مگر جائیں گے کہاں؟''

''وسکوس ہی جانا ہوگا اور کہاں؟ وہاں سب لوگ ان کو ایک ساتھ دیکھیں گے۔ وہ اچھل پڑی اور اچانک اس کی پیٹھ میں ایک ٹیس اٹھی۔ دل بھی ڈوبنے لگا۔

''جلدی سے وہ آگ جلاؤ جو خوشی کے موقع پر جلائی جاتی ہے۔'' شانتل نے اجنبی سے کہا۔ ''اور مجھے کچھ سوچنے دو۔'' اس نے ہلنے کی کوشش کی اور اس کے حلق سے ایک

دلدوز چیخ برآمد ہوئی۔ اسے ایسا لگا جیسے کسی نے خنجر اس کے شانوں میں بھونک دیا ہو۔ درخت پر چڑھنے کی کوشش میں وہ کہیں اپنے آپ کو زبردست چوٹ لگا بیٹھی تھی۔

''پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ تمہاری کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی ہے۔'' اجنبی نے اس کی چیخ سن کر کہا۔'' جذبات کی کشاکش میں ایسا ہو جاتا ہے۔ میری بھی یہی کیفیت ہے۔ آؤ، ذرا تمہارا مساج کر دوں۔''

''مجھے ہاتھ مت لگانا اور میرے نزدیک بھی مت آؤ۔ مجھ سے بات بھی مت کرو۔ ڈر، خوف، درد اور شرم کی شدت سے وہ بے حال ہو رہی تھی۔ اسے یہ احساس مارے ڈال رہا تھا کہ اجنبی شروع سے اس کے سراغ رسانی کر رہا تھا۔ سلاخ نکالنے کی کوشش کرتے وقت وہ کہیں آس پاس موجود تھا۔ وہ واقعی ایک شیطان تھا اور شیطان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ انسان کے اندر تک جھانک سکتے ہیں۔

اب اس نے یہ بھی سمجھ لیا ہوگا کہ پورا گاؤں قتل کے خیال کے بارے میں سوچ رہا ہوگا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ جرم کرنے سے کترا رہے ہیں لیکن ان کے دل اجنبی کے خیال سے متفق تھے۔ اور جب اس کو اندازہ ہو گیا کہ شانتل نے فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر وہ شرط بھی ختم ہو گئی تھی اور وہ کسی بھی وقت واپس آ سکتا تھا اور اپنے خزانے کی حفاظت کر سکتا تھا۔

اس نے اپنے دل کو ڈھارس دینے کی کوشش کی تاکہ اپنے آپ کو مطمئن کر سکے، مگر کوئی امید نظر نہیں آئی۔ آگ کی تپش بھیڑیے کو ذرا فاصلے پر رکھ سکتی تھی مگر یہی آگ دوسروں کو متوجہ بھی کر سکتی تھی اور ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھا جا سکتا تھا۔

''اب ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیے۔ اگرچہ ابھی بہت سویرا ہے مگر ہم لوگ ہمیشہ تو یہاں نہیں رہ سکتے۔ مجھے اپنا سونا بھی چاہیے۔ یقیناً تم مجھے نہیں روکو گے۔ تم بھی اپنا سونا لے کر کہیں چلے جاؤ۔ ہم لوگوں کو واپس وسکوس جانے کی کیا ضرورت ہے۔''

''اگر تم جانا چاہتی ہو تو جا سکتی ہو۔ مگر میرے خیال میں اس وقت گاؤں والے یہ فیصلہ کر رہے ہوں گے کہ کس کو مر جانا چاہیے۔''

''ہاں، ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ وہ لوگ دو دن تک سوچتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ممکن ہے کہ سالوں اسی بحث مباحثے میں گزر جائیں۔ یہ لوگ انتہا درجے کے سست الوجود ہیں۔ اگر تم واپس جا کر ان لوگوں کو یاد نہ کراؤ تو ممکن ہے کہ وہ

لوگ اس معاملے کو فراموش کر دیں۔

''وسکوس بھی دنیا کے دوسرے گاؤں کی طرح ہی ہے اور یہاں کے لوگ بھی اسی دنیا کے باسی ہیں۔ تم کو شاید اسی بات پر یقین نہیں ہے کہ قسمت میری یاوری کر رہی ہے۔ میں نے جس شخص کو اپنے کام کے لیے منتخب کیا ہے، وہ صحیح فیصلہ ہے اور وہ ایک محنت کش، ایمان دار، نوجوان خاتون ہے۔ اور وہ خود کسی سے بدلہ لینا بھی چاہتی ہے۔ بعض اوقات دشمن ہماری نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے۔ اگر منطقی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو ہمارا اصلی دشمن وہ ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ مشکلوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔ انتقام کی خواہش ہمیں کبھی بھی چین سے نہیں رہنے دیتی کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔''

''یہ ہم لوگ کیسی بحث میں الجھے ہوئے ہیں؟'' شانتل سخت سیخ پا ہوگئی کیونکہ یہی وہ آدمی تھا جس سے اس نے شدید نفرت کی تھی، اور وہ اس کی روح میں اتر کر یہ راز جان چکا تھا۔ ''بہتر ہے کہ ہم لوگ اپنی اپنی رقم سنبھالیں اور یہاں سے نکل لیں؟''

''کیونکہ کل ہی میں نے محسوس کیا کہ آخر کون سی چیز مجھے انتقام پر مجبور کر رہی ہے۔ کسی بے گناہ کا قتل، جیسا کہ میری بیوی اور لڑکیوں کا ہوا۔ میں حقیقت تلاش کر رہا ہوں تاکہ اب اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکوں۔ کیا تمہیں یاد ہے، میں نے دوسری ملاقات میں ایک فلسفی کا ذکر کیا تھا؟ وہ فلسفی کہتا تھا کہ خدا کو دوزخ بہت پسند ہے کیونکہ انسان اسی کا حق دار ہے۔ وہ ہر لمحے احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ انسان بھلائی کے مقابلے میں برائی کو ترجیح دیتا ہے۔''

''میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔ یہ آخر تم کس جھنجھٹ میں پڑ گئے ہو؟'' شانتل نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔

''ابھی تک میں صرف انتقام کے جذبے کے تحت سوچ رہا تھا۔ تمہارے گاؤں والوں کی طرح میں بھی عمل کرنے کے بجائے خوابوں کی دنیا میں کھویا ہوا تھا۔ میں ہر رات سوچتا اور منصوبے بناتا، مگر کچھ نہ کر سکا۔ میں نے تمام اخبارات کھنگال ڈالے اور ایک ایک کر کے ایسے مضامین جمع کیے جن میں بے گناہ لوگوں کو زندگی سے محروم کر دیا گیا تھا۔ مگر نہ ان لوگوں کا کچھ پتہ چلا اور نہ انہیں کوئی سزا دی گئی۔ اور یہی میرے ساتھ بھی ہوا۔ کہاں ہیں وہ ظالم اور سفاک قاتل اور حکومت کہاں ہے؟ چند باشعور لوگ آواز اٹھاتے ہیں۔ تنظیمیں بناتے ہیں اور ظلم و ناانصافی کے خلاف آوازیں بلند کرتے ہیں۔ مگر جو کچھ ہوگیا اور جو کچھ

پس ماندگان پر گزر رہی ہے اس دکھ درد کو وہ محسوس نہیں کر سکتے۔

اب میں یہ سب کچھ سوچ سوچ کر بہت تھک گئی ہوں۔ مگر اب میں اپنے آپ کو پھر سے تازہ دم محسوس کر رہا ہوں۔ اب مجھے اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن نظر آ رہی ہے۔''

''اپنا بیان جاری رکھو۔'' شانتل بولی۔ ''شاید اسے بھی کوئی حل نظر آ رہا تھا۔

''میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ انسانیت اور گمراہی ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ جو میں بتانا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ میری نا اہلی یا نالائقی سے ہوا۔ اندر سے میں ایک برا انسان ہوں۔ شرافت ختم ہو چکی ہے اور میں اسی سزا کا مستحق تھا جو مجھے مل گئی۔''

''تم یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہو کہ خدا منصف مزاج نہیں ہے؟''

''ہو سکتا ہے۔''

''میں نہیں مانتی کہ خدا عدل کرنا نہیں جانتا ہے۔ اگر چہ میں نے بھی بہت ساری ناانصافیاں سہی ہیں۔ شاید میں بذاتِ خود اتنی پاکیزہ نہیں تھی جتنا کہ مجھے ہونا چاہیے تھا۔ مگر اتنی بری بھی نہیں تھی کہ اتنی زیادہ سزا بھگتو۔ چند منٹ قبل میں سمجھ رہی تھی کہ وہ تمام لوگوں کے گناہوں کی سزا مجھے دے رہا ہے۔ شاید تم بھی ذرا وسیع پیمانے پر ایسا ہی سوچ رہے ہو گے، کیونکہ تمہاری نیکیوں کا کوئی اجر تمہیں نہیں ملا۔''

یہ کہتے ہوئے شانتل خود اپنی باتوں پر حیران رہ گئی۔ اجنبی کے اندر کے شیطان نے اپنی حالت میں کوئی تبدیلی محسوس کی اور اسے یوں لگا جیسے کوئی فرشتہ اندر ہی اندر جاگ اٹھا ہے اور اس کے اندر کوئی خاص تبدیلی آ رہی ہے۔

''رک جاؤ اور مقابلہ کرو۔'' اس نے دوسری عفریب کو ٹوکا۔

''میں اس کی خلاف جدوجہد کر رہا ہوں۔'' اس نے جواب دیا۔ ''مگر یہ بڑی کٹھن منزل ہے۔''

''تمہارا مسئلہ یہ ہے کہ تمہیں خدا کے معاملات میں کوئی دخل نہیں۔'' اس آدمی نے کہا۔ ''تم خود بخود اپنے آپ کو مشکل میں ڈال لینے کے شوقین ہو۔ میں ایسے بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں جو ان حالات میں گھبرا جاتے ہیں۔''

''مثال کے طور پر تم خود۔''

''نہیں، میں نے بہت سے مقامات پر بغاوت کی ہے۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے کہ میری یہ حرکت دوسروں کی نظر میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ دوسری طرف تم ہو جو ایک

یتیم کی حیثیت سے ناامید ہو کر رہ گئی ہو۔ شاید تمہاری یہ خواہش کہ لوگ تمہارا خیال رکھیں اور تم سے محبت کریں، ایک انتقامی جذبے میں تبدیل ہو کر رہ گئی ہے۔ تمہاری شدید خواہش ہے تم بھی وسکوس کے عام باشندوں کی طرح اسی گاؤں میں زندگی گزارو مگر تقدیر تمہیں کسی اور جانب کھینچ رہی ہے۔''

شانتل نے کچھ سوچے سمجھے بغیر گردن ہلا دی۔

''میں تمہارے خیالات میں مخل ہونا نہیں چاہتا تھا۔'' اجنبی نے کہا۔'' خدا کے انصاف کے بارے میں جو تم بیان کر رہی تھیں، اس کو جاری رکھو۔''

شانتل ذرا پرسکون ہو گئی۔'' مجھے نہیں معلوم کہ بات کتنی اہم ہے۔ مگر اتنا تو تم جان ہی گئے ہو گئے کہ وسکوس والے مذہب کے اس قدر شدت سے پرستار نہیں ہیں۔ شاید یہ اہاب کی وجہ سے ہے۔ اگرچہ پادری ساون نے اسے عیسائیت کی طرف راغب کر لیا تھا اور پادریوں کی عزت کرنے لگا تھا۔''

''فطری طور پر جب پہلا پادری نمودار ہوا اور تب اہاب کو اندازہ ہو گیا کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔''

'' مجھے ان باتوں سے کوئی مطلب نہیں۔ خدا کے لیے اب بس بھی کرو۔'' شانتل چلائی۔

اجنبی خاموش ہو گیا۔

-12-

قدیم برطانوی قوم کے چند نامور افراد جو پروٹسٹنٹ فرقے سے تعلق رکھتے تھے، ان میں سے کئی لوگوں کی مثالیں دی گئیں جنہوں نے گاؤں کی بھلائی اور خوش حالی کے لیے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے۔ اس زمانے میں کئی برگزیدہ ہسپتال موجود تھیں اور ان کے ساتھ ڈاکو اور قزاق بھی تھے اور وہ یہ جانتے تھے کہ وسکوس کوئی زیادہ مقدس جگہ نہیں ہے مگر پھر بھی بعض رسومات بڑے جوش و خروش سے منائی جاتی تھیں۔

خلاف معمول آج چرچ میں بہت زیادہ بھیڑ تھی۔ آج قربانی کی ایک رسم منائی جا رہی تھی اور اس موقع پر ہر ایک کو شامل ہونے کی دعوت تھی۔ گرمی اس قدر شدید ہو رہی

تھی کہ ہر شخص پسینے میں بھیگا ہوا تھا اور کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ واقعی آج گرمی زیادہ ہے یا بہت زیادہ لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ سے ہوگئی ہے۔

گاؤں کا ہر آدمی وہاں موجود تھا۔ یہاں تک کہ برٹا بھی جس کے بارے میں شائتل کی رائے تھی کہ اسے مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں بلکہ یہ انسان نہیں، کوئی چڑیل ہے۔

''مقدس باپ، اس کے بیٹے اور نیک روح کے نام۔'' اس کے ساتھ ہی ''آمین'' کی گونج دار آواز بلند ہوئی۔ پادری نے بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ اس میں شامل تھا۔ بشارت کی دعا دھیمے لہجے میں پڑھی گئی۔ اس کے بعد پادری نے خاص لوگوں کو بیٹھ جانے کو کہا جب کہ باقی لوگ کھڑے ہی رہے۔

اب خطبے کا وقت آ گیا تھا۔

''فرمان جاری ہوا بشارت کا اور بتایا گیا کہ ایک نیک شخص حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے دریافت کیا۔'' اے محترم و معظم مالک! کیا مجھے ابدی زندگی حاصل ہوسکتی ہے؟'' انہوں نے بڑے پیار محبت اور شفقت سے جواب دیا۔'' یہ مقام صرف ایک ہی ہستی کو حاصل ہے۔ اور وہ ہے خدا۔''

ایک عرصے سے مجھے فرمان کی تفصیل کی تلاش تھی تا کہ میں اچھی طرح جان لوں کہ ہمارا خدا کیا کہنا چاہتا ہے۔ آخر یہ کہنے سے اس کا کیا مقصد ہے کہ کوئی بھی غیر فانی نہیں ہوسکتا۔ عیسائیت کا مذہب مکمل انسانیت کا مذہب ہے اور اس کا بنیادی تصور یہی ہے کہ صدقِ دل سے جو چاہو مانگ لو، وہ مل جائے گا، یہاں تک کہ برے برے آدمی کی بھی دعا قبول ہوجائے گی۔ بالآخر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ انہوں نے اپنی انسانی فطرت کی جانب اشارہ کیا ہے کہ بطور انسان وہ بدتر ہیں اور بطور خدا، بہترین۔''

پادری نے اک ذرا توقف کیا۔ اس امید پر کہ حاضرین اس پیغام کا مطلب اچھی طرح سمجھ لیں۔ ''آج میں آپ لوگوں کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ بس صرف آپ لوگ اس قول کا مطلب اچھی طرح سمجھ لیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے انسانیت کو محفوظ رکھنے کے لیے اپنی جان کی قربانی دی اور خدا کے بیٹے کی اس قربانی نے ہم تمام لوگوں کو بچالیا۔ ایک شخص کی قربانی نے کتنا عظیم کارنامہ انجام دیا۔

اب میں یہ خطبہ ختم کررہا ہوں یہ آخری الفاظ کہتے ہوئے کہ اگر کوئی شخص اپنے گناہوں پر شرمندہ ہے تو اسے چاہیے کہ وہ بائبل سے رجوع کرے۔ یہ عظیم کتاب خدا کی

طرف سے ردیعت کی گئی ہے۔'' خطبہ ختم ہو گیا۔

پادری نے ہر فرد کو کھڑے ہو جانے کا حکم دیا۔ اسے پورا یقین تھا کہ تمام لوگوں نے اس کے وعظ کو پوری طرح سمجھ لیا ہے۔

-13-

''بہتر ہے کہ ہم دونوں اپنا اپنا راستہ ناپیں۔ تم جہاں جانا چاہو، جاسکتے ہو اور مجھے بھی اجازت دو کہ میں اپنا سونا لے کر جہاں چاہوں، چلی جاؤ۔'' شانتل نے کہا۔

''یعنی تم کہنا چاہ رہی ہو کہ میں اپنا سونا یہاں سے لے کر چلا جاؤں؟'' اجنبی نے حیرت سے پوچھا۔

''تم بس اپنا سامان باندھو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ اگر مجھے میرے حصے کا سونا نہ ملا تو مجھے وسکوس ہی میں رہنا پڑے گا۔ مجھے اپنی ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑیں گے اور مجھے خوب لعنت وملامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

اجنبی سیدھا کھڑا ہو گیا۔ ''بھیڑیا آگ سے گھبرا کر فرار ہو گیا۔ ہے نا؟''

''تو کیا اس کا مطلب ہے کہ میں بھی وسکوس سے فرار ہو جاؤں؟ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ تم جو جی چاہو کرو۔ چاہو تو سونے کی سلاخ چوری کرلو۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میرے پاس کرنے کو اور بھی بہت ضروری کام ہیں۔''

''ایک منٹ۔ مجھے یہاں تنہا مت چھوڑو۔''

''ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔''

شانتل نے اس آگ کی طرف دیکھا جو ابھی تک جل رہی تھی اور پھر y کی شکل والی چٹان کی طرف۔ اجنبی آہستہ آہستہ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ چاہتی تو سونا نکال سکتی تھی۔ اسے گھر واپس جانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اس رقم کی بھی ضرورت نہیں تھی جو اس نے تھوڑی تھوڑی کر کے جمع کی تھی۔ شہر پہنچ کر وہ بینک سے سونے کی سلاخ کے بدلے رقم حاصل کرسکتی تھی۔ اس کے بعد وہ مکمل آزاد تھی۔

''ذرا رک جاؤ۔۔۔'' اس نے اجنبی کو آواز دی۔ مگر وہ خاموش گاؤں کی طرف ہی چلتا رہا۔ ''ذرا تم بھی ایک بار اور غور کرلو۔'' اس نے اپنے آپ سے کہا۔

اب اس کے پاس مزید وقت نہیں تھا۔ اس نے بھی جلتی ہوئی دو چار لکڑیاں اٹھائیں اور چٹان کی طرف چل پڑی تا کہ کھدائی کر کے سونا نکال لے۔ سلاخ نکال کر اس نے اپنے کپڑے سے اسے جھاڑا پونچھا اور تیسری بار اس کا بغور معائنہ کرنے لگی۔ ایک وحشت سی اس کے جسم میں سرایت کر گئی۔ اس نے روشن لکڑی لے کر مزید غور کیا اور اس کی نس نس میں نفرت و کراہت عود کر آئی۔ وہ اجنبی کے تعاقب میں دوڑ پڑی۔ اس دن اس کو دو بھیڑیوں سے واسطہ پڑا تھا۔ ایک وہ جو آگ سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا تھا اور دوسرا وہ جس نے اس کی تمام امیدوں اور خوابوں کو چکنا چور کر دیا تھا اور وہ خود اپنی ہی نظروں میں ذلیل ہو کر رہ گئی تھی۔

وہ تیزی سے اس کا پیچھا کرنے لگی مگر اچانک وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ لکڑیاں تو جل کر خاک ہو چکی ہوں گی مگر وہ ابھی جنگل میں ہی کہیں موجود ہو گا۔ مگر ہزار تلاش کے باوجود وہ اسے نہ پاسکی۔

یوں ہی آہستہ آہستہ چلتے چلتے وہ گاؤں میں داخل ہو گئی۔ وہ کوشش کر رہی تھی کہ برٹا کی نظروں سے بچی رہے ورنہ وہ اسے طعنے دیتی کہ وہ چرچ کی عبادت چھوڑ کر کہاں غائب ہو گئی تھی۔ ہر شخص اسے انتہائی تعجب سے دیکھ رہا تھا لیکن کسی نے اس سے کچھ نہیں پوچھا۔ وہ یہ جنگ ہار چکی تھی۔ اس نے کیا کیا حسین خواب دیکھے تھے لیکن تعبیر کس قدر بھیانک تھی۔

اس نے اپنے آپ کو اپنے کمرے میں بند کر لیا اور کھڑکی سے باہر دیکھا۔ بھیڑ چھٹ چکی تھی اور ماحول پر کچھ عجیب سی افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ عموماً ہفتے کے دن پھانسی والے تختے کے پاس مختلف ہم خیال لوگ اپنے اپنے دوستوں کے ہمراہ گپ شپ کرتے تھے، لیکن آج بالکل سناٹا تھا۔

وہ خالی خولی سڑک کو گھورتی رہی۔ سردی کا موسم آنے والا تھا۔ اگر لوگ یہاں آتے تو موسم کے معاملے پر گفتگو ہوتی۔ مگر آج سب لوگ گھر ہی میں گھسے بیٹھے تھے۔ معلوم نہیں کیوں۔ جتنا زیادہ وہ غور کرتی رہی۔ اس قدر اس کی پریشانی بڑھتی چلی گئی۔ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو دوسروں سے الگ سمجھتی رہی۔ باہمت، باعزم اور عالی دماغ۔ مگر اب، وہ وسکوس والوں کی طرح ہی ہو گئی تھی۔ سست، ناکارہ اور فرسودہ۔ اس نے تین بار سنہری سلاخ کو نکالا لیکن وقت کا کوئی فائدہ نہ حاصل کر سکی۔ وہ بزدل تھی اور بروقت فیصلہ کرنے کی قوت سے محروم۔ وہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوسنے لگی۔ وہ نئے زمانے میں شامل ہونے کے

قابل نہ تھی۔

اب وہ جان گئی تھی کہ جرم کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔مگر لالچ کے بغیر کیونکہ وہ کسی کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس چکی تھی۔ ''مگر یہ کیسا دام ہے جس میں مجھے پھنسا دیا گیا ہے؟'' اسے حیرت ہورہی تھی۔ کسی نے اس کو بتایا تھا کہ وہ سنہری سلاخ اس مخمصے میں سے نکلنے کا واحد حل ہے۔ لیکن وہ جس قدر آگے بڑھتی گئی، اتنا ہی زیادہ دلدل میں دھنستی چلی گئی۔ بالآخر اس کی آنکھیں خودبخود بند ہونے لگیں اور وہ گہری نیند سوگئی۔ اسی حالتِ خواب میں اسے ایک ایسی آواز سنائی دی جو وہ سننا چاہتی تھی اور وہ راز جان گئی جسے وہ جاننا چاہتی تھی۔

-14-

''میرا خیال ہے کہ فی الحال ہم زمین اور قبرستان کی باتوں کو جانے دیں۔'' میئر کی بیگم نے تجویز پیش کی۔ ''اب ذرا صاف صاف باتیں ہوجائیں۔''

بقایا پانچوں افراد نے تائید کی۔

''فادر! آپ نے مجھے قائل کرلیا ہے۔'' زمیندار نے کہا۔ ''اس قسم کے مشوروں میں خدا کی مرضی شامل ہوتی ہے۔''

''فلسفیانہ باتیں مت کرو۔'' پادری نے ناگواری سے کہا۔ ''کھڑکی کھلی ہوئی ہے۔ شیطان ہماری باتیں سن رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گرمی میں کچھ اضافہ ہوگیا ہے۔''

''یقیناً۔'' میئر نے تائید کی جو شیطان کا قائل نہ تھا۔ ''ہم سب لوگ غیر ضروری باتوں میں الجھ گئے ہیں۔ بہتر ہے کہ کام کی باتیں کریں ورنہ قیمتی وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔''

''میں اصل بات بتاتی ہوں۔'' ہوٹل کی مالکہ کہنے لگی۔ ''ہم لوگ اجنبی کی تجویز کو قبول کرلینے کے بارے میں سوچ رہے ہیں، کوئی قتل کردینے کے بارے میں۔''

''گویا کسی کی قربانی پیش کردی جائے۔'' پادری نے بیان کیا۔

ایک خاموشی طاری ہوگئی۔ ''صرف بزدل لوگ سچی بات کرنے سے گھبراتے ہیں۔ آؤ! ہم سب مل کر اونچی آواز میں دعا کریں کہ ہمارا ہر قدم وسکوس کی بھلائی کے لیے

اٹھے۔ آؤ! گھٹنوں کے بل جھک جائیں۔ سب کے سب جھک گئے۔ اگرچہ وہ سب جانتے تھے کہ جان بوجھ کر گناہ کرنے والوں کو خدا معاف نہیں کرتا۔

''لارڈ! ایک بار آپ نے کہا تھا کہ کوئی بھی اس وقت تک پاک صاف نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ آپ کے قدموں میں گڑگڑا کر معافی نہ مانگے اور جیسا کہ آپ نے ان مسیحی مجاہدین کو بخش دیا جنہوں نے یروشلم پر قبضہ کرنے کے لیے مسلمانوں کا خون بہایا۔ تو اسی طرح ہم گنہ گاروں کو بھی معاف کردیا جائے اگر ہم آپ کے لیے ایک قربانی نذر کریں۔''

''ہمیں یہ عملی طور پر ثابت کرنا ہوگا۔'' میئر کی بیوی نے کہا۔

''یہ قربانی کون دے گا؟ اور اس پر عمل کون کرے گا؟''

''جس شیطان کو اس گاؤں میں دعوت دی گئی وہ ایک نوجوان عورت تھی۔'' زمیندار نے منہ کھولا۔

''برائی کو برائی کے ذریعے ہی ختم کرانا ہوگا اور وہ عورت ہی سزا کی حق دار ہے۔''

دو افراد نے زمیندار کی حمایت کی۔ ''مس شانتل پرائم ہی وہ گنہ گار ہستی ہے جس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ وہ اکثر یہ کہتی آئی ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے اور کسی دن یہ گاؤں چھوڑ کر چلی جائے گی۔''

''اس کی ماں کا انتقال ہوچکا ہے اور دادای کا بھی۔ اس کے جانے کا کسی کو بھی دکھ نہیں پہنچے گا۔'' میئر نے دلائل دیے اور وہ تیسرا گواہ بن گیا۔

مگر خود اس کی بیوی اس کے خلاف ہوگئی۔ ''بات یہ ہے کہ صرف اسے ہی معلوم ہے کہ خزانہ کہاں دفن ہے اور صرف اسی نے یہ خزانہ دیکھا ہے۔ مزید یہ کہ ہم لوگ اس پر اعتقاد کرسکتے ہیں۔ وہی وہ لڑکی ہے جس نے شیطان کو یہاں بلایا ہے اور معاشرے کو ورغلایا کہ کسی ایک کا قتل ہمارے بھلائی کے لیے مفید ہے۔ یہ ہم پر اس کا احسان ہوگا۔''

میئر کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ ''تم اسے کیوں بچانا چاہتی ہو؟ جب کہ تم اسے پسند بھی نہیں کرتی ہو۔''

پادری نے ایک اور نظریہ پیش کیا۔ ''گناہ کا خیال پہلے پہل اسی شخص کے ذہن میں اجاگر ہوتا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔ یہ احساس اسے زندگی بھر چین نہیں لینے دے گا۔ وہ یقیناً یہودی ہے جس نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ دغابازی کی تھی اور اس کے بعد خودکشی کرلی، کیونکہ اس نے جرم کے حالات پیدا کیے تھے۔''

میسٹر کی بیوی کے ذہن میں بھی کچھ ایسے ہی خیالات پرورش پا رہے تھے۔ وہ نوجوان عورت بے حد حسین تھی اور ہر مرد اس کا دیوانہ تھا۔ اس نے گاؤں کے ماحول میں رہنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ گاؤں رہنے کے قابل نہیں ہے۔ یہاں کے لوگ نہ محنتی اور جفاکش ہیں اور نہ ایمان دار۔

''میں اس کے علاوہ اور کسی بھی شخص کے بارے میں نہیں سوچ سکتی۔'' ہوٹل کی مالکہ کہنے لگی۔ ''اگر اس کے ہاتھ دولت لگ گئی تو وہ میرا ہوٹل بند کرا دے گی اور پھر یہاں سے ایسا غائب ہوگی کہ اس کا پتہ بھی نہ چلے گا۔''

مذہبی بنیاد کے مطابق، حضرت عیسیٰؑ نے ان لوگوں کو قابل نفرت قرار دیا ہے جو معصوم لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ پادری کسی خاص خاص شخص پر الزام نہیں دھرنا چاہتا تھا۔ لیکن اسے یہ بھی اندازہ تھا کہ پریشان کون ہوسکتا ہے، وہ چاہتا تھا کہ سب لوگ مل کر ایک نتیجے پر پہنچ جائیں۔

''وسکوس کے لوگ علی الصباح اٹھتے ہیں اور اندھیرا ہو جانے تک محنت کرتے ہیں، خواہ آندھی آئے یا طوفان۔ ہر ایک اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مظلوم لڑکی بھی جسے اسے شیطان نے اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہا۔ اس گاؤں میں اب لوگوں کی تعداد مختصر ہوگئی ہے اور ہم مزید دو ہاتھوں سے محروم ہو جانے کی عیاشی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس چھوٹے سے گاؤں میں ہر شخص کسی نہ کسی سے جڑا ہوا ہے۔ بس تین اشخاص ایسے ہیں جن کا کوئی نہیں اور تنہائی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ایک میں، دوسری برٹا اور تیسری مس شانٹل۔''

''تو گویا آپ اپنے آپ کو قربانی کے لیے پیش کرنا چاہتے تھے فادر!''

''ہاں، بشرطیکہ اس میں معاشرے کی بھلائی شامل ہو۔ مگر ایک بات اور سن لو۔'' پادری نے بات کو آگے بڑھایا۔ ''تم لوگوں کو ہر ایک کو قائل کرنا ہوگا کہ خدا کے ایک نمائندے کا قتل کوئی گناہ نہیں ہے۔''

''گاؤں کے لوگوں کے سامنے اس بات کی وضاحت آپ کو خود کرنی ہوگی۔'' میسٹر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس نے ذہن میں کئی ایسے منصوبے تھے جنہیں وہ روبہ عمل لانا چاہتا تھا، بشرطیکہ رقم کا بندوبست ہو جائے۔''

''نہیں، میں ایسا نہیں کر سکتا۔'' پادری نے کہا۔ 'راہِ حق میں شہید ہونے والے اپنے

آپ کو اس وقت قربانی کے لیے پیش کرتے ہیں جب لوگ اسے قتل کرنے پر آمادہ ہوں۔ وہ خود اپنے قتل کے لیے کسی کو ترغیب نہیں دیتے۔ چرچ کا پیغام ہے کہ زندگی ایک نعمت ہے اور خدا کے سامنے تمہیں ہر بات کی جواب دہی کرنی ہے۔''

''مگر ہماری بات پر کون یقین کرے گا۔ اگر ہم یہ گناہ کر دیں تو لوگ ہمیں ہرگز ہرگز معاف نہیں کریں گے اور یہی کہیں گے کہ ہم نے دولت کے لیے ایک برگزیدہ ہستی کو مار ڈالا۔ بالکل جیسے یہودیوں نہ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا۔''

''تو پھر لے دے کر ایک برٹا ہی رہ جاتی ہے۔'' زمیندار نے گویا معاملے کو انجام تک پہنچاتے ہوئے کہا۔

ایک گہری خاموشی کے بعد پادری نے کہا۔ ''وہ عورت ہے جو مظلوم ہے۔ اس کے شوہر کو انتقال کیے کئی برس بیت گئے اور تب سے وہ گھر کے باہر بیٹھ کر آنے جانے والوں کو تکنے کے سوا کچھ بھی نہیں کرتی۔ ہر دم یاد ماضی میں مبتلا رہتی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ وہ بہت جلد پاگل ہو کر رہ جائے گی۔ میں نے دیکھا ہے کہ خود ہی خود مسکراتی اور اپنے آپ سے باتیں کرتی رہتی ہے۔''

''واقعی وہ ایک المناک زندگی گزار رہی ہے۔'' زمیندارنی نے رحم دلی کا مظاہرہ کیا۔ ''چالیس سال سے وہ ازدواجی زندگی سے محروم ہے۔ اور یہ عرصہ بہت طویل ہوتا جا رہا ہے۔''

سب لوگ یہ بات جانتے تھے مگر اب وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔

''اب وہ زندگی کی آخری سیڑھی پر ہے۔'' زمیندار نے کہا۔ ''اب وہ کچھ کرنے کے قابل بھی نہیں رہ گئی ہے۔ ایک بار میں نے اسی سے پوچھا کہ سارا دن باہر بیٹھ کر کیا کرتی رہتی ہو؟ تو معلوم ہے اس نے کیا جواب دیا؟ اس نے کہا کہ پورے گاؤں کی نگہبانی کرتی ہوں اور اس انتظار میں ہوں کہ شیطان کب یہاں داخل ہوتا ہے۔''

''اوہ واقعی! یہ تو بہت بڑی خدمت ہے جو وہ انجام دے رہی ہے۔'' کسی نے ہنس کر تبصرہ کیا۔

''ہاں، اور وہ بھی بلا معاوضہ۔'' پادری بھی مذاق میں شامل ہو گیا۔ ''تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس نے شیطان کو بلا روک ٹوک اندر آنے دیا۔ وہی اس کو باہر نکالنے کا بھی ذمہ دار ہے۔''

خاموشی، اور لوگ سمجھ گئے کہ شکار کا انتخاب ہو گیا۔

''ذرا ایک بات سنیے۔'' میئر کی بیوی نے دخل اندازی کی۔ ''ہم جانتے ہیں کہ یہ قربانی گاؤں کے مفاد میں انجام دی جائے گی اور ہم یہ جان گئے ہیں کہ وہ کون ہوگا۔ اس کی یہ قربانی رائیگاں نہیں جائے گی۔ اس سرزمین پر ایک فالتو شے کی طرح پڑی رہنے کے بجائے بہتر ہے کہ وہ جنت میں رہے اور خوب عیش کرے۔''

''گاؤں کے لوگوں کو آگاہ کردو۔'' پادری نے میئر سے کہا۔ ''انہیں یہ بھی بتادو کہ آج رات نو بجے چوراہے پر جمع ہوجائیں۔ میں اور تم یہاں نو بجے سے پہلے آجائیں گے اور تمام تیاری مکمل کرلیں گے۔ جس وقت لوگ چوک پر جمع ہو رہے ہوں گے۔ وہ خواتین برٹا کے گھر جائیں گی اور اسے باتوں میں مشغول رکھیں گی۔ اگرچہ وہ رات کو گھر ہی میں رہتی ہے۔ پھر بھی بہتر یہی ہے کہ کوئی خطرہ مول نہ لیا جائے۔''

-15-

شانتل اپنے کام پر بروقت پہنچ گئی لیکن بار میں کوئی بھی نہ تھا۔ ''آج رات نو بجے چوراہے پر ایک اہم میٹنگ ہے۔'' ہوٹل کی مالکہ نے اسے بتایا۔ ''مگر اس میں صرف مرد حضرات شرکت کریں گیں۔''

شانتل نے اندازہ لگالیا کہ کیا ہونے والا ہے۔

''کیا تم نے سونے کی سلاخوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟'' مالکن نے سوال کیا۔

''جی ہاں، میں دیکھ چکی ہوں۔ مگر بہتر ہے کہ اجنبی کو کہا جائے کہ وہ اس سونے کو باہر نکال کر لائے۔ کچھ پتہ نہیں کہ اپنا مطلب پورا کرنے کے بعد وہ اپنا سامان لے کر غائب ہوجائے۔''

''وہ ایسا احمق نہیں ہے۔''

''آپ کو نہیں معلوم۔ وہ ایسا ہی ہے۔''

مالکن نے کچھ سوچا اور سیدھی اجنبی کے کمرے میں چلی گئی۔ کچھ دیر بعد واپس آئی۔

''وہ تیار ہوگیا ہے۔ کہتا ہے کل وہ اپنا خزانہ نکال کر لے آئے گا۔''

''تو کیا میں بھی اپنے گھر جاؤں؟ آج یہاں کوئی کام نہیں ہے۔'' شانتل نے اجازت چاہی۔

''نہیں۔تم نہیں جاسکتی ہو کیونکہ معاہدے کے مطابق تمہیں کام کرنا ہے۔'' وہ نہیں چاہتی تھی کہ شانتل کو معلوم ہو کہ ابھی ابھی میٹنگ میں کیا طے ہوا ہے۔'' یہاں کے لوگ کئی بار سوچتے ہیں اور فیصلہ نہیں کر پاتے کہ آخر کار انہیں کرنا کیا ہے۔''

''ہوسکتا ہے تمہارا خیال درست ہو۔'' شانتل نے مختصر جواب دیا۔

''لیکن اگر فرض کرو کہ کوئی فیصلہ کرلیا گیا ہے تو کیا کرو گی؟'' مالکن نے پوچھا۔

'' میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتی۔'' شانتل نے کہا۔'' میں صرف اتنا ہی کہہ سکتی ہوں کہ شیطان سے کسی بھلائی کی امید نہیں کی جاسکتی۔''

ہوٹل کی مالکن کو یہ انداز بالکل بھی نہ بھایا کہ کوئی اس کی بلند حیثیت کا مذاق اڑائے۔ لہٰذا اس نے شانتل کے منہ لگنے کی کوشش نہیں کی اور وہاں سے اٹھ گئی۔

-16-

پادری چرچ میں اپنے مخصوص جگہ پر بیٹھ گیا۔ میئر چند منٹوں میں آنے والا تھا۔ وہ دیوار پر نقش تصویروں کو دیکھنے میں گم ہوگیا۔ مختلف پادریوں اور بزرگوں کی تصاویر بھی آویزاں تھیں۔ وسکوس کے باشندے مذہب بیزار لوگ تھے لیکن پادری ساون نے لوگوں کے دلوں میں تھوڑی بہت جگہ بنالی تھی۔ زیادہ تر لوگ اہاب کی قدر کرتے تھے۔

چند گھنٹے قبل اس نے اپنے آپ کو قربانی کے لیے پیش کیا تھا۔ اگر چہ یہ ایک خطرناک کھیل تھا مگر وہ یہ تجربہ کرنا چاہتا تھا کہ لوگوں کا کیا رویہ ہوگا۔

''نہیں ۔ایسا نہیں ہوسکتا۔ وہ لوگ نادان ہیں مگر اتنے بیوقوف نہیں۔ بلکہ چالاک اور ہوشیار ذہن رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس سے وہ کہلوالیا تھا جو وہ خود چاہتے تھے۔ وہ قربانی جوان کے لیے نجات دہندہ بن جائے۔ وہ شکار جو گاؤں کی عظمت اور وقار کو واپس لے آئے۔

وہ اوائل عمری سے ہی پادری کا رتبہ حاصل کر چکا تھا اور یہی اس کے خوابوں کی معراج تھی۔ اس وقت اس کی عمر صرف اکیس سال تھی اور اس نے اپنی قابلیت کا سکہ لوگوں کے

دلوں میں بیٹھا دیا تھا۔ وہ روزانہ شام کے وقت ایک خطبہ پیش کرتا۔ بیماروں کی عیادت کرتا اور قیدیوں سے ملاقات کرتا۔ بھوکوں کے لیے غذا کا بندوبست کرتا اور انہیں نیک اور اچھی اچھی باتیں بتایا کرتا۔ جلد ہی علاقے میں اس کی شہرت پھیل گئی اور پھر بات بشپ تک پہنچی۔

بشپ نے اسے ملاقات کی دعوت دی جس میں چند اور بھی نوعمر پادری شامل تھے۔ سب نے دعوت اڑائی اور بہت سے مسائل پر بات چیت کی۔ بشپ کافی ضعیف ہو چکا تھا، یہاں تک کہ چلنا پھرنا اور اٹھنا بیٹھنا اس کے لیے عذاب بن چکا تھا، کسی نہ کسی طرح کھڑا ہوا اور اپنے مہمانوں کو پانی پیش کیا۔ صرف وہی ایک پادری ایسا تھا جس نے پانی لینے سے انکار نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ گلاس کو لبالب بھر دیا جائے۔

کسی دوسرے راہب نے کہا۔ ''ہم سبھوں نے یہ پانی پینے سے اس لیے انکار کیا کہ ہم اپنے آپ کو اس عزت کا مستحق نہیں سمجھتے۔''

بشپ نے اپنی نشست سنبھالتے ہوئے کہا۔ ''تم لوگ جو اپنے آپ کو مقدس ہستیاں سمجھتے ہو، تم لوگوں میں اخلاق کا مادہ ذرا کم ہے۔ تمہیں خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا۔ صرف یہ شخص خدا کے احکام کی عظمت کو تسلیم کرتا ہے۔'' فوراً ہی اسے خیراتی حلقے میں ایک اہم منصب سونپ دیا گیا۔

اب بشپ اور راہب گہرے دوست بن گئے۔ راہب تو اسے اپنا روحانی باپ تسلیم کر لیا۔ جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا، وہ بشپ کی رائے کو تسلیم کر لیتا۔ مثال کے طور پر ایک شام وہ اس تذبذب میں مبتلا تھا کہ کیا خدا اس سے مطمئن ہے یا نہیں۔ اس نے بشپ سے دریافت کیا کہ اس کا حل جاننے کے لیے اسے کیا کرنا چاہیے۔

''ابراہام نے اجنبیوں کا استقبال کیا اور اس کے اس اقدام سے خدا خوش ہوا۔ جواب آیا۔ ''علیجاہ اجنبیوں کو پسند نہیں کرتا ہے لیکن یہ تم نے اچھا کیا۔ ڈیوڈ نے بھی تائید کی۔ جان جنگلوں میں چلا گیا تب بھی خدا خوش ہوا۔ پال رومی سلطنت کے بڑے بڑے شہروں میں سیر و تفریح کرتا رہا اور خدا خوش رہا۔ اس بات کو کوئی نہیں جانتا کہ خدا کب اور کس بات پر ناراض ہوتا ہے اور کس بات پر خوش۔ تم اپنے دل کی امنگوں کے مطابق کام کرو۔ خدا یقیناً خوش ہوگا۔''

ایک ہی ہفتے بعد بشپ پر دل کا دورہ پڑا اور وہ جہاں فانی سے کوچ کر گیا۔ پادری نے

اس کی موت کا کافی شدید اثر لیا اور آئندہ کے لیے اس کے نقش قدم پر چلنے کا عہد کرلیا۔ بعض اوقات وہ خیرات اور عطیات دیا کرتا۔ کبھی بے روزگاروں کی تلقین کرتا کہ جاؤ اور محنت مزدوری کرو۔ کبھی انتہائی اہم وعظ فرماتا اور کبھی مذہبی گیتوں کی محفل منعقد کرتا۔ نئے بشپ تک اس کی شہرت پہنچی اور اس نے اس کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اسے یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ یہ وہی شخص تھا جس نے چند سال قبل اپنے پیش رو کے ہاتھ سے پانی کے مسئلے پر تلخ کلامی کی تھی۔

''آج آپ ایک اہم عہدے پر فائز ہیں۔ ایک زمانے میں آپ اپنے پیش رو کے اچھے دوست بھی تھے۔ واقعی اس عظیم عہدے کے آپ ہی حق دار ہیں۔''

''نہیں!'' بشپ نے کہا۔ ''یہ سب ذہانت کا کرشمہ ہے۔ میں نے تمہاری بھی بہت شہرت سنی ہے۔ کبھی تم خیرات اور عطیات پیش کرتے ہو اور کبھی ہمارے چرچ کی طرف سے دیے ہوئے عطیات کو قبول کرنے سے انکار کردیتے ہو۔''

''میرے پاس دو جیبیں ہیں۔ دونوں میں کچھ کاغذات لکھے ہوئے رکھے ہیں۔ لیکن نقد رقم میں ہمیشہ اپنی بائیں جیب میں رکھتا ہوں۔''

نیا بشپ اس کہانی سے بے حد مسرور ہوا۔ وہ دونوں کاغذات کیا کہتے ہیں؟

''داہنی جیب میں جو کاغذ ہے اس پر میں نے لکھا۔ ''میری حقیقت خس و خاشاک سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔'' بائیں طرف والی جیب میں میں رقم رکھتا ہوں اور اس میں جو کاغذ ہے اس پر لکھا ہے۔ ''میں زمین پر خدا کا نمائندہ ہوں۔'' جب میں دیکھتا ہوں کہ کہیں ظلم اور ناانصافی کا دور دورہ ہے تب میں بائیں جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوں اور مظلوم کی مدد کرتا ہوں۔ جہاں سستی اور کاہلی دیکھتا ہوں، میں داہنی جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوں اور اس جیب میں کسی کو دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح میں مادیت اور روحانیت میں توازن قائم رکھتا ہوں۔''

نئے بشپ نے رحم اور بخشش کے اس نظریے کی خوب تعریف کی اور کہا کہ وہ اپنے خیراتی حلقے میں واپس جانا چاہتا ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی جتا دیا کہ اپنے علاقے میں وہ کچھ تعمیراتی کام میں مصروف ہے۔ اس کے فوراً ہی بعد پادری نے سنا کہ اس کا تبادلہ وسکوس میں ہوگیا ہے۔

وہ فوراً ہی اس پیغام کا مطلب سمجھ گیا اور اسے رشک آنے لگا۔ مگر اس نے خدا کی

خدمت کرنے کا وعدہ کیا ہوا تھا، جہاں بھی موقع ملے۔ چنانچہ وہ وسکوس روانہ ہوگیا۔ اس کے دل میں خدمت کا نیک جذبہ موجزن تھا۔ یہ تقریری اس کے لیے ایک للکار بن گئی۔

ایک سال گزر گیا، پھر دوسرا، یہاں تک کہ پانچ سال گزر گئے۔ وہ ہزار کوشش کے باوجود اپنے چرچ کے لیے لوگوں کے دلوں میں جگہ نہیں بنا سکا۔ ایسا لگتا تھا کہ اس گاؤں پر کسی بھوت کا سایہ ہے اور اسی بھوت کا نام اہاب تھا اور بڑی بوڑھی روحیں اس کے گرد چکر لگاتی تھیں۔

دس سال گزر گئے۔ دسویں سال کے آخیر میں پادری کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس کی ذہانت نے جادو دکھایا اور اس نے جان لیا کہ موقع شناسی اور جوڑ توڑ کے فن کو آزمانا ہوگا۔

پندرہ سال بعد اس نے مان لیا کہ وہ وسکوس چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ اس وقت تک سابق بشپ ایک بہت اونچے عہدے پر پہنچ چکا تھا اور پاپائے روم کی طرف سے اسے پوپ بنانے کی تیاری کی جارہی تھی۔ لیکن پادری کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اسی حیثیت میں خدا کی خدمت کرتے رہنا چاہتا ہے۔

بیس سال بعد، ایک رات وہ بڑے یاس کے عالم میں جاگ اٹھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کی ساری زندگی بے فائدہ گزر گئی۔ اتنی زیادہ قابلیت اور صلاحیت رکھنے کے باوجود وہ کچھ بھی حاصل نہ کرسکا۔ اسے یاد آیا کہ دو کاغذات جو وہ اپنی جیبوں میں رکھا کرتا تھا، لیکن اب اس کا زیادہ تر استعمال وہ داہنی جیب سے کیا کرتا۔ وہ جتنا عقل مند بننے کی کوشش کرتا ہے، اس کا عمل اتنا ہی زیادہ احمقانہ ہوتا ہے۔ وہ ذہانت کا ثبوت دینا چاہتا ہے لیکن عقل گھاس چرنے چلی جاتی ہے۔ وہ سیاست میں بھی ناکام ہے اور کوئی مثبت کام سرانجام نہیں دے پارہا ہے۔

''اے خدا! آپ کی فیاضی کو کیا ہوگیا ہے؟ آپ میرے ساتھ عام مزدوروں جیسا سلوک کیوں کررہے ہیں؟ کیا مجھے زندگی میں کچھ کر دکھانے کا موقع نہیں ملے گا؟ برائے مہربانی مجھے ایک موقع تو عطا کر دیجیے۔''

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بے ہنگم انداز سے بائبل کو کھولا۔ سامنے وہ صفحہ نکل آیا جب حضرت عیسیٰؑ ایک غدار کو غذا فراہم کررہے تھے۔ پادری گھنٹوں اس موضوع پر سوچتا رہا۔ ''مقدس کتابوں میں جو لکھا ہے، وہ پورا ہوکر رہے گا۔ چرچ کے بزرگوں کا بھی کہنا یہی

ہے۔"

دوسرے ہی دن شیطان گاؤں میں داخل ہوگیا۔ پادری نے اس معاملے کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ جب اس نے لیونارڈو ونسی کے ڈھانچوں کے بارے میں سنا کہ انہوں نے آخری بار کھانا کھایا تھا، تو اسے بائبل کا وہ صفحہ یاد آ گیا۔ اور پھر مس شانتل پرائم نے شرط کے بارے میں بتایا۔ اور تب اسے خیال آیا کہ اس کی دعاؤں کا جواب آ گیا ہے۔

برائی اسی وقت اثر انداز ہوتی ہے جب خدا لوگوں کے دلوں کو پھیر دیتا ہے۔ پہلی بار جب وہ عیسائی حلقے میں داخل ہوا تھا تو چرچ لوگوں سے بھرا رہتا تھا اور علاقے کے بڑے بڑے سرکردہ لوگ اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا کرتے تھے۔

"برائی اپنا اظہار اسی وقت کرتی ہے جب نیکی سامنے آتی ہے، جیسا کہ بائبل میں اس غدار کا ذکر کیا گیا ہے جس نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ بے وفائی کی تھی۔ اسی طرح گاؤں والے اس وقت یہ بات سمجھیں گے کہ ان کی بھلائی صرف چرچ کے اندر ہی ہے۔ اور وسکوس اتنے طویل عرصے کے بعد، ایک مکمل عیسائی گاؤں بن جائے گا۔

میئر اپنے وقت پر آ گیا۔ "مجھے بتایئے فادر کہ مجھے اس موقع پر کیا کہنا ہے؟"

"ذرا صبر کرو۔ میں ذرا انتظامات سنبھال لوں۔" پادری نے کہا۔

میئر ذرا جھجکا۔ آخر وہ گاؤں کا سب سے بڑا عہدے دار تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی موجودگی میں دوسرا کوئی یہ اہم کام سرانجام دے۔ مگر پادری بھی بیس سال سے اس گاؤں میں رہ رہا تھا، اگرچہ وہ یہاں پیدا نہیں ہوا تھا لیکن آخر تو اس کے بھی کچھ فرائض تھے۔

"چونکہ یہ معاملہ بے حد اہم نوعیت کا ہے لہٰذا بہتر ہے کہ میں ہی براہ راست لوگوں سے خطاب کروں۔" پادری نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ درست فرماتے ہیں۔ میں چرچ کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنا چاہتا۔ معلوم نہیں آگے چل کر معاملات کیا رخ اختیار کریں۔ میں اپنی تجویز پیش کروں گا اور آپ عوام کی رائے اس کے حق میں استوار کریں۔" میئر نے عاجزی سے کہا۔

"اگر منصوبہ آپ کا ہے تو بہتر یہی ہوگا کہ آپ خود اسے عوام کے سامنے پیش کریں۔" پادری نے تجویز پیش کی اور دل ہی دل میں اپنے آپ کو داد دینے لگا۔ "اگر کسی کو قابو میں رکھنا ہو تو اس کے دل میں اپنا خوف پیدا کرو۔"

-17-

دو خواتین نو بجے سے قبل ہی برٹا کے گھر پہنچ گئیں اور انہوں نے دیکھا کہ برٹا اپنے کمرے میں کچھ سوزن کاری میں مصروف ہے۔

آج گاؤں کا ماحول کچھ بدلا بدلا سا نظر آ رہا ہے۔'' ضعیف برٹا نے مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔'' بہت سے لوگوں کے قدموں کی آوازیں مجھے سنائی دے رہی ہیں۔''

''گاؤں میں لوگ ادھر ادھر آ جا رہے ہیں۔'' زمیندارنی نے اس کا وہم دور کرنے کی کوشش کی۔'' یہ سب لوگ چوراہے کی طرف جا رہے ہیں۔ وہاں اجنبی کے بارے میں کچھ باتیں ہوں گی۔''

''بہت خوب۔ یہاں بہت سی باتیں غور طلب ہیں۔ اب شاید وہ اجنبی کی بات مان لیں یا پھر اسے صاف جواب دے دیں گے کہ دو دن کے اندر یہ گاؤں کالی کر دو۔''

''مگر ہمیں اس کا منصوبہ قبول نہیں کرنا چاہیے۔'' میئر کی بیوی بولی۔

'' کیوں نہیں؟ میں نے سنا ہے کہ آج پادری نے ایک شاندار تقریر کی ہے اور بتایا ہے کہ کسی ایک شخص کی قربانی پوری انسانیت کے لیے کس قدر فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔ اور خدا نے کیسے شیطان کی شرط مان لی اور اپنے وفادار اور ملازم کو ملازمت سے برخاست کر دیا۔ تو پھر کیا یہ درست نہ ہوگا کہ وسکوس والے بھی اجنبی کی بات مان لیں۔ یہ ایک طرح سے کاروباری لین دین ہوگا۔'' برٹا اپنی ہی دھن میں نہ جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی۔

'' کیا تم سنجیدہ نہیں ہو سکتی ہو؟'' میئر کی بیوی نے ڈانٹا۔

'' میں تو سنجیدہ ہوں۔ مگر تم میری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہی ہو۔'' برٹا چلائی۔

دونوں خواتین نے سوچا کہ وہاں سے اٹھ جائیں اور برٹا کو اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ مگر یہ بات خطرناک بھی ثابت ہو سکتی تھی۔

''اس کے علاوہ آج مجھے کیوں یہ اعزاز بخشا گیا ہے۔ آج سے قبل تو کوئی مجھ سے ملنے نہیں آتا تھا؟ دو دن قبل مس شانتل نے کہا کہ اس نے کسی بھیڑیے کے غرانے کی آوازیں سنی ہیں۔''

''یہ بالکل غلط ہے۔ آوارہ بھیڑے کا کوئی وجود نہیں ہے۔'' زمیندارنی کہنے لگی۔ ''وہ اجنبی کسی دوسرے گاؤں سے ایک عورت کو لے کر جنگل میں چلا گیا۔ وہاں دونوں میں خوب لڑائی ہوئی اور اجنبی نے اپنے زخموں کا راز چھپانے کے لیے بھیڑیے کی کہانی گھڑ لی۔''

''چلو تمہاری بات مان لیتی ہوں۔'' برٹا نے نیم دلی سے کہا۔ ''اس وقت میں ایک میز پوش تیار کر رہی ہوں۔ پتہ نہیں یہ مکمل بھی ہو سکے گا یا نہیں۔ ممکن ہے کل میں زندہ نہ رہوں۔''

ایک گہری خاموشی چھا گئی۔ ہوٹل کی مالکہ اس سکوت کو ختم کرنا چاہ رہی تھی۔ لہٰذا اس نے بات جاری رکھی۔

''میرا خیال ہے کہ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ ضعیف افراد کا یہ خیال پختہ ہونے لگتا ہے کہ اب وہ موت کے بے حد قریب پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا اب ہمیں موت کے استقبال کی تیاری کر لینی چاہیے۔ موت ایک ایسی حقیقت ہے جو ہمیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے۔''

''بالکل ٹھیک کہا تم نے۔'' برٹا نے فوراً جواب دیا۔ ''میں بھی شام سے یہی سوچ رہی ہوں۔ اور تمہیں پتہ ہے کہ میں کسی نتیجے پر پہنچتی؟ مجھے موت سے بہت ڈر لگتا ہے اور میرا جی ابھی مرنے کو نہیں چاہتا۔''

کمرے کا ماحول کافی کشیدہ ہو رہا ہے۔ میئر کی بیوی کو چرچ کے عقب میں واقع زمین یاد آ رہی تھی۔ خواتین بات چیت کسی اور موضوع پر کر رہی تھیں لیکن ان کا دھیان کسی اور طرف تھا۔

دونوں عورتوں کو اس بات کا کوئی علم نہیں تھا کہ چوراہے پر میٹنگ چل رہی ہے۔ وہ اب کس موڑ پر ہے۔ انہیں پادری کے منصوبے کے بارے میں بھی کچھ پتہ نہیں تھا۔ مزید یہ کہ وسکوس کے مردوں کا اس سلسلے میں کیا ردعمل ہے۔ برٹا کے ساتھ فضول بحث ہی الجھے رہنا صرف وقت کا ضیاع تھا۔

اب وہ اس بات سے بھی متفق نہ تھیں کہ ایک بوڑھی عوت کا قتل ضروری ہے۔ ان کے خیال میں بس اتنا ہی کافی تھا کہ برٹا لاپتہ ہو جائے۔ لکڑیاں جلا کر اجنبی کو یقین دلا دیا جائے کہ لاش کو جلا دیا گیا ہے اور پھر راکھ کو پہاڑیوں میں بکھیر دیا جائے۔ اسی طرح برٹا

زندہ بھی رہے گی اور عوام کو فوائد بھی حاصل ہو جائیں گے۔

''اب تم لوگ کیا سوچ رہی ہو؟'' برٹا نے ان کی سوچ میں دخل اندازی ہوتے ہوئے پوچھا۔

''خوشی کے موقع پر جلانے والی آگ کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔'' میئر کی بیوی نے جواب دیا۔'' ایک خوبصورت تقریب۔ یہ آگ ہمارے دل اور جسم کے لیے باعث تقویت ثابت ہوگی۔ اس طرح وہ بدروحیں بھی جاگ جائیں گی جو اپنے آپ کو چڑیل سمجھتی ہیں۔''

''اگر میں قرونِ وسطیٰ میں رہ رہی ہوتی تو لوگ مجھے زندہ جلا دیتے۔''

''یہ کس قسم کی باتیں نکل پڑی ہیں۔'' ہوٹل کی مالکہ تیز لہجے میں بولی۔'' لگتا ہے ہمارے درمیان کوئی غدار موجود ہے۔ یہ میئر کی بیوی ذرا پہلے یہاں آ گئی تھی اور اس نے نہ جانے کیا کیا برٹا کو بتا دیا ہے۔ کہیں پادری اسے ہی گنہ گار نہ سمجھ لے۔'' وہ دل ہی دل میں سوچتی رہی۔

''آپ لوگوں کا بے حد شکریہ کہ آپ میری خیریت دریافت کرنے یہاں تشریف لائیں۔ میں بالکل خیریت سے ہوں۔ آپ لوگ میری فکر نہ کریں۔ عنقریب میری موت کا کوئی خطرہ بھی نہیں ہے۔'' برٹا اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے دروازہ کھولا اور دونوں خواتین باہر نکل گئیں۔

''آپ لوگوں کو زحمت ہوئی۔ اب میں اپنی سلائی کڑھائی بند کر کے سونے جا رہی ہو۔ میں آپ کو سچ بتاؤں۔ مجھے یقین ہے کہ جنگلی بھیڑیے کا وجود ہے۔ آپ دونوں مجھ سے عمر میں کافی کم ہیں لیکن میری درخواست ہے کہ آپ لوگ میرے گھر کے آس پاس ہی موجود رہیں۔ کہیں وہ بھیڑیا یہاں نہ گھس آئے۔''

نہ جانے کیا سوچ کر دونوں خواتین اس بات پر تیار ہو گئیں۔ انہوں نے برٹا کو خدا حافظ کہا اور برٹا نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

''اسے سب کچھ معلوم ہے۔'' ہوٹل کی ملکہ نے کہا۔'' کسی نے ضرور اس کا بتا دیا ہے۔ کیا اس کا مضبوط لہجہ یہ نہیں بتا رہا تھا کہ اسے اپنے آپ پر پورا بھروسہ ہے۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ہمیں اس پر نظر رکھنے کو یہاں بھیجا گیا ہے۔''

میئر کی بیوی شش و پنج میں پڑ گئی۔'' مگر اسے کیونکر پتہ لگ سکتا ہے؟ کوئی بھی اتنا

پاگل نہیں ہے کہ پوری کہانی اسے سنادے۔''

''وہ خود بھی دلوں کا راز جان سکتی ہے۔اس کی روح چڑیل کی ہے۔کیا تمہیں یاد ہے کہ جب ہم باتیں کررہے تھے تو اچانک سرد ہوا کی ایک لہر ہمارے جسموں سے ٹکرائی تھی۔۔۔ہوٹل والی نے اسے اور خوف زدہ کردیا۔

''مگر کھڑکیاں تو بند تھیں؟'' دونوں کے دل کانپنے لگے اور روحوں کے تصور سے ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔اگر برٹا واقعی کوئی بدروح تھی تو اسی کی موت گاؤں میں خوش حالی لانے کے بجائے کوئی مصیبت کھڑی کرسکتی تھی۔بزرگوں کا یہی کہنا تھا۔

برٹا نے روشنیاں بجھادیں اور کھڑکی میں ان دونوں عورتوں کو دیکھنے لگی جو سڑک کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھی ہوئی تھیں۔وہ یہ فیصلہ نہ کرپائی کہ وہ ان کی حالت پر افسوس کرے یا قہقہہ لگائے یا ان سے ہمدردی کا اظہار کرے۔یہ بات اسی نے باور کرلی تھی کہ قربانی کے لیے اس کا انتخاب کیا جاچکا تھا۔

اس رات اس کا مردہ شوہر خواب میں وارد ہوا اور مزید حیرت انگیز بات یہ تھی کہ شانتل کی دادای بھی اس کے ساتھ تھی۔برٹا کا پہلا ردعمل جلن پر مبنی تھا۔خواتین کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ مگر فوراً ہی اس نے دیکھا کہ دونوں کے چہرے پر یکا یک گھبراہٹ نمودار ہوئی۔یہ باتیں سن کر وہ مزید غم زدہ ہوگئی جو وہ دونوں قربانی کے بارے میں کہہ رہی تھیں۔

دونوں اسے یہاں سے فوراً فرار ہونے کا مشورہ دے رہی تھیں۔''نہیں،آپ لوگ شاید مذاق کررہے ہیں۔'' برٹا نے کہا۔''میں کس طرح بھاگ سکتی ہوں۔میرے پیروں میں ذرا بھی طاقت نہیں ہے تو میں گاؤں سے باہر کیسے جاؤں گی۔براہ کرم اس مسئلے کا کوئی اور حل تلاش کرو اور میری جان بچاؤ۔''

یہ مسئلہ بڑا ہی پیچیدہ تھا۔انہوں نے برٹا کو ایک کہانی سنائی۔''نیکی اور بدی کو ایک قفس میں بند کردیا گیا اور کوئی ان کے درمیان دخل اندازی نہیں کرسکتا تھا۔فرشتے اور شیطان درمیان میں کھڑے یہ سوچ رہے تھے کہ دونوں میں سے کس کا ساتھ دیا جائے۔''

''مجھے اس لڑائی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔'' برٹا چلائی۔''مجھے پہلے اپنی جان بچانی ہے۔''

ہر ایک اپنی دھن میں مست ہے۔کسی کو کسی دوسرے کی فکر نہیں۔یہ معاملہ ایک ہمراز

فرشتے کی وجہ سے شروع ہوا۔ ایک اغوا کے معاملے میں دو عورتوں کی جان خطرے میں پڑ گئی لیکن ایک تین سالہ بچی کی جان بچالی گئی۔ یہ لڑکی اپنے باپ کے لیے ایک فرشتہ تھی اور وہی اپنے باپ کی امیدوں کا مرکز تھی۔ اگر یہ لڑکی اس کی مدد نہ کرتی تو وہ کب کا مرکھپ چکا ہوتا۔ وہ ایک شریف النفس انسان تھا لیکن اس نے بہت سے غم سہے تھے۔ جب وہ لڑکی بیس سال کی عمر کو پہنچی تو اس نے کئی کارہائے نمایاں انجام دیے۔

چوراہے پر ابھی تک بحث جاری تھی۔ برتا کو سخت نیند آ رہی تھی چنانچہ وہ ہر غم سے بے گانہ ہوکر گہری نیند سوگئی۔ اس نے سوچ لیا کہ شانتل خود ہی کسی نتیجے پر پہنچ جائے گی۔

-18-

چرچ کے اندر پاک صاف زمین پر، پادری نے مقدس الفاظ قربانی کے بارے میں ادا کیے اور لوگوں کو بتایا کہ دوسری طرف زمین پر شہادت کے لیے جگہ تیار کی جارہی ہے۔

مختصر سے نیم تاریک چوراہے پر ایک چھوٹا سا بلب روشن تھا۔ حالانکہ میئر نے انتخابات سے قبل وعدہ کیا تھا کہ وہ اس چوراہے کو بقعہ نور بنادیں گے۔ اس وقت یہاں ایک اچھا خاص مجمع موجود تھا۔ دہقانوی اور چراہوں کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہورہی تھیں کیونکہ انہیں صبح سویرے اپنے اپنے کام پر جانا ہوتا تھا۔ پادری نے عین چوراہے پر ایک کرسی نصب کردی تھی اور خود اس پر براجمان تھا تاکہ ایک دنیا سے دیکھ سکے۔

''صدیوں سے چرچ ناانصافی کے خلاف جدوجہد کرتے آتے ہیں۔ آج بھی ہم ایسے ہی مرحلے سے گزر رہے ہیں۔ ہمارے دوست یہاں چرچ کی تعریف اور اس کے فرائض سننے یہاں نہیں آئے ہیں اور نہ ہی گاڑی کے بارے میں کچھ سننا چاہتے ہیں۔ مگر میں آپ کو ایک خاص بات سنانا چاہتا ہوں۔ یہ معاملہ قربانی کے مسئلے پر ہے اور ہمیں اس کا حل تلاش کرنا ہے۔ قربانی کسی ایک شخص کی، اور یہ قربانی پورے گاؤں کو مشکل سے نجات بخش دے گی۔''

''مجھے تو یہ سب دھوکا اور فریب نظر آتا ہے۔'' ایک آواز گونجی۔

''اجنبی کل ہمیں سونے کا دیدار کرائے گا۔'' میئر نے کہا۔ وہ بے حد خوش تھا کہ وہ ایک اہم اعلان کررہا ہے جس کے بارے میں پادری بھی لاعلم تھا۔ ''مس شانتل پرائم یہ

ذمہ داری تنہا نہیں اٹھا سکتی ہے، چنانچہ ہوٹل کی مالکہ نے اجنبی سے درخواست کی ہے کہ وہ تمام سونا یہاں لے آئے۔'' میئر نے ایک نظر مجمع پر ڈالی جو بے حد پر جوش نظر آ رہا تھا۔ اور پھر کہنے لگا۔ ''یہ دولت پورے گاؤں کے لیے ایک نئی زندگی لے کر آئے گی۔ وہ تمام کام جو اب تک ادھورے ہیں، مکمل کیے جائیں گے۔ بچوں کا باغ اور کھیل کا میدان تیار کیا جائے گا۔ ٹیکسوں میں کمی کی جائے گی اور دولت ہی سے ہر شہری کو برابر برابر حصہ بھی ملے گا۔''

''کوئی ہیرا پھیری نہیں ہوگی۔'' قبل اس کے کہ میئر مزید لاف زنی کرتا، پادری نے بات کو درمیان سے اچک لیا تھا کہ اس کا رعب وداب بھی قائم رہے۔ ''ہر شخص کے ذمہ اس کی صلاحیت کے مطابق کام لگا دیے جائیں گے اور اسی کے مطابق اسے معاوضہ بھی ملے گا۔ تمام جرائم کی بیخ کنی کی جائے گی اور یہ گاؤں امن کا گہوارہ بن جائے گا۔''

''مگر یہ قربانی کون دے رہا ہے؟''

میئر نے اس انصاف کا تمام طریقہ کار بیان کیا جس کے تحت برٹا کو اس عظیم قربانی کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔ اسے اپنے شوہر کی جدائی کا دکھ سہنا پڑتا تھا، بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ اس کا کوئی ہمدرد اور دوست نہ تھا۔ اس کی دیوانگی کافی نازک صورت اختیار کر چکی تھی، سارا دن دھول، مٹی اور گرمی سردی میں باہر بیٹھ کر خالی خولی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی رہتی تھی اور گاؤں کے کسی معاملے میں دلچسپی نہیں لیتی تھی۔

اس فیصلے پر سب نے اتفاق کیا۔ میئر کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا کہ کیونکہ لوگوں نے اس کے اختیارات کو تسلیم کر لیا تھا۔

''میں آپ لوگوں کی تصدیق اس فیصلے کے حق میں چاہتا ہوں۔'' پادری نے کہنا شروع کیا۔ ''آپ سب بلند آواز میں اعلان کریں کہ کیا آپ متفق ہیں یا نہیں، تاکہ خدا بھی آپ کی آواز سن سکے اور اسے پتہ لگ جائے کہ اس کے بندے کتنے بہادر ہیں۔''

میئر کو پادری کی تقریر کا انداز پسند نہیں آیا، مگر اس نے بہتر یہی سمجھا کہ خاموشی اختیار کرے اور پادری کو ہی تمام بوجھ اٹھانے دے۔

''آپ لوگ جلد از جلد متفق ہونے کا اعلان کریں۔'' پادری چلایا۔ سب سے پہلی ''ہاں'' کارخانے کے مالک کی آئی۔ اس کے بعد میئر نے ہمت کی اور پھر باری باری ہر ایک نے اپنی رضامندی کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ ان میں بعض ایسے بھی تھے جو یہ چاہتے

تھے کہ یہ میٹنگ جلد از جلد ختم ہو اور وہ گھر جا کر آرام کر سکیں۔ کسی نے بھی ''نہیں''، نہیں کہا۔

''اس گاؤں مین ایک سو آٹھ خواتین اور ایک سو تہتر مرد حضرات رہتے ہیں۔'' پادری نے تقریر جاری رکھی۔ یہاں کی روایت میں ہے کہ ہر شخص شکار کرنا سیکھے۔ لہٰذا ہر ایک کو ایک بندوق کی ضرورت ہے۔ کل صبح ہر شخص کے پاس ایک بندوق موجود ہونی چاہیے جس میں ایک کارٹرج موجود ہو۔ میئر صاحب کے پاس ایک سے زیادہ بندوقیں ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ ایک عدد مجھے بخش دیں۔''

''ہم اپنی بندوقیں وغیرہ غیروں کے حوالے نہیں کر سکتے۔'' ایک شکاری گائیڈ نے چلا کر کہا۔ ''بندوق بے حد حساس ہتھیار ہے اور یہ صرف بردبار اور سمجھ دار لوگوں کے پاس ہونی چاہیے۔''

''میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ میں بتانا چاہ رہا ہوں کہ ایک فائرنگ اسکواڈ کیسے کام کرتا ہے۔ سات سپاہی چنے جائیں گے۔ ایک کی رائفل خالی ہوگی۔ ان میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں ہوگا کہ کس رائفل میں گولی نہیں ہے۔ اس طرح ہر شخص یہی سمجھے گا کہ اس کی رائفل خالی ہے اور مجرم کی موت کے ذمہ دار بقیہ چھ افراد ہیں۔''

لوگ بیزاری کی انتہا پر پہنچے ہوئے تھے لہٰذا انہوں نے فوراً ہی پادری کی تجویز سے اتفاق کر لیا۔ اب ماحول بالکل بدل چکا تھا۔ کسی کو ہونے والے حادثے کی فکر نہیں تھی بلکہ اس خیال میں مگن تھے کہ اب دولت ان کے ہاتھ آنے والی ہے۔

''شکار کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟'' کارخانے دار نے پوچھا۔

''وہ اپنے مقام پر موجود ہوگی۔'' پادری نے کہا۔ ''میں اس بات کا خیال رکھوں گا۔ اس کام کے لیے مجھے تین تندرست و توانا آدمیوں کی ضرورت ہوگی۔''

رضاکارانہ طور پر کوئی آگے نہیں بڑھا۔ تب پادری نے آگے بڑھ کر خود ہی تین آدمیوں کو منتخب کر لیا۔

''یہ قربانی کہاں انجام دی جائے گی؟'' زمیندار نے پوچھا۔

''اس بات کا فیصلہ میں کروں گا۔'' میئر یکدم چلایا۔ اسے خطرہ پیدا ہو گیا کہ اس کے اختیارات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ ''میں یہ ہرگز پسند نہیں کروں گا کہ وسکوس کی سرزمین کسی کے خون سے رنگین ہو۔ کل رات ہم لوگ یہ رسم قربانی سنکسی ستون پر انجام دیں گے۔ تم

سب لوگ اپنے اپنے ٹارچ اور لالٹین وغیرہ لے کر آنا تا کہ اس کی روشنی میں تمام کاروائی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو۔"

پادری اپنی کرسی سے نیچے اتر آیا۔ میٹنگ ختم ہو چکی تھی۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ کچھ کھایا پیا اور اپنے اپنے بستروں پر لیٹ گئے۔ میئر کی بیوی اپنے شوہر کو بتانے لگی، جو کچھ کہ برٹا کے گھر پر ہوا تھا۔ وہ ابھی تک خوفزدہ تھی۔

"یہ بھی کوئی جنگلی بھیڑیے کی جیسی کہانی گڑھی گئی ہے۔" میئر نے بے زاری سے کہا اور منہ پھیر کر سو گیا۔

پادری چرچ میں گھس گیا اور تمام رات عبادت کرتا رہا۔

-19-

شانتل نے اسی بریڈ کا ناشتہ کیا جو اس نے ایک دن قبل خریدی تھی۔ اپنی کھڑکی میں کھڑی ہو کر وہ باہر کا نظارہ کرنے لگی اور دیکھا کہ وسکوس کے رہنے والے بیک وقت کہیں جانے کے لیے نکل رہے ہیں اور سبھوں کے ہاتھ میں ایک ہتھیار بھی ہے۔ اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا کیونکہ اسے شک تھا کہ کہیں اسے قربانی کا بکرا نہ بنا دیا جائے۔ مگر اس کے دروازے پر کسی نے دستک نہ دی۔ بلکہ وہ گرجا میں داخل ہوئے اور برتن کپڑے وغیرہ رکھنے کی جگہ پر خالی ہاتھ دوبارہ جمع ہو گئے۔

وہ اپنے گھر سے نکلی اور ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئی۔ ہوٹل کی مالکہ نے اسے تمام باتوں سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ گذشتہ رات کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ شکار کا انتخاب کیا گیا۔ پادری نے تجویز پیش کی اور قربانی کی کیا کیا تیاریاں کی گئیں۔ اس کا تلخ وتند لہجہ نرمی میں بدل چکا تھا اور حالات شانتل کے حق میں جا رہے تھے۔

"ایک بات میں بتا دوں۔ وسکوس والے ایک نہ ایک دن ضرور تمہارا دم بھریں گے اور یاد کریں گے کہ تم نے ان لوگوں پر کیا احسان کیا ہے۔" ہوٹل کی مالکہ شانتل کی شان میں قصیدہ پڑھنے لگی۔

"مگر اجنبی نے ابھی ہم لوگوں کے سامنے سونا ظاہر نہیں کیا ہے۔" شانتل نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ کسی بڑے تھیلے کا انتظام کرنے گیا ہوا ہے۔"

شانتل نے سوچ لیا کہ اسے جنگل کی طرف نہیں جانا چاہیے کیونکہ اس صورت میں اسے برٹا کے گھر کی طرف سے گزرنا پڑتا اور وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ واپس اپنے کمرے میں چلی گئی اور گزشتہ رات والے خواب کے بارے میں سوچنے لگی۔

خواب یہ تھا کہ ایک فرشتہ آیا، اس نے سونے کی گیارہ سلاخیں شانتل کے حوالے کیں اور کہا کہ انہیں حفاظت سے اپنے پاس رکھو۔ شانتل نے فرشتے کو جواب دیا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو کوئی نہ کوئی مارا جائے گا۔ لیکن فرشتے نے کہا کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے برخلاف یہ سلاخیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ سونا واقعی حقیقت میں موجود ہے۔

اسی بات کو سوچ کر اس نے ہوٹل کی مالکہ سے کہا تھا کہ وہ اجنبی ضرور بالضرور ہم سب کے سامنے سونے کی نمائش کرے گا۔ اس نے ایک نقشہ بھی ترتیب دے رکھا تھا۔ بہرحال، آج تک ایسا نہیں ہوا تھا کہ شانتل کسی بھی معاملے میں فتح یاب ہوئی ہو۔ لہٰذا اس معاملے میں بھی وہ شک وشبہ میں مبتلا تھی کہ کیا ہوگا۔

-20-

برٹا اپنی موت کے انتظامات کا بغور جائزہ لے رہی تھی جو کہ پہاڑی کے عقب میں عمل پذیر ہونا تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ پادری تین مسٹنڈوں کو لے کر اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تین وجوہات اس کے دماغ میں گردش کرنے لگیں اور وہ یکدم اداس ہوگئی۔ اسے اپنا انجام سامنے نظر آنے لگا۔ اس کا مرحوم شوہر بھی اسے تسلی دینے اور ڈھارس بندھانے کے لیے اس کے پاس موجود نہ تھا۔ اور تیسری بات یہ کہ بینک میں اس کی جمع شدہ رقم شیر ہولڈرز کے ہتھے چڑھ جائے گی۔

مگر اس کے ساتھ فرحت اور مسرت کی دو وجوہات بھی تھیں۔ اول یہ کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ جا ملے گی جو کہ اپنی تنہائی دور کرنے کے لیے ان دونوں شانتل کی دادی کے ساتھ سیر و تفریح کر رہا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ جس شاندار اور باوقار انداز میں اسے موت نصیب ہوگی وہ قسمت ہی سے کسی کسی کو ملتی ہے۔ اس کو موت گاؤں والوں کے لیے خوش قسمتی اور خوش حالی لے کر آئے گی۔ لہٰذا وہ اپنی موت پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔

پادری نے اپنے ہمراہیوں کو پیچھے رہنے کا اشارہ کیا اور خود آگے بڑھا تاکہ برٹا کو

مبارک باد دے سکے۔

''شام بخیر!'' برٹا نے خوش دلی سے استقبال کیا۔'' ذرا دیکھیے ! خدا نے کیسی خوبصورت اور دلفریب دنیا بنائی ہے۔'' وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی۔'' یہ لوگ مجھے بہت دور لے جانے کے لیے آئے ہیں۔ مگر میں بھی انہیں وہ تگنی کا ناچ نچاؤں گی کہ زندگی بھر یاد کرتے رہیں گے۔''

''ذرا سوچا، اگر دنیا اس قدر دلفریب ہے تو جنت کیا ہوگی۔'' پادری نے اسے لالچ دی۔ مگر برٹا نے صاف محسوس کرلیا کہ پادری کا لہجہ بناوٹی ہے اور وہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو پرسکون رکھنے کی کوشش کررہا ہے۔

''فادر! کیا آپ کو جنت دیکھنے کا کبھی اتفاق ہوا ہے؟''

''نہیں، ابھی تک تو ایسا موقع ہاتھ نہیں آیا۔'' فادر برٹا کی شرارت پر مسکرائے۔ ''ہاں۔'' ایک بار جہنم ضرور جا چکا ہوں۔ انتہائی بری جگہ ہے، مگر باہر سے بڑی دلکش ہے۔''

برٹا سمجھ گئی کہ ان کی مراد وسکوس گاؤں سے ہے۔

''نہیں فادر! ایسا نہیں ہے۔ دراصل آپ کو سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ وہ دراصل جنت ہی تھی، دنیا کی جنت، جہاں بے شمار لوگ بڑے آرام سے رہ رہے ہیں اور خوشیوں اور مسرتوں سے سرشار ہیں۔''

''لگتا ہے باہر بیٹھ کر نظارہ کرتے کرتے تمہارا ذہن کافی بیدار ہوگیا ہے۔'' پادری نے اس کا طنز سمجھ رہا تھا۔

''ایک طویل زمانہ گزر گیا کہ کسی کو میرے پاس آنے اور ہنسی مذاق کرنے کا خیال آیا ہو۔ اب لوگوں کو خیال آرہا ہے کہ میں بھی کوئی زندہ مخلوق ہوں۔ فادر! ذرا غور کیجئے۔ گزشتہ رات ہوٹل کی مالکہ اور میئر کی بیوی نے اس حقیر کے گھر کو رونق بخشی۔ اور آج عزت مآب پادری صاحب بذات خود تشریف لائے ہیں۔ معلوم نہیں میرے اندر کون سا سرخاب کا پر لگ گیا ہے۔''

''بس یہی سمجھ لو۔'' پادری نے عقیدت سے کہا۔'' اب تم ایک مایہ ناز شخصیت اختیار کر گئی ہو، پورے گاؤں کے لیے۔''

''کیا میرے پاس بے شمار دولت آگئی ہے۔ یا اسی قسم کی کوئی اور چیز؟''

''تمہارے پاس تو شاید کچھ نہیں ہے، مگر تمہاری وجہ سے اس گاؤں میں دولت کی

بھرمار ہونے والی ہے۔ سونے کی دس سلاخیں ہم پر برسنے والی ہیں۔ گاؤں کی آئندہ نسلیں تمہاری احسان مند رہیں گی اور تمہارے اعزاز اور تمہاری یاد میں ایک یادگار مجسمہ تعمیر کیا جائے گا۔"

"فادر! میری ایک گزارش ہے۔ مجسمہ کے بجائے ایک تالاب بنایا جائے۔ یہ لوگوں کی پیاس بجھائے گا اور پریشان حال لوگوں کو سکون بخشے گا۔"

"تالاب بھی بن جائے گا اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو۔" پادری نے فرمایا۔

برٹا نے فیصلہ کیا کہ اب ناٹک کو ختم کر دینا چاہیے اور اصل موضوع پر آنا چاہیے۔" مجھے ہر بات معلوم ہے۔ تم لوگ ایک کمزور اور ضعیف عورت کے ساتھ زیادتی کر رہے ہو جو تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لعنت ہو ایسے مردوں پر اور لعنت ہو اس گاؤں پر اور یہاں کے رہنے والوں پر۔"

"ہاں یقیناً ایسے لوگ قابل نفرت ہیں۔" پادری نے ہاں میں ہاں ملائی۔" مجھے یہاں تبلیغ کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے لیکن کسی نے میری ایک نہ سنی۔ اتنا ہی عرصہ میں نے اچھی اور نیک باتیں بتائیں لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ بالآخر خدا نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اور اس کے لیے مجھے عمل کرانے کا موقع دیا گیا۔"

برٹا نے بڑی مشکل سے اپنی چیخ ضبط کی۔" کسی سے اظہار افسوس کرنے کے لیے عمدہ طریقہ اظہار کوئی تم سے سیکھے مگر پھر بھی ناانصافی اور ظلم اپنی جگہ قائم رہے گا۔"

"دوسروں کی طرح میں یہ کام صرف دولت کے لیے نہیں کر رہا ہوں۔ سونا ایک لعنت ہے۔ یہ کسی کو خوشی نہیں دے سکتا۔ لیکن ایسا میں صرف خدا کے حکم پر کر رہا ہوں۔" پادری نے جواب دیا۔" آؤ اندر چلیں۔"

"فادر! اب بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔" برٹا کا خیال تھا کہ پادری اپنی جیب سے کوئی نیند کی گولی نکال کر اسے کھانے کو کہے گا۔

"تم یا گاؤں کا کوئی بھی شخص میرے کمرے میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ جب تک کہ میں اجازت نہ دوں۔ میں رات گئے یہ دروازہ چوپٹ کھول دوں گی، مگر ابھی نہیں۔"

پادری نے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا جس کے ہاتھ میں ایک پلاسٹک کی بوتل تھی۔

"یہ گولیاں کھالو۔ تمہیں فوراً نیند آجائے گی۔ اور جب تم جاگو گی تو تم آسمان پر ہوگی، اپنے شوہر کے پاس۔"

''میں ہمیشہ سے اپنے شوہر کے ساتھ ہی ہوں، اور اگر چہ میں بے خوابی کی مریضہ ہوں، اس کے باوجود میں نیند کی گولی کبھی نہیں لیتی۔'' برٹا بولی۔

''تھوڑی سی لے لیا کرو۔ یہ بہت زور اثر گولی ہے۔'' پادری نے زور دیا۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور پورے گاؤں پر تاریکی چھانے لگی تھی۔

''یہ کیا زبردستی ہے۔ میں نہیں لینا چاہتی یہ گولیاں۔'' برٹا نے سختی سے کہا۔

''یہ گولیاں تو تمہیں کھانی ہی پڑیں گی۔'' پادری غصے میں بولا۔

برٹا نے اپنے آس پاس دیکھا۔ تین تنومند جوان اور پادری اس کے گرد کھڑے تھے۔ اس نے گولیاں اپنے منہ میں ڈالیں اور پانی کی پوری بوتل پی گئی۔ پانی بالکل بدمزہ تھا۔ نہ اس میں کوئی بو تھی اور نہ رنگ ۔مگر پانی اس دنیا میں ایک بڑی نعمت ہے۔

اس کی نگاہیں ایک بار پھر پہاڑی کی طرف اٹھ گئیں جو کہ اس وقت تاریکی میں ڈھکا ہوا تھا۔ اس نے ایک ستارے کو نکلتے ہوئے دیکھا اور تصور کیا کہ اس کی زندگی اچھی گزرے گی۔ وہ جہاں پیدا ہوئی ہے وہیں جان بھی دے گی کیونکہ یہ اس کی پسندیدہ جگہ ہے۔ لوگوں نے اس کی قدر نہیں کی مگر کوئی بات نہیں۔ اگر کوئی یہ سوچ کر محبت کرتا ہے کہ جواب میں بھی محبت ملے گی تو یہ بیوقوفی ہے۔

اب وہ بخشش دی گئی ہے۔ وہ کبھی کسی دوسرے ملک نہیں گئی۔ مگر وہ جانتی ہے کہ باقی ساری دنیا بھی ایسی ہی ہے جیسا کہ یہ گاؤں ہے۔ اس نے اپنا محبوب شوہر کھو دیا لیکن خدا نے اسے اپنی محبت عطا کی اور اس کا خیال رکھا، اور آئندہ بھی رکھے گا، یعنی کہ موت کے بعد بھی۔ اس نے اپنے گاؤں کو عروج پر دیکھا ہے اور زوال بھی اور اس وقت دنیا چھوڑ رہی ہے جب کہ یہ گاؤں قائم ہے۔

وہ ماتم کناں تھی پادری کے لیے میئر کے لیئے، مس شانتل کے لیے، اجنبی کے لیے اور وسکوس کے تمام باشندوں کے لیے برائی سے کوئی نیک نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا جیسا کہ ان لوگوں نے سوچ لیا تھا۔ جب ان کو کچھ عقل آئے گی تو وقت ہاتھ سے نکل چکا ہو گا۔

اسے افسوس تھا تو صرف ایک بات کا۔ سمندر اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اسے کوئی اندازہ بھی نہیں تھا کہ سمندر کیسا ہوتا ہے۔ بس کسی نے بتایا تھا کہ یہ بے حد طول طویل وعریض اور گہرا ہوتا ہے۔ سمندر کا پانی چکھنے کا بھی اسے شوق تھا۔ اس کی زندگی کی آخری خواہش تھی کہ وہ ریت پر چلے اور اپنے ننگے پیروں میں اس کی نمی محسوس کرے۔ بس یہی

ایک شکایت یا کمی کا احساس اسے زندگی سے رہ گیا تھا۔ وہ یہ مزہ چکھے بغیر اس دنیا سے جا رہی تھی۔ بے شک خدا نے اسے ایک عظیم قربانی کے لیے چن لیا تھا، یہ اس کی خوش قسمتی تھی جس پر وہ جتنا بھی ناز کرتی، کم تھا۔

اس نے آخری بار ایک ستارہ چمکتا ہوا دیکھا اور پھر اس کی آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو گئیں۔

-21-

اجنبی ہوٹل کے باتھ روم میں تھا۔ اس نے تمام سلاخوں کو اچھی طرح صاف کیا اور اپنے بڑے سفاری تھیلے میں ٹھونس دیا۔ دو دن قبل ہی اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے اور اب اسے اپنا آخری کردار انجام دینا تھا۔ وہ آخری بار اسٹیج پر نمودار ہونے والا تھا۔

اس نے پورا منصوبہ تیار کر لیا تھا۔ اس چھوٹے سے گاؤں میں کوئی شریک کار تلاش کر لینا کوئی مشکل نہ تھا۔ اگر کوئی بات اس کے خلاف ہو جاتی تب بھی کوئی اس پر الزام نہیں لگا سکتا تھا کہ اس نے کسی کو قتل پر اکسایا ہے۔ ٹیپ ریکارڈز، انعام، اس نے سب بندوبست کر لیا تھا۔ پہلے اس نے گاؤں میں دوست بنائے اور پھر دہشت اور بددلی پھیلائی۔ جیسی ناانصافی اس کے ساتھ ہوئی تھی، وہ بھی دوسروں کے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔ جیسے اس کو پاتال میں پھینک دیا گیا تھا، وہ بھی وہی کچھ کرے گا۔

اس نے بڑی احتیاط سے ہر چیز تیار کر رکھی تھی، مگر سوائے ایک بات کے۔ اسے پورا یقین نہیں تھا کہ اس کا منصوبہ سوچ کے مطابق کام کرے گا یا نہیں۔ مگر پھر بھی اس نے سوچ رکھا تھا کہ جب وہ موقع آئے گا تو وہ بڑے اطمینان سے صرف ''نہیں'' کہہ دے گا اور پوری کہانی تبدیل ہو جائے گی۔ اس وقت ایک شخص ڈرامے میں داخل ہوگا اور وہ بتائے گا کہ ہم نے ابھی کچھ نہیں کھویا ہے۔ اگر ایک آدمی پورے گاؤں کو بچا سکتا ہے تو سمجھو کہ پوری دنیا محفوظ ہے۔ امید ہمیشہ قائم رہنی چاہیے۔ جیت ہمیشہ سچائی کی ہوتی ہے، برے لوگ ہمیشہ منہ کی کھاتے ہیں۔ اسے نئے سرے سے خوشیاں تلاش کرنی پڑیں گی۔

مگر اس کا اندازہ غلط ہو گیا اور اب وہ اس میں تبدیلی نہیں کر سکتا تھا۔

کسی نے اس کے دروازے پر دستخط دی۔

''اب ہمیں بھاگ نکلنا چاہیے۔'' اس نے ہوٹل کی مالکہ کی آواز سنی۔'' وقت ہوگیا ہے۔''

''ٹھیک ہے، میں نیچے آرہا ہوں۔'' اجنبی نے اپنی جیکٹ اٹھائی اور نیچے بار میں ہوٹل کی مالکہ کے پاس چلا گیا۔'' میں نے سب سونا رکھ لیا ہے۔ مگر کوئی غلط فہمی نہ رہے، بہت سے لوگوں کو میرے بارے میں علم ہے کہ میں کہاں ہوں۔ اگر تمہیں اپنا شکار تبدیل کرنا ہے تو پھر سمجھ لو کہ پولیس میری تلاش میں یہاں آجائے گی۔''

ہوٹل کی مالکہ نے اثبات میں گردن ہلادی۔

-22-

آئرستانی قوم کی سنگی یادگار وسکوس سے کوئی آدھے میل کے فاصلے پر تھی، کئی صدیوں تک لوگ یہی سمجھتے رہے کہ یہ بس محض ایک پتھریلی چٹان ہے اور تیز ہوا اور برف پڑنے سے ذرا چکناہٹ آگئی ہے۔ مگر اس کی چوٹی پر ایک روشنی سی چمکتی رہتی تھی جسے بولٹ سے کس دیا گیا تھا۔ اہاب اپنی مجلس اسی جگہ پر منعقد کیا کرتا تھا کیونکہ یہ چٹان ایک قدرتی میز کا بھی کام دیتی تھی۔

ایک بار حکومت نے ایک سروے ٹیم روانہ کی تا کہ وہ وادی میں آئرستانی آبادی اور جائیداد کا جائزہ لے سکے۔ اور تب وہ یادگار دریافت ہوگئی۔ اس کے بعد آثار قدیمہ کے ماہرین آئے جنہوں نے ہر طرف سے اس کی پیمائش کی اور بحث مباحثے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ آئرستانی قبیلہ اس جگہ کو ایک قابل تعظیم جگہ سمجھ کر اس کی پرستش کیا کرتا تھا۔ کچھ لوگوں نے اس کو رصدگاہ سمجھا اور کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ پادری حضرات یہاں نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر کے ان سے زیادتیاں کیا کرتے تھے۔ ماہرین کئی دن تک گفتگو کرتے رہے اور پھر ایک اور دلچسپ نتیجے پر پہنچے۔ وہ یہ کہ وہ کوئی بات یقین سے نہیں کہہ سکتے۔

میئر منتخب ہونے کے بعد اس نے وسکوس میں سیاحت کو فروغ دینے کا ایک نیا طریقہ نکالا۔ اس نے آئرستانی یادگار کے بارے میں مضامین شائع کروائے، مگر جنگل میں آنا جانا انتہائی دشوار تھا۔ جو چند دلیر سیاح وہاں پہنچے تو انہوں نے یہی دیکھا کہ وہاں ایک عام سا پتھر پڑا ہوا ہے جس پر گاؤں کے کچھ لوگوں نے نقاشی کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کوشش

نئی کتاب:

عورت کتھا

غیر ملکی زبانوں کے خواتین ادیبوں کے افسانے

(اردو تراجم)

انتخاب و ترتیب: یاسر حبیب

اس کتاب میں براعظم افریقا، ایشیا، جنوبی امریکا اور آسٹریلیا کی ممتاز خواتین ادیبوں کے 44 افسانے شامل ہیں۔

کتاب کی خریداری کے لیے رابطہ کریں۔

سٹی بک پوائنٹ، نوید اسکوائر، اردو بازار، کراچی۔
رابطہ نمبر 03122306716 (واٹس ایپ یا کال)

ناکام ہوگئی اور یادگار کو لوگوں نے ایک تفریحی مقام کی حیثیت دے دی۔

اس شام اکثر گھروں میں یہی بحث چل رہی تھی۔ وسکوس کے مرد وہاں تنہا جانا چاہتے تھے جب کہ اس کی بیویاں اس مقدس قربانی میں شامل ہونا چاہتی تھیں۔ مرد اسے قربانی نہیں بلکہ قتل کا نام دے رہے تھے۔ شوہر حضرات اس بات پر تو متفق تھے کہ ایک بندوق اتفاقاً چل سکتی ہے لیکن جان بوجھ کر کسی پر گولی چلانا قتل عمد کہلائے گا۔ عورتوں کا یہ بھی مطالبہ تھا کہ عورتوں کو آزادی دی جائے اور ان کے حقوق تسلیم کیے جائیں۔

اب یہ مجمع یادگار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سب کے ہاتھ میں ٹارچ تھی، گویا دوسو اکیاسی شمعیں اس اندھیرے میں روشن تھیں۔ برٹا کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا جو کہ تمام گاؤں والوں کی رہنمائی کر رہی تھی۔ مردوں کے ایک ہاتھ میں ٹارچ یا لالٹین تھی اور دوسرے ہاتھ میں بندوق، جس کی نال کھلی ہوئی تھی۔

اس قطار میں صرف برٹا ہی ایسی تھی جس کو چلنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ ایک اسٹریچر پر لیٹی ہوئی تھی اور دو چوب کار ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ سبھوں کے لب خاموش تھے اور سب ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے، گویا کہ یہ کوئی خواب ہے اور وہ اسے جلد از جلد بھول جانا چاہتے ہوں۔ آئرستانی یادگار کے پاس پہنچ کر سب نے ایک حلقہ بنایا۔ میئر نے ایک اشارہ کیا اور چوب کاروں نے برٹا کو اسٹریچر سے نکال کر باہر رکھ دیا۔

یہ کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ کارخانے دار نے احتجاج کیا۔ اسے وہ فلم یاد آنے لگیں جس میں فوجی سپاہی زمین پر رینگ رہے تھے۔ ''زمین پر لیٹے ہوئے فرد پر گولی چلانا مشکل ہے۔''

چوب کاروں نے برٹا کو پتھر کے ساتھ بٹھادیا۔ اب بات قابل قبول تھی۔ اچانک ایک سسکی کی آواز برآمد ہوئی۔ کوئی خاتون روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ''وہ ہماری طرف دیکھ رہی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ ہم لوگ کیا کر رہے ہیں۔''

لیکن، ظاہر ہے، برٹا کچھ بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ اسے باوقار خاتون کو اس حالت میں دیکھنا بھی کارے دارد تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ گہری نیند سو رہی ہے۔ اور ایک ابدی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر کھیل رہی تھی اور شاید سوچ رہی تھی کہ چند لمحوں بعد اس کے جسم کے پرزے پرزے بکھر جائیں گے۔

''اس کا منہ دوسری طرف پھیر دو۔'' میئر نے حکم دیا جس میں خود بھی برٹا سے نظریں

چار کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

چوب داروں نے بڑبڑاتے ہوئے اس کے جسم کو گھمایا اور منہ دوسری طرف کر دیا۔ اب اس کا جسم پتھر پر اس طرح پڑا ہوا تھا کہ اس کا سر اور سینہ زمین کی طرف ہو رہا تھا۔ انہوں نے ایک رسی لے کر اسے مضبوطی سے باندھ دیا۔ میئر نے کہا کہ اب ہمیں اپنا کام مکمل کر لینا چاہیے۔ وہ خوش تھا کہ پادری بالکل خاموش ہے۔ اس طرح میئر کی حیثیت مستند تھی۔ ''ہوسکتا ہے کہ یہ روشنیاں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیں اور وہ تلاش میں نکل کھڑے ہوں۔ اسی لیے ذرا جلدی کرو۔ اپنی بندوقیں سیدھی کر لو اور فائر کر دو۔ اس کے بعد ہم فوراً یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔''

کوئی تقریب نہیں ہوئی، یہاں تک کہ کسی نے الوداعی کلمات بھی ادا نہیں کیے۔ فوجیوں کی طرح انہوں نے سیدھے سادے انداز میں حکم کی تعمیل کر دی۔ اچانک میئر کو احساس ہوا کہ وہ ایک خطرناک جال میں پھنس چکا ہے۔ ساری کی ساری کہانی تمام گردش کر رہی تھی۔ قاتل بھی جان گئے تھے کیا ہوا ہے اور ان کے دل کانپ اٹھے۔ اب انہیں میئر کی شکل نجات دہندہ کے بجائے کسی بدمعاش جیسی نظر آ رہی تھی۔

خواتین بھی وہاں آ گئی تھیں۔ مرد حضرات تقریباً پچاس فٹ دور بندوقیں تانے کھڑے تھے۔ ان کا نشانہ خطا ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا کیونکہ وہ بچپن سے بندوقیں چلا رہے تھے اور جانوروں اور پرندوں کو نشانہ بنایا کرتے تھے۔

میئر فائر کرنے کا حکم دینے ہی والا تھا کہ ایک زنانہ آواز آئی۔ ''ایک منٹ ٹھہر جاؤ۔'' یہ مس شانتل پرائم کی آواز تھی۔ ''کیا آپ لوگوں نے سونے کا نظارہ کر لیا ہے؟''

بندوقیں نیچے جھکا دی گئیں مگر فائر کرنے کو بالکل تیار۔

''نہیں ابھی نہیں۔'' اجنبی کی آواز گونجی۔ ''سبھوں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ آہستہ آہستہ بندوقوں کی جانب بڑھتا گیا۔ اس نے اپنا سفاری بیگ نیچے رکھا اور ایک ایک کر کے سلاخوں کو باہر نکالتا گیا۔ ''یہ ہیں سونے کی سلاخیں۔'' وہ اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

شانتل نے آگے بڑھ کر ایک سلاخ اٹھائی۔ ''یہ سونے کی سلاخ ہے۔'' اس نے کہا۔ ''مگر بہتر ہے کہ آپ بھی دیکھ لیں۔ نو خواتین آگے بڑھیں اور زمین پر پڑی ہوئی ایک ایک سلاخ اٹھا کر اس کو اچھی طرح دیکھ لیں۔''

میئر کو پریشانی لاحق ہو رہی تھی۔ لوگ بندوق سنبھالے کھڑے تھے اور اسی تناؤ کی

کیفیت میں کسی سے اتفاقاً بندوق چل سکتی تھی۔ مگر خطرے سے بے پرواہ ہو کر خواتین آگے بڑھیں جن میں میئر کی بیوی بھی شامل تھی۔ وہ آگے بڑھیں اور شانتل کی ہدایت کے مطابق سلاخوں کو دیکھا بھالا۔

''یہ سونا ہی ہے۔'' میئر کی بیوی نے خود پہنے ہوئے زیوارت سے اس کا موازنہ کیا اور تصدیق کر دی۔ ''اس پر سرکاری مہر بھی لگی ہوئی ہے اور سلسلہ وار نمبر بھی دے ہوئے ہیں۔ تاریخ اجرا اور وزن بھی درج ہے۔ یہ بالکل اصل سونا ہے۔''

''بہت خوب۔ ان سلاخوں کو ایک طرف رکھ دیجئے اور میری بات کو توجہ سے سنیے۔'' شانتل بول اٹھی۔

''یہ تقریر کرنے کا وقت نہیں ہے۔'' میئر نے کہا۔ ''سب لوگ پیچھے ہٹ جائیں تاکہ ہم لوگ اپنا فرض پورا کر سکیں۔''

''بکواس بند کرو، احمق کہیں کے!'' یہ شانتل کے الفاظ تھے اور سب لوگ دم بخود رہ گئے۔ کسی کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس طرح کی بداخلاقی کوئی کر سکتا ہے اور وہ بھی میئر کی شان میں۔

''کہیں تم پاگل تو نہیں ہوگئی ہو؟'' میئر کو بھی غصہ آ گیا۔

''میں نے کہا، خاموش رہو۔'' شانتل اور بھی طیش میں آ گئی۔ اس کے ہاتھ پیر غصے سے کانپ رہے تھے اور اس کی آنکھیں نفرت آلود انداز میں پھیل گئیں تھیں۔ ''تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تم خود بھی بیوقوف بن گئے اور ایک قتل کر کے ہم لوگوں کو بھی مصیبت میں پھنسا دیا ہے۔''

میئر آگے بڑھا اور چاہتا تھا کہ شانتل کو ایک تھپڑ لگائے۔ مگر فوراً ہی دو آدمیوں نے اسے پکڑ لیا۔ ''پہلے ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ لڑکی جو الزام عائد کر رہی ہے۔ اس میں کتنی صداقت ہے۔'' ایک نے چلا کر کہا۔

جیسے جیسے لوگوں کو احساس ہوتا گیا کہ معاملہ کس قدر سنجیدہ ہے۔ ان کی حالت خراب ہوتی چلی گئی۔ احساسِ گناہ بڑھتا چلا گیا اور شرم سے ان کے سر جھک گئے۔ وہ یہ بات سوچ سوچ کر خوفزدہ ہوتے رہے کہ اس بوڑھی عورت کا بھوت ہر رات ان کے خوابوں میں آ کر انہیں ڈرائے گا۔

''میں تم لوگوں کو بتاتی ہوں۔'' شانتل نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پرعزم انداز میں

گویا ہوئی۔ ''میں تم لوگوں کا زیادہ وقت نہیں لوں گی، یہاں جو کچھ ہو رہا ہے، اسے دیکھ کر مجھے سخت تعجب ہوا۔ جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں، اہاب کے زمانے میں اکثر افراد اس بات کی طرف اشارہ کرتے تھے کہ اس گاؤں کی مٹی میں کوئی معدنی دھات ملی ہوئی ہے جو کہ ممکن ہے کہ سونا ہی ہو۔ یہ لوگ اپنے آپ کو کیمیا گر کہا کرتے تھے۔ اور کم از کم ایک شخص نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ لیکن اہاب نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

آج تم لوگ بھی وہی سب کچھ کرنے کی کوشش کر رہے ہو اور اس سرزمین کو خون سے رنگین کرنا چاہتے ہو۔ تمہارا تصور یہ ہے کہ تمہاری یہ حرکت اس عورت کو دولت میں بدل دے گی۔ ہوسکتا ہے تمہارا یہ اقدام درست ہو۔ مگر یاد رکھو کہ دولت آنی جانی شے ہے اور رفتہ رفتہ یہ تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے گی۔''

اجنبی سخت حیرانی کے عالم میں لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی عالمانہ اور عاقلانہ باتوں کو بڑی توجہ سے سن رہا تھا اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ یہ لڑکی اس طرح بولتی رہے۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کے دل کے کسی کونے میں کوئی روشنی کی کرن چمک رہی ہے۔ اور اس کے دل میں امید کی کرن جگمگا رہی ہے۔

''اسکول میں ہمیں عظیم شہنشاہ میڈاس کے بارے میں بتایا گیا۔ میڈاس کی ملاقات ایک دن ایک دیوتا سے ہوگئی۔ دیوتا نے پیشکش کی کہ وہ جو خواہش بیان کرے، وہ پوری ہوگی، میڈاس دولت کا بھوکا شخص تھا۔ اگرچہ وہ بے شمار دولت کا مالک تھا لیکن اس کی نیت نہیں بھرتی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ مزید دولت حاصل کرے۔ اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ جس چیز کو ہاتھ لگائے، وہ سونا بن جائے۔

اب ذرا یہ داستان بھی سن لو کہ میڈاس نے کیا کارنامہ انجام دیا۔ اس نے پہلے تو محل میں موجود ہر شے کو اور پھر محل کو بھی سونے میں بدل ڈالا۔ اب اس نے محل کے باہر توجہ دی۔ پھلوں، پھولوں، درختوں، یہاں تک کہ اپنے تمام باغوں کو بھی سونا بنا دیا۔ جب دوپہر ہوئی اور اسے بھوک نے ستایا تو وہ کھانا کھانے بیٹھا۔ جیسے ہی اس نے بہترین اور تازہ پکے ہوئے گوشت کو ہاتھ لگایا وہ سونے میں تبدیل ہوگیا۔ ناامیدی کی حالت میں وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے درخواست کی کہ خدا کے لیے کوئی ترکیب سوچو اور میری مدد کرو۔ اسے اپنی زبردست غلطی کا احساس ہو چکا تھا۔ وہ ازالہ کرنا چاہتا تھا اور اپنی اس خواہش پر

نادم تھا۔ مگر وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ اس نے جیسے ہی بیوی کو ہاتھ لگایا، وہ سونے کی عورت بن گئی۔

ملازمین یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر محل سے نکل بھاگے کہ کہیں ان کا بھی یہی حشر نہ ہو۔ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ بھوک اور پیاس کی شدت سے میڈاس کا دم نکل گیا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس کے چاروں طرف سونا ہی سونا بکھرا پڑا تھا۔ لیکن یہ سب کچھ اس کے کس کام کا تھا؟''

''تم یہ فضول سی کہانی ہم لوگوں کو کیوں سنا رہی ہو؟'' میئر کی بیوی چلا کر بولی۔ اس نے سونے کی سلاخ نیچے زمین پر رکھ دی اور اپنے شوہر سے مخاطب ہوئی۔ ''کیا کوئی ایسا دیوتا وسکوس میں بھی آ گیا ہے اور کسی کو ایسی طاقت بخش دی ہے؟''

''میں تم لوگوں کو ایک سبق سکھانے کی کوشش کر رہی ہو، سونا بذات خود کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ یہ بالکل ایک حقیر چیز ہے۔ ہم اسے کھا نہیں سکتے اور پی بھی نہیں سکتے۔ ہم صرف سونے کا ٹکرا لے کر کیا کریں گے؟ یہ اسی وقت کارآمد ہے جب ہم اس کو رقم میں تبدیل کرلیں۔ اس کا ایک طریقہ یہ بھی ممکن ہے کہ ہم لوہے کے کارخانے دار سے گزارش کریں کہ اس سلاخ کو دوسو اسی حصوں میں تقسیم کردے۔ اس کے بعد ہر آدمی شہر میں جا کر اس کی رقم کھری کرلے۔ مگر اس طرح ایک ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوگا اور حکومت کے اہل کار کھوج لگانے کو آ جائیں گے کہ یہ سونا کہاں سے آیا۔ ہم یہ جواب دے سکتے ہیں کہ آثر ستانی خزانہ دریافت ہوا ہے اور یہ سونا وہاں سے ہی برآمد ہوا ہے۔ مگر ان سلاخوں کو دیکھ کر پتہ چل جائے گا کہ سونا پرانا نہیں بلکہ حال ہی میں بنایا گیا ہے، اور یہ جھوٹ بھی پکڑا جائے گا کہ یہاں کوئی خزانہ دفن تھا۔''

''نوجوان خاتون! تم بے حد نادان ہو۔'' زمیندار نے کہا۔ ''ہم ان سلاخوں کو ان کی اصل حالت میں قائم رکھیں گے اور بینک سے رقم میں تبدیل کرا کے آپس میں تقسیم کرلیں گے۔''

''اس کے علاوہ ایک طریقہ اور بھی ہے۔ میئر دس سلاخیں لے کر بینک میں چلے جائیں اور اس کے بجائے رقم کا مطالبہ کریں۔ چونکہ میئر ایک باعزت عہدے دار ہے لہٰذا بینک والے اس پر اعتبار کرلیں گے۔ بینک کے ذمہ دار افراد اتنا ضرور پوچھیں گے کہ اس کی خریداری کے کاغذات وغیرہ کہاں ہیں۔ تب میئر بتا سکتا ہے کہ ایک اجنبی نے گاؤں والوں

کو یہ تحفہ دیا ہے۔ اس کے بعد بینک والے اپنے ہیڈ آفس سے رابطہ کریں گے۔ چونکہ اتنی لمبی رقم کا بندوبست فوری طور پر ناممکن ہے لہٰذا میسرؔ کو انتظار کرنے کو کہا جائے گا۔ بعد ازاں تحقیقات کے بعد یہ نتیجہ بھی نکالا جاسکتا ہے کہ یہ سونا چوری کیا گیا ہے یا ایک ایسے منظّم گروہ کی ملکیت ہے جن پر شبہ ہے کہ وہ منشیات کی تجارت میں ملوث ہیں۔''

شانتل نے ایک گہری سانس لی۔ شانتل نے یہ خطرہ پہلی بار اس وقت محسوس کیا تھا جب وہ اپنی سلاخ لے کر فرار ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ اب اسے یہ خطرہ درپیش تھا کہ وہ اپنی سلاخ کو الگ اپنے لیے مخصوص نہیں کر سکے گی، بلکہ اسے وہ سلاخ بھی بقیہ سلاخوں کے ساتھ شامل کرنی پڑے گی۔

''ان سلاخوں پر سلسلہ وار نمبر شمار کنندہ ہے اور تاریخ بھی۔ چنانچہ ان کی تصدیق کرنا نہایت آسان ہے، سب لوگوں کی نگاہیں اجنبی کی جانب اٹھ گئیں جو بڑی وجاہت کے ساتھ کھڑا تھا۔

''اس اجنبی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' شانتل بول اٹھی۔ ''اب ہمیں اعتماد کر لینا چاہیے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ صحیح ہے۔ لیکن دوسری بات یہ بھی ہے کہ ایک شخص جو قتل پر اکسا رہا ہے، اس پر کیسے بھروسہ کیا جائے۔''

''ہم اسے اپنی قید میں اس وقت تک رکھیں گے جب تک کہ ہمیں ان سلاخوں کے عوض رقم نہ موصول ہو جائے۔'' کارخانے کے مالک نے اپنا خیال ظاہر کیا۔

اجنبی نے ہوٹل کی مالکہ کی جانب اشارہ کیا اور اس نے اجنبی کی حمایت میں کہنا شروع کیا۔ ''اسے ہاتھ بھی مت لگانا۔ اس کی پہنچ بہت اوپر تک ہے۔ بڑے بڑے لوگ اس کے دوست ہیں۔ میں نے فون پر اسے اکثر ذمہ دار افراد سے باتیں کرتے ہوئے سنا ہے۔ اس کے پاس کئی ملکوں کے ہوائی ٹکٹ بھی موجود ہیں۔ اگر کسی کو ذرا بھی شک و شبہ ہوا کہ وہ غائب ہو گیا ہے یا اغوا کر لیا گیا ہے تو وسکوس والوں کو مصیبت آ جائے گی۔''

شانتل نے سونے کی سلاخ زمین پر رکھ دی اور فائر کی لائن سے ہٹ کر ایک طرف کھڑی ہوئی۔ دیگر خواتین نے بھی اس کی تقلید کی۔

''اب اگر چاہو تو گولیاں چلا دو، مگر یاد رکھنا کہ یہ جال اجنبی نے تم لوگوں کے لیے بچھایا ہے۔ میرا اس قتل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

''تم کو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔'' زمیندار چلایا۔

''لیکن اگر میرا اندازہ ٹھیک ہے تو میسٔر بہت جلد سلاخوں کے پیچھے ہوگا اور دنیا والے وسکوس کی طرف اس شخص کو دیکھنے کے لیے دوڑے چلے آئیں گے جس نے خزانہ لوٹا ہے۔ مگر میں اس میں شامل نہیں ہوں گی۔''

''میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں خاموش رہوں گا۔ میں اپنے آپ کو معصوم ثابت کر کے رہوں گا۔ اس کے علاوہ میسٔر کو ہم لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس اجنبی کی طرح سرسری نہیں جو نہ جانے کب وسکوس چھوڑ جائے۔ وہ ایسا بھی کرسکتا ہے کہ سارا الزام اپنے سر لے لے اور یہ کہہ دے کہ اس نے یہ سلاخیں ایک آدمی کے سامان میں سے چرائی تھیں جو وسکوس کی سیر کرنے آیا تھا۔ تب وہ ہماری نظروں میں ہیرو کا درجہ اختیار کر جائے گا۔ اسی طرح جرم چھپ جائے گا اور ہم لوگ آرام سے زندگی گزار سکیں گے، مگر سونا ہمیں نہیں ملے گا۔''

''مگر میں ایسا کر کے دکھاؤں گا۔'' یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ سب کچھ محض فریب نظر ہے، میسٔر نے پرجوش انداز میں کہا۔

اس دوران پہلی بندوق گرنے کی آواز سنائی دی۔

''میرے اوپر بھروسہ رکھو۔ میں ہر قسم کی ذمہ داری لینے کو تیار ہوں۔'' میسٔر نے چلا کر کہا۔

مگر جواب میں ہتھیار گرنے کی آوازیں یکے بعد دیگرے آتی رہیں۔ یہاں تک کہ تمام بندوقیں ختم ہوگئیں۔ صرف پادری اور میسٔر کی بندوقیں نشانہ باندھے تیار تھیں۔ ایک کا نشانہ برٹا تھا اور دوسری کا مس شانٹل ۔ لیکن وہ چوب کار، جس نے پہلے بھی رنگوں کی آمیزش کی تھی، بوڑھی عورت کے جسم کی حقیقت کو جان چکا تھا، وہ آگے بڑھا اور ان دونوں معززین سے ہتھیار لے لیے۔ میسٔر اتنا زیادہ احمق نہیں تھا کہ وہ بدلہ لینے کے لیے ایک قتل جیسے جرم کا ارتکاب کرتا اور پادری کو تو بندوق چلانے کا کوئی تجربہ ہی نہیں تھا۔

مس شانٹل کا کہنا درست تھا کہ دوسرے پر اعتبار کرنا خطرناک ہے۔ باقی لوگوں کا بھی اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا کیونکہ وہ سب ادھر ادھر ہونا شروع ہوگئے پہلے عمر رسیدہ لوگ آگے بڑھے اور ان کے پیچھے کم عمر لوگ۔

سب آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے کہ یہ ہفتہ ایک خواب کی طرح گزرا بلکہ بھیانک خواب۔

-23-

صرف تین صاحبان اور دو ٹارچ آخیر وقت تک وہاں موجود رہے، جن میں سے ایک گہری نیند میں غرق تھا اور پتھر کے ساتھ بندھا ہوا۔

''اس گاؤں کی دولت یہی ہے۔'' اجنبی نے شانتل سے کہا۔

''مگر یہ سونا اس گاؤں کا نہیں ہے، یہ صرف میرا ہے۔ یہ سلاخ y کی شکل والی چٹان کے پاس دبی ہوئی تھی اور تمہیں میرے ہمراہ جا کر اس کو رقم میں تبدیل کروانا ہے۔ تمہاری بات کا مجھے اعتبار نہیں ہے۔''

''تمہیں معلوم ہے کہ میں یہ سب کچھ نہیں کروں گا جو تم کہہ رہی ہو۔ میری جو توہین تم کر رہی ہو، یہ اس سے زیادہ نہیں ہے جو تمہیں خود اپنے لیے محسوس کرنا چاہیے۔ تمہیں تو حالات کا احسان مند ہونا چاہیے کیونکہ تمہیں سونے کی سلاخ دکھا کر میں نے تمہیں دولت مند بنا دیا۔ میں نے تمہیں بولنے کا سلیقہ سکھایا اور بتایا کہ اپنی بات پر کیسے قائم رہنا چاہیے۔''

''آپ کی بڑی مہربانی۔'' شانتل نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ ''میں نے تمہیں انسانی فطرت کے راز سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ یہ بھی بتا دیا تھا کہ وسکوس زوال پذیر ہے، لیکن اس کا ماضی بہت ہی شاندار رہا ہے۔''

شانتل نے دیکھا کہ برٹا کی پیشانی پر چوٹ لگی ہوئی ہے۔ شاید یہ اس وقت لگی تھی جب برٹا کے سر کو چٹان کے ساتھ لگایا گیا تھا۔ مگر یہ کوئی گہرا زخم نہیں تھا۔ اب ان لوگوں کو صبح تک وہاں انتظار کرنا تھا تاکہ برٹا کو ہوش آ جائے۔

''کیا تم میرے ان سوالات کا جواب ابھی دے سکتی ہو؟'' اجنبی نے پوچھا۔

''تمہیں کس نے بتایا تو ہوگا کہ ساون اور اہاب کی ملاقات ہوئی تھی۔''

''ہاں، بالکل وہ پادری یہاں آیا اور مختصراً اپنی بات بھی سمجھانے کی کوشش کی اور اہاب نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔''

''بالکل درست۔ سونے سے قبل بھی ان دونوں میں کچھ مذاکرات ہوئے اور پھر ساون نے اہاب سے پوچھا۔ ''اگر آج کی رات دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی پر تمہاری نظر پڑ جاتی ہے تو کیا تم اسے ورغلانے کی کوشش نہیں کرو گے؟''

''نہیں۔ بلکہ میں اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کروں گا۔'' سینٹ ساون نے کہا۔

"اور اگر تمہیں سونے کے بے شمار سکوں کا لالچ دیا جائے اور کہا جائے کہ تم اپنی عبادتیں چھوڑ کر رنگ رلیاں مناؤ تو تم کیا کرو گے؟"

"میں اپنے جذبات اور خیالات کو قابو میں رکھوں گا۔"

شانتل نے ایک گہری سانس لی۔

"انہی مراسلات نے اہاب کو عیسائیت کی جانب راغب کیا۔" اجنبی کو اب مزید کچھ جاننے کی ضرورت نہیں تھی، ساون اور اہاب کے فطری جذبات بھلائی اور برائی کے انداز میں ابھر رہے تھے۔ نہ جانے کیوں اہاب کو احساس ہوا کہ ساون اور وہ اصل میں ایک ہی ہیں۔ بات صرف قوت برداشت اور پسند کی تھی۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

-24-

شانتل نے دادی پر ایک آخری نظر ڈالی۔ وہ پہاڑی اور جنگل جہاں اس نے اپنا بچپن گزارا اور جہاں کا شیریں پانی اس کے جسم کی رگ رگ میں خون بن کر دوڑ رہا تھا، وہ سبزیاں اور پھل جو اس کی نشوونما میں کارگر ثابت ہوئے، یہ سب کے سب آج جدا ہونے والے تھے۔ شانتل کا دل رو رہا تھا مگر مستقبل کچھ اور کہہ رہا تھا۔

وہ واپس مڑی تاکہ برٹا کو خدا حافظ کہہ سکے۔ اس نے جانے کے لیے کوئی تیاری نہیں کی تھی اور وہی عام لباس پہنے ہوئے تھی جو وہ عام طور پر پہنتی ہے تاکہ کوئی یہ اندازہ نہ لگا سکے کہ وہ ہمیشہ کے لیے بچھڑ رہی ہے اور نہ یہ جان سکے کہ معمولی لباس والی یہ لڑکی اب بے انتہا دولت کی مالک ہے۔ اجنبی نے تمام کاغذات پر دستخط کر دیے تھے اور تمام قانونی کاروائی مکمل کر دی تھی تاکہ مس شانتل پرائم کسی بھی بینک میں اپنا کھاتہ کھلوا کر تمام سلاخیں وہاں جمع کرا سکیں۔ بینک والوں نے اس سے کوئی سوال جواب کیے بغیر اس کا اکاؤنٹ کھول دیا کیونکہ تمام کاغذات ہر طرح سے مکمل اور قانونی تھے۔

مینیجر حیرت سے منہ کھولے اس دولت مند نوجوان لڑکی کو گھور رہا تھا۔ بالآخر اس سے ضبط نہ ہو سکا اور اس نے آگے بڑھ کر شانتل کے ہاتھوں کا بوسہ لے لیا۔

شانتل ایک عجیب و غریب احساس سے سرشار تھی۔ آج وہ اس قدر زیادہ دولت کی مالک تھی جس کا تصور بھی محال ہے۔ وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار تھی۔

وہ مقامی لوگوں کے پاس سے گزرتی چلی گئی۔ کسی کو پتہ نہیں چلا کہ وہ اب یہاں سے

جارہی ہے۔ انہوں نے اسی طرح خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا جیسا کہ عام طور پر کیا جاتا ہے۔ اس نے بھی مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور آرام سے اپنے راستے پر یوں چلتی رہی گویا یہ بھی ایک عام دن ہے۔

اسے نہیں معلوم کہ اس نے کتنے لوگوں سے ہاتھ ملایا اور کتنے ہی لوگوں کو نظر انداز کردیا۔ اس کے پاس وقت بالکل نہیں تھا۔ برٹا آج بھی اپنے گھر کے باہر بیٹھی ہوئی تھی۔ اب اس کے پاس زندگی میں کچھ کرنے کو باقی کیا رہ گیا تھا۔

''یہ لوگ میری یادگار کے طور پر ایک تالاب اور فوارہ تعمیر کرنے جارہے ہیں۔'' اس نے دل ہی دل میں سوچا۔ ''یہ میری خاموشی کی قیمت ہے۔ مگر میں جانتی ہوں کہ یہ فوارہ زیادہ عرصے قائم نہیں رہے گا اور نہ ہی زیادہ لوگوں کی پیاس بجھا سکے گا۔ اس لیے کہ وسکوس خود فنا ہونے جارہا ہے۔ جس گاؤں میں شیطان سے بدتر لوگ بستے ہوں اس کا ختم ہوجانا ہی بہتر ہے۔''

شانتل نے پوچھا کہ اس کے خیال میں تالاب اور فوارے کا کیا نقشہ ہونا چاہیے۔ تب برٹا نے بتایا کہ ایک مینڈک کے منہ سے جھرنا بہہ رہا ہو، سورج کی شکل میں۔ وہ خود سورج ہے اور پادری مینڈک۔ میں اپنی روشنی سے اس کی پیاس بجھارہی ہوں اور اس وقت تک یہ فرض انجام دیتی رہوں گی جب تک کہ یہ فوارہ قائم و دائم ہے۔''

میئر کو اس کی لاگت پر اعتراض تھا مگر برٹا کوئی بات سننے کو راضی نہ تھی لہٰذا اب کوئی چارہ نہ تھا۔ آئندہ ہفتے تعمیراتی کام شروع ہونے والا تھا۔

''گویا اب تم لوگ میری مرضی کے مطابق کام شروع کرنے پر تیار ہو؟ ایک بات کا خاص دھیان رکھنا۔ زندگی ایک نعمت ہے، خواہ یہ طویل ہو یا مختصر۔ اس کو اس طرح گزارنا چاہیے کہ لوگوں کو ہمیشہ یاد رہے۔''

شانتل کے چہرے پر ایک خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے ایک بوسہ اچھالا اور وسکوس کی طرف اپنی پشت کرکے آگے چل پڑی۔ وہ ضعیف عورت سچ کہہ رہی تھی۔ ''وقت کی قدر کرو، خواہ یہ زندگی طویل ہو یا مختصر۔''

ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ سدا یاد رہو

نئی کتاب:

عورت کتھا

غیر ملکی زبانوں کے خواتین ادیبوں کے افسانے

(اردو تراجم)

انتخاب و ترتیب: یاسر حبیب

اس کتاب میں براعظم افریقا، ایشیا، جنوبی امریکا اور آسٹریلیا کی ممتاز خواتین ادیبوں کے 44 افسانے شامل ہیں۔

پورا نام پاؤلو کوئیلہو سوزا ہے۔ پیدائش 1947 میں جنوبی افریکا کے ملک برازیل میں ہوئی۔

باپ انجینئر بنانا چاہتا تھا مگر وہ مصنف بن کر اُبھرا عالمگیر شہرت حاصل کرنے سے پہلے مختلف انداز کی زندگیاں بسر کی اور جادو ٹونا، شیطانی علم، ہپی لائف اور روحانی دلچسپی کے دور سے گزرا بے شمار مضامین نگارشات کے علاوہ ایک درجن سے زیادہ ناول لکھ چکا ہے اور بہت سارے ادبی انعامات حاصل کر چکا ہے 160 ممالک کی 66 زبانوں میں اسکی کتابیں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ اسکی کتابیں پوری دنیا میں سیل کے لحاظ سے دس کروڑ تک پہنچ چکی ہیں۔ آج بھی اسکی کتابیں پوری دنیا میں مقبول ہیں خاص کر اسکی کتاب الکیمسٹ نے پوری دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔

تعارف مترجم

قلمی نام : ابوالفرح ہمایوں

اصلی نام : سید ہمایوں فرخ

تاریخ پیدائش : 19-7-1946

تعلیم : کراچی یونیوسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی

مطبوعہ تصانیف:

جوئے لطافت — سماجی تشکیل نو کے اصول (برٹرنڈرسل) — **کفارہ** خالد حسینی

سنہری کہانیاں (عالمی ادب کے کہانیوں کے تراجم) — دنیا کی بہترین کہانیاں (عالمی ادب کے کہانیوں کے تراجم)

روزنامہ جسارت، روزنامہ قومی اخبار، روزنامہ ایکسپریس، روزنامہ نوائے وقت اور مختلف رسائل وڈائجسٹ میں اپنے قلم سے خوبصورت کہانیاں اور مضامین لکھتے رہتے ہیں۔

ادارہ سٹی بک پوائنٹ کے لئے مختلف کتابوں کے تراجم پر کام کر رہے ہیں۔